نوائے افغان جہاد

رجب ۱۴۳۶ھ مئی 2015ء

جہاں گرے ہیں ہمارے لاشے
قیامتیں واں اُٹھائے رکھنا

جائے شہادت: شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

امین الامت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت سعید بن ابی سعید مقبری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قبر اُردن میں ہے، جب وہ
طاعون میں مبتلا ہوئے تو وہاں جتنے مسلمان تھے ان سب کو بلا کر فرمایا:

''میں تمہیں وصیت کرنے لگا ہوں ......اگر تم اسے قبول کرو گے تو ہمیشہ خیر پر رہو گے...... نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، صدقہ خیرات دو، حج اور عمرہ کرتے رہو، ایک دوسرے کو وصیت کرو، اپنے امرا کی خیر خواہی کرو، ان کو دھوکہ نہ دو اور دنیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے......اگر کسی آدمی کو ہزار برس کی زندگی بھی مل جائے تو آخر اسے اسی جگہ جانا ہوگا جہاں آج تم مجھے جاتا ہوا دیکھ رہے ہو......اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم پر موت کو لکھ دیا ہے، لہٰذا ان سب کو مرنا ہے اور ان میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے اور اپنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہے......والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ''

[ابن عساکر]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۵

رجب ۱۴۳۶ھ — مئی 2015ء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے گھر میں کمان تیار رکھی اللہ تعالیٰ اس سے فقر کو چالیس سال کے لیے دور کر دیں گے۔''

(کنز العمال ج ۴ ص ۳۵۴ بحوالہ الخطیب)

اس شمارے میں
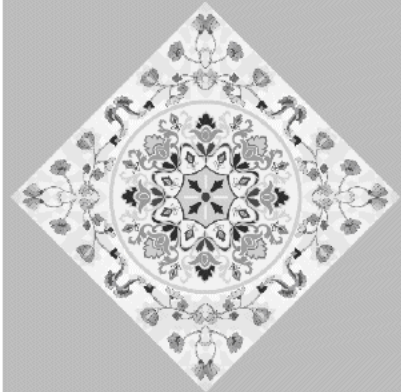
تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

NawaiAfghan.blogspot.com
NawaeAfghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے،اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جهاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

کوئی لایا دلیلِ محبت مگر، خون کی ایک اِک بوند کو وار کر!

مقاصدِ جہاد میں نمایاں اور اہم ترین مقصد فتنہ [شرک، کفر اور طاغوت کی فرماں روائی] کی سرکوبی اور اللہ تعالیٰ کے دین کی علو و برتری قائم کرنا ہے......اس مقصد کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے چنیدہ اور پسندیدہ بندوں کا ہی انتخاب فرماتے ہیں......ان بندگانِ خدا کو 'دُنیا کی غلاظتوں میں لتھڑے ہوئے بندگانِ حرص و ہوس' جو مرضی نام دے لیں، لیکن یہ اپنے رب کے ایسے پیارے ہیں کہ اُس کریم رب نے اُنہیں دنیا اور آخرت میں 'ناکامی و نامرادی' جیسے کسی واہمے کے قریب پھٹکنے سے بھی محفوظ و مامون رکھا......اُن کے لیے 'احدی الحسنیین' کا ربانی وعدہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ اُنہوں نے اپنے کرم و فضل والے مالک ہی کی توفیق سے اپنی زندگیوں کی ہر طرح کی رعنائیوں کو، سہولتوں اور نعمتوں کو، آسائشوں اور کشائشوں کو، تمناؤں اور آرزوؤں کو، سہانے سپنوں اور دلفریب خوابوں کو، پیاروں اور رشتہ داروں کو محض ربِ کائنات کی خوش نودی کے لیے چھوڑا اور پہاڑوں جنگلوں کے باسی بن گئے ہیں، اُس کے دین کی خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں اور پھر راتوں کی تاریکی میں اُسی کے آگے دست سوال دراز کر کے سسکتے اور روتے ہیں کہ وہ اس سب کو قبول فرما لے...... بے شک یہ سب 'کارگزاری' اُس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے وہ ڈرے اور سہمے جاتے ہیں کہ اگر اُس ذات کی توفیق شاملِ حال نہ ہوتی اور اُس کی مدد و تائید ہر پَل دلوں کو تھامے نہ رکھتی تو یہ سب کچھ قربان کر دینا کیونکر ممکن تھا! ان خاک نشینوں کے پاس ہتھیار بھی ہیں تو وہ بھی محض ایمان، توکل، صبر، دعا اور استقامت کے ہتھیار ہی ہیں......وہ اس راہ میں پیش آنے والے مصائب و آلام میں ایک دوسرے کے لیے صبر و مصابرت کے اعلیٰ ترین نمونے بن کر سامنے آتے ہیں......لہٰذا یہ بھلا مایوس کیوں ہوں گے؟ ان کے ہاں حسرت و قنوطیت کے جذبات کیوں در آئیں گے؟ وہ ناکام تو نہیں ہوئے! وہ ابتر اور بے نشاں تو نہیں ہوئے! انہیں اپنی سرداری قائم کرنے اور اپنی بڑائی کے نعرے لگوانے کی چنداں حاجت و خواہش نہیں ہے......وہ تو بس اپنے مالک کے راستے میں اپنی سی کوشش و ہمت کرتے ہیں اور پھر أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کا ورد کرتے ہوئے اپنا آپ اُس کے سامنے پیش کر دیتے ہیں!

اسی قافلہ جہاد کے سالار، محسنِ امت، مجدد جہاد شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ آج سے چار سال قبل اپنے رحیم و مہربان مالک سے کیا گیا وعدہ نبھا گئے تھے......اُن کا تشکیل دیا گیا ''لشکر اسامہ'' اُن کے بعد نہ رُکا، نہ ٹھہرا اور نہ ہی ایک لمحے کو پس قدمی اختیار کی......آپؒ کے منہج کے مطابق آج تحریکِ جہاد دنیا بھر میں اپنا مبارک سفر مکمل ایمانی جذبے اور توکل علی اللہ کے بل بوتے پر جاری رکھے ہوئے ہے......یہاں اہل ایمان کے لیے راحت و محبت ہے، الفت و مودت ہے، اُن کی بھلائی کی حرص اور اُن سے شرور کو دور کرنے کی تڑپ ہے، احکامات شریعت کی پابندی کے فیوض و برکات سے اُنہیں آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ کے نفاذ کی تڑپ اُن کے اندر پیدا کرنے کی بھرپور سعی ہے، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہوئے اُنہیں اُن کے دین اور دنیا کے دشمن' کفر اور حوارینِ کفر کی نحوستوں سے متنبہ کر کے اُن سے چھٹکارا کی تحریک برپا کرنا ہے......جب کہ کفار اور اُن کے غلاموں کے لیے سختی و شدت ہے، اُن کے مقابلے میں غیض و غضب کے ساتھ اُن کی گردنیں مارنے اور اُنہیں خون میں نہلا دینے کے لیے میدان سجانا ہے......اس منہج میں بے جا غلو ہے نہ مسلمانوں کی تکفیر کی کھلی چھوٹ، کفار سے مدد و تعاون لینے کا کوئی راستہ ہے نہ ہی اُن کے لیے کوئی نرم گوشہ......البتہ اہل اسلام کے لیے ہمدردی، اُن کے قوت و استطاعت کے مطابق اُن سے شریعت پر عمل پیرا ہونے کا تقاضا اور اُن کے اعذار کو تسلیم کرتے اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اُنہیں آسانی و راحت فراہم کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی......یہی منہجِ اسامہؒ ہے جو شیخ رحمہ اللہ نے قرآن و سنت، آثار صحابہؓ، طریق سلف اور علمائے جہاد سے سیکھا......اور اسی منہج پر اُن کے بعد جماعت القاعدۃ الجہاد اپنے امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی قیادت میں امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کے جھنڈے تلے پوری طرح کاربند ہے......شیخ اسامہ رحمہ اللہ تین دہائیوں سے زائد عرصہ تک دنیا بھر کے کفر کو رسوائیوں کے طوق پہنانے والے قافلہ جہاد کی قیادت کرتے ہوئے بالآخر اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو ہو کر پیش ہو گئے......شیخ انور العولقی رحمہ اللہ کیا ہی پیاری بات فرما گئے کہ ''شہادت ایک درخت کی طرح ہے، پھل اس پر اُگتا ہے اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اس کے اُتارنے کا موقع آ جاتا ہے، یہ مخصوص موسموں میں ہوتا ہے......ایسے ہی اللہ کے بندے مختلف مرحلوں سے گزرتے ہیں یہاں تک کہ وہ وقت آ جاتا ہے جب ان کو شہدا کے طور پر قبول کر لیا جاتا ہے''......شہادتوں کے یہ مخصوص موسم گاہے بگاہے کاروانِ جہاد پر چھاتے رہتے ہیں......گزشتہ چند ماہ میں دنیا بھر میں برپا جہادی تحریک کے بہت سے قائدین 'شہادتوں کی اس ''گھنی بارش'' میں نہا کر عرشِ بریں کے سائے تلے لٹکتی سنہری قندیلوں میں جا مکیں ہوئے ہیں......صومالیہ میں الشباب المجاہدین کے امیر شیخ مختار ابو زبیر رحمہ اللہ، شام میں شیخ حسن عبود رحمہ اللہ سمیت احرار الشام کی بیشتر قیادت، یمن میں قائدینِ جہاد شیخ حارث النظاری رحمہ اللہ اور شیخ ابراہیم الربیش رحمہ اللہ، القاعدہ برصغیر کے نائب امیر استاد احمد فاروق رحمہ اللہ، اراکین شوریٰ قاری عمران رحمہ اللہ اور شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ، داغستانی مجاہدین کے امیر شیخ ابو محمد داغستانی رحمہ اللہ، رافضی ایران کے خلاف برسرِ پیکار مجاہدین انصار الفرقان کے امیر شیخ ابو حفص بلوچی رحمہ اللہ ان قائدینِ جہاد میں شامل ہیں......ایک اللہ والے نے بہت نکتے کی بات ارشاد فرمائی کہ: ''یہ جو وقت کے نبی اور اُن کے پیروکاروں کے متعلّق آتا ہے کہ جب وہ پکار اٹھے کہ ''مَتَى نَصْرُ اللّٰهِ'' تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وہ تمام اسباب اور وہ تمام ذرائع جن سے مدد، نصرت اور تعاون کی امید کی جا سکتی تھی، ختم کر دیے......اس کے بعد پھر عرش والے کی طرف سے ندا آئی کہ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ''......پس قائدین جہاد کے بچھڑ جانے کا دُکھ تو بہت ہے کہ ان جیسے قیمتی لعل و گہر اس امت کی خاطر قربان ہو رہے ہیں......ان کی عظمتِ کردار اور بلندی افکار کو دیکھتے ہوئے یہ شعر بار بار نوک زبان پر آتا ہے کہ

اپنی وسعت میں کچھ زمیں والے

آسمانوں کے آسماں ٹھہرے!

بے شک یہ قائدینِ جہاد کردار و عمل میں، ایمان و حکمت میں، اخلاص و بے لوثی میں، تقویٰ وللّٰہیت میں، بہادری و جاں سپاری میں، صبر و توکل میں، قربانی و ایثار میں، تعلیم و تعلم میں، کفر سے عداوت و بیر میں، دشمنانِ خدا سے دشمنی و خصومت میں، اللہ کے دین سے خیانت کرنے والوں سے مخالفت و پرخاش میں، اہل اسلام سے اُنسیت، محبت اور الفت و یگانگت میں ''آسمانوں کے آسماں ٹھہرے''......لیکن اس غم کے ساتھ ہی اس یقین میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ اب آسمانوں سے یہ فیصلے بھی صادر ہوا ہی چاہتے ہیں کہ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ!!!

علاج کبر

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہندو چمار کو جو ہندوستان میں زمین داروں کی زمین پر کاشت کاری کرتے ہیں غصہ میں کچھ زیادہ بات کہہ دی پھر جا کر اس کافر سے معافی مانگی کہ قیامت کے دن کیا پتہ کیا حال ہوگا۔ زمین داروں نے کہا کہ آپ زمین داری نہیں کرسکتے یہاں تو چماروں کو ماں بہن کی گالی دی جاتی ہے ان کو تو بے گناہ دس ڈنڈے لگاؤ تب یہ ٹھیک رہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں ایسی زمین داری نہیں کرسکتا کہ کل قیامت کے دن میرا حال بگڑ جائے۔

لوگوں نے یہاں تک ستایا کہ آخر میں حضرت نے ترکِ وطن فرمایا۔ اپنا گاؤں ہی چھوڑ دیا اور آ کر اعظم گڑھ کی تحصیل پھول پور میں رہنے لگے اور جب مدرسہ قائم کیا تو حضرت کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آٹھ دس فٹ کا ایک گڑھا کھودا اور اس میں بال بچوں کو لے کر رہے، دوپہر کو اس کے اوپر چٹائی ڈال لیتے تھے۔ پیشاب پاخانہ کے لیے کھیت میں جاتے تھے کوئی مکان نہیں تھا۔ سوچئے کتنا مجاہدہ کیا ہوگا! جب ان بزرگوں کے مجاہدات سامنے آتے ہیں تو رونا آجاتا ہے۔ جب بارش ہوئی تو گڑھے میں پانی بھر گیا۔ جو نشیمن تھا وہ بھی اجڑ گیا۔ پھر قصبہ میں جا کر دو چار روز پناہ لی۔ اس طرح ابتدا ہوتی ہے۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے ہی روز قالین آجائے، پہلے ہی سب کچھ بن جائے مدرسہ چٹائیوں سے شروع ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ بنوا دیتا ہے۔ اخلاص کے ساتھ ٹوٹی ہوئی چٹائیاں بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہیں اور اخلاص نہ ہو تو بڑی بڑی عمارتیں بے کار ہیں۔ اللہ کے یہاں ان کی کوئی قیمت نہیں۔

تو ہمارے بزرگوں نے ایسے ایسے مجاہدات کیے، اپنے کو مٹایا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے کیسا نوازا۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ''ہمارے مولوی عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر اللہ نے بالکل مٹا دیا ہے۔ کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہیں سکتا کہ یہ عالم بھی ہیں''۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ''صوفیا کی یہی ادا خاص ہے کہ وہ اپنے نفس کو مٹاتے ہیں، بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے''۔ جیسا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ فیضانِ محبت ہے یہ احسانِ محبت ہے
سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا
قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا
زباں رکھتے ہوئے بھی اللہ اللہ بے زباں رہنا

کیا شعر ہے سبحان اللہ! فرمایا

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں، چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

ہوٹل میں چائے پی لی، اخبار پڑھ لیا۔ یہاں بیٹھ گئے، وہاں بیٹھ گئے۔ یہ تو زندگی ضائع کرنا ہے۔ ارے! رہنا وہ ہے جو اللہ کے ساتھ رہنا ہو، ہر وقت باخدا رہنا ہو۔ خدائے تعالیٰ کے ساتھ ہماری جان اور ہمارا دل چپکا رہے۔ کسی وقت ان سے غفلت نہ ہو۔ یہ شعر میں نے لندن کے ایک مہمان حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے برادرِ نسبتی ڈاکٹر محمود شاہ کو سنایا جو ہردوئی آئے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ دو گھنٹے کے وعظ کا جو اثر ہوتا ہے اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا ہے:

نہیں رہتے ہیں ہم کیوں، چاہیے ہم کو جہاں رہنا
کوئی رہنے میں رہنا ہے یہاں رہنا وہاں رہنا

جہاں رہنے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اللہ والا بن کر رہو، جو سانس خدا کی یاد میں گذر جائے اسی کو زندگی سمجھو۔ میرا ایک شعر ہے

وہ مرے لمحات جو گذرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

جو سانس اللہ کی یاد میں گذر جائے وہی زندگی کا حاصل اور نچوڑ ہے ورنہ سب ختم، باقی ساری چیزیں فانی ہیں۔ یہ بڑی بڑی وزارتیں، کمشنریاں، یہ بڑے بڑے تاج و سلطنت، جب قبر کے نیچے جنازہ اُترے گا تب ان کی حقیقت کھلے گی۔ تب پتہ چلے گا کہ ساتھ کیا لے کر آئے۔ وہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سلاطین مغلیہ کو خطاب کرتا ہے۔ یہ تھے اللہ والے جو بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ فرماتے ہیں:

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش

''اے تخت و تاج کے مالکان! اے سلطنتِ مغلیہ کے وارثو! سن لو کہ ولی اللہ محدث دہلوی سینہ میں ایک دل رکھتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جواہر پارے اور موتی چھپے ہوئے ہیں''۔

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

''ولی اللہ جو سلطنت رکھتا ہے اس کے مقابلہ میں تمہاری کیا سلطنت ہے۔ آسمان کے نیچے

مجھ سے بڑا رئیس اور مجھ سے بڑا سلطنت والا کوئی ہو تو آئے''۔

دہلی کی جامع مسجد میں سلاطین مغلیہ کے سامنے یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔ دوستو! غریبوں کو ہم خطاب کرلیں یہ بات کچھ مشکل نہیں۔ لیکن ایک مولوی منبر پر بیٹھ کر بادشاہوں کو اس طرح سے خطاب کرے یہ بات اس وقت نصیب ہوتی ہے جب کوئی دولت سینہ میں ہوتی ہے۔ جس کے سامنے بادشاہوں کے تخت وتاج ہیچ نظر آتے ہیں تب یہ توفیقِ خطابت ہوتی ہے۔

حاصل اس شعر کا یہ ہے کہ مرنے کے بعد تمہارے تخت وتاج کہیں ہوں گے، تمہارے سر کے بال کہیں ہوں گے، کان کہیں ہوگے، جسم کہیں ہوگا۔ دنیا والوں کی کمائی دنیا ہی میں کام آتی ہے حالانکہ پردیس کی کمائی وطن میں کھائی جاتی ہے۔ دنیا کے پردیس سے نیک اعمال کی کرنسی وطنِ آخرت بھجوادی جائے۔ اصل کمائی یہ ہے۔ باقی سب فکر چھوڑ دو کہ بچوں کا کیا ہوگا۔ بچوں کی فکر میں اتنا غمگین مت ہوجاؤ کہ اللہ کی یاد میں اور اللہ والوں کی صحبت میں کم بیٹھو، اس لیے کہ اگر اللہ کو منظور نہیں ہے تو ہماری کمائی نیلام ہوجائے گی اور بچے مقروض کے مقروض رہیں گے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ بہت سے لوگ بچوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے لیکن وہ بچے اپنی نالائقی اور نافرمانی کی وجہ سے شراب و کباب اور بدمعاشیوں کی وجہ سے ایسی بلا میں مبتلا ہوئے کہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب ختم ہوگیا۔ باپ کی محنت والی کمائی مفت میں گنوائی۔

اس لیے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اولاد کا غم مت کرو، اپنے اللہ کو راضی کرو اور اولاد کو نیک بنانے کی کوشش کرو۔ اگر یہ نیک ہوں گے تو اللہ خود ان کی مدد کرے گا اور اگر نافرمان ہوں گے تو تمہاری کمائی ان کے کچھ کام نہ آئے گی اور بُرے مصرف میں جائے گی اور اگر تم محنت کرکے اللہ والے بن گئے تو تمہاری نیکیوں سے تمہاری اولاد پر بھی رحمت ہوگی۔ مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَه كَنْزٌ لَّهُمَا

''اور وہ دیوار جو دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے خزانہ چھپا ہوا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ یہ دیوار سیدھی کردو کہیں گر نہ جائے''۔

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا

''پس آپ کے ربّ نے ارادہ کیا کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے جب تک یہ بچے بالغ نہ ہوجائیں اور اپنا خزانہ نہ لے لیں''۔

دیکھئے! یہ رعایت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے ان یتیم بچوں کی مدد کررہا ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ میں نے ان بچوں کی مدد کیوں کی۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا کیونکہ ان کا باپ نیک تھا اور باپ کون سا تھا۔ كَانَ الْاَبُ السَّابِعُ (روح المعانی: ج۱۶، ص۱۳)...... ساتواں باپ تھا۔ اللہ تعالیٰ ایسے کریم باوفا ہیں کہ جو اُن کا بن جائے اس کی سات پشت تک رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اس لیے دوستو! سب سے مبارک مسلمان وہ ہے جو اپنے اللہ کو راضی کرلے اور ہر وقت اس غم اور فکر میں مبتلا رہے کہ سر سے پیر تک میرا کوئی شعبہ حیات اللہ کی نافرمانی میں نہ ہو۔

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ یہ تکبر کا مرض اتنا خطرناک مرض ہے کہ ایک شخص تہجد پڑھتا ہے، اشراق پڑھتا ہے، تبلیغ میں چلّے لگاتا ہے، بخاری شریف پڑھاتا ہے مگر جب مرا تو دل میں تکبر لے کر گیا۔ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا۔ وہ حدیث سن لیجیے۔ مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُه حَسَنًا وَّنَعْلُه حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (صحیح مسلم: ج۱، ص۶۵)

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ یعنی جس کے دل میں ذرّہ کے برابر بھی بڑائی ہوگی ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا''۔

یہ وہ زبردست ایٹم بم ہے کہ سو برس کا تہجد، سو برس کی زکوۃ، سو برس کے حج اور عمرے، سو برس کی نفلیں اور تلاوت، سو برس کی عبادت، ساری زندگی کے اعمال کو ہیروشیما کردیتا ہے۔ جیسے ایٹم بم کا وہ ذرّہ جس نے جاپان کے ہیروشیما کو تباہ کیا تھا۔ یہ تکبر کا ذرّہ تمام عبادات کو ضائع کردیتا ہے۔ یہ ایسا ایٹم بم ہے کہ سارے اعمال ضائع۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا جب کہ اس کی خوشبو میلوں دُور تک جائے گی۔ اتنا خطرناک مرض ہے۔

کیوں صاحب اگر معلوم ہوجائے کہ ہمارے گھر میں بم رکھا ہوا ہے تو آپ کیا کرتے ہیں؟ بم کو ناکارہ کرنے کے لیے آپ کس سے مدد لیتے ہیں؟ پولیس کے اس دستہ کا کیا نام ہے؟ بم ڈسپوزل اسکواڈ! آپ تھانہ میں فون کرتے ہیں۔ ایس پی کو فون کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں بم ہے لہٰذا جلدی سے بم ڈسپوزل اسکواڈ یعنی بم کو ناکارہ کرنے والا پولیس کا دستہ جلدی بھیجئے۔ تو آپ بم ڈسپوزل اسکواڈ کو کیوں تلاش کرتے ہیں، اس لیے کہ اس کے پاس ایسے اسلحے اور ہتھیار ہوتے ہیں جس سے اس کو ناکارہ کردیتے ہیں۔ اب یہ بتایئے کہ جس کے دل میں تکبر کا بم رکھا ہوا ہے اس کو کیا کرنا چاہیے؟ دل سے تکبر کے بم کو نکالنے والا دستہ کون ہے؟

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

2 اپریل: مجاہدین......صوبہ زابل......مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں...... 6 فوجی ہلاک......2 زخمی

امارت اسلامیہ کے زعیم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

بشکریہ ماہنامہ 'شریعت' اردو ترجمان مجلّہ امارت اسلامیہ افغانستان

ہجری شمسی سال ۱۳۷۵ کے ماہ حمل کی ۱۶ ویں تاریخ ہمارے مسلمان عوام کے لیے تاریخ کے اہم ترین ایام میں سے ہے۔ تقریباً دو عشرے قبل اسی روز افغانستان میں ڈیڑھ ہزار علمائے کرام، مشائخ اور جہادی رہنماوں نے امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے ملا محمد عمر (مجاہد) کی تائید وحمایت کی۔ امیر کی حیثیت سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہیں امیر المومنین کا لقب دیا۔ یہ دن امارت اسلامیہ کے آفیشل کیلنڈر میں ایک تاریخی دن کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ گذشتہ سالوں میں بھی ثقافتی کمیشن کی جانب سے خصوصی مضامین اس دن کی مناسبت سے شائع کیے گئے۔

چونکہ بہت سے احباب خصوصا تاریخ نگاروں اور تجزیہ کاروں کا پرزور اصرار تھا کہ امارت اسلامیہ کے زعیم کے مکمل حالات زندگی تحریری صورت میں شائع کی جائیں اس لیے ثقافتی کمیشن نے فیصلہ کیا کہ اس سال اس خصوصی دن کے موقع پر حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کے مکمل حالات زندگی تحریری صورت میں شائع کیے جائیں۔

ملا محمد عمر مجاہد کی ذاتی زندگی کے احوال اور ان کی شخصیت کے حوالے سے کچھ نام نہاد تاریخ دانوں اور صحافیوں، اور کچھ حلقوں نے جھوٹی باتیں پھیلائیں اور غلط پروپیگنڈے کیے۔ ان کی غلط بیانیوں اور غلط پروپیگنڈے کی روک تھام اور صحافیوں، تجزیہ کاروں اور عام لوگوں کے سامنے ایک وضاحت کے طور پر ذیل کی سطروں میں عالیقدر امیر المومنین کے حالات زندگی پیش کیے جارہے ہیں۔

پیدائش اور نسب:

ملا محمد عمر مجاہد کے والد کا نام مولوی غلام نبی، دادا کا نام مولوی محمد رسول اور پردادا کا نام مولوی باز محمد تھا۔ ہجری شمسی سال ۱۳۳۹ بمطابق ۱۹۶۰ عیسوی افغانستان، صوبہ قندہار، ضلع خاکریز کے گاؤں چاہ ہمت کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ امیر المومنین کے والد مرحوم مولوی غلام نبی صاحب بھی یہیں خاکریز میں پیدا ہوئے تھے اور اسی علاقے میں مختلف حلقہ ہائے دروس میں دینی تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی علاقے میں دینی علوم کی تدریس اور وعظ ونصیحت کے باعث لوگوں میں ایک علمی اور سماجی شخصیت کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ ملا محمد عمر مجاہد کی پیدائش کے دو سال بعد ان کے والد ضلع خاکریز سے قندہار ہی کے ضلع ڈنڈ نو دی گاوں منتقل ہوگئے اور آخر تک وہیں پر لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے۔ ان کا انتقال یہیں پر ہجری شمسی سال ۱۳۴۴ بمطابق ۱۹۶۵ عیسوی کو ہوا۔ ان کی تدفین قندہار ہی میں طلبہ کے مشہور پرانے قبرستان میں کی گئی۔

ملا محمد عمر مجاہد اپنے والد کی وفات کے بعد پانچ سال کی عمر میں اپنے خاندان کے ساتھ قندہار ضلع ڈنڈ سے اروزگان ضلع دہراود بھیجے گئے جہاں اپنے چچاؤں مولوی محمد انور اور مولوی محمد جمعہ کی زیر سرپرستی ان کی زندگی کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگے۔

تعلیم:

ملا محمد عمر مجاہد آٹھ سال کی عمر میں دینی علوم کے حصول کے لیے اروزگان ضلع دہراود کے شہر کہنہ کے علاقے میں ابتدائی دینی علوم کے ایک مدرسے میں داخل ہوئے۔ مدرسے کے سرپرست ملا محمد عمر مجاہد کے چچا مولوی محمد جمعہ صاحب ہی تھا۔ ملا محمد عمر مجاہد نے بھی اپنی ابتدائی تعلیم انہیں سے ہی حاصل کی۔

ملا محمد عمر مجاہد کے دونوں چچاؤں اور خصوصاً مولوی محمد انور نے ان کی دینی تربیت میں خاص کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنی ابتدائی اور متوسطہ سطح کی تعلیم اسی مدرسے میں حاصل کی۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں افغانستان میں مروجہ اعلیٰ دینی علوم کے حصول کا آغاز کیا۔ مگر اعلیٰ دینی علوم کے حصول کے مرحلے پر ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۳۵۷ ہجری شمسی کو افغانستان میں کمیونسٹوں کو اقتدار ملنے کے باعث ان کے حصول علم کا سلسلہ ادھورا رہ گیا۔

خاندان:

قبیلے کے لحاظ سے ملا محمد عمر مجاہد کا تعلّق پشتون قبیلے ھوتک کی شاخ تومزی سے ہے۔ ھوتک پشتون قبیلے کی ایک بڑی شاخ ہے۔ معاصر افغانستان کی تاریخ میں معروف اسلامی شخصیت حاجی میرویس خان ھوتک کے جیسے اسلام پسند، مدبر، قومی اور جہادی رہنما کا تعلّق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ عظیم فاتح حاجی میرویس خان ھوتک رحمہ اللہ، جنہیں افغان عوام احترام سے میرویس نیکہ کے قابل فخر نام سے یاد کرتے ہیں، انہوں نے ۱۸۸۰ء میں افغانستان کو صفوی ظالموں سے آزادی دلائی اور افغانوں کے لیے ایک آزاد اور خودمختار اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر مجاہد کا خاندان ہمیشہ علما اور دینی مدارس کے مدرسین رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالی کے دین کی خدمت، شرعی علوم کی تدریس اور مسلمانوں کی دینی اور فکری تربیت کے لیے وقف رکھی۔ اسی لیے انہیں اپنے علاقے میں بھرپور مقبولیت حاصل رہی۔ اور روحانی اعتبار سے معاشرے کی سب سے باوقار اور اجتماعی حیثیت رکھنے والی شخصیات رہیں۔ اس طرح کے علمی اور روحانی ماحول میں ملا محمد عمر کی پیدائش اور پھر علمی وفکری مربیین کی مسلسل نگرانی میں ان کی نشوونما نے انہیں جہادی اور فکری لحاظ سے یہ

04 اپریل: صوبہ فراہ.........ضلع پشت رود.........2 چوکیوں پر مجاہدین کا کنٹرول.........6 ہلاک.........4 گرفتار

صلاحیت بخشی کہ افغان معاشرے کے دیگر افراد میں سے ایک مخلص مجاہد، جان پرسوز، بااحساس اسلامی اور قومی شخصیت کے طور پر نمایاں ہوکرا بھرتے ۔ اور اپنے جہادی اوراصلاحی کوششوں کے ذریعے اپنے معاشرے کو کرپشن، ظلم اور بے انصافی سے پاک کرتے اوراس ملک کو جوشکست وریخت کے دہلیز پر تھا اسے بچاتے۔

ملامحمد عمر مجاہد کا خاندان، بھائی اور چچا سب مجاہدین رہے ہیں۔اوراب تک ان کی خاندان کے چارافراد شہید ہو چکے ہیں۔افغانستان پر امریکی جارحیت کے پہلے روز ۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو آپ کے چچا ملامحمد حنفی وہ پہلے شخص تھے جو امریکی جارحیت پسندوں کی بے رحمانہ بم باری میں شہید ہوئے۔

جہادی اور تحریکی زندگی:

آپ اپنی زندگی کے تیسرے عشرے میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹوں نے فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار حاصل کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کی طرح ملک کے دیگر نوجوانوں کو بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔کیوں کہ ملحد کمیونسٹوں کا پہلا مقابلہ پورے ملک کی سطح پر علما اور طلبہ سے تھا۔یہی وجہ تھی کہ آپ نے بھی ضروری سمجھا کہ اپنی دینی تعلیم ادھوری چھوڑ کر اپنی شرعی ذمہ داری نبھانے کے لیے مدرسہ چھوڑ کر جہادی محاذ کا رخ کریں۔

یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنا جہادی سلسلہ اروزگان ضلع دہراوود میں 'حرکت انقلاب اسلامی' کی تنظیم میں شروع کیا۔اس ضلع میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ صوبہ اروزگان کی سطح پر ایک معروف جہادی رہ نما کی حیثیت سے ابھرے۔آپ نے اس صوبے کے مختلف حصوں میں کمیونسٹوں کے خلاف متعدد عسکری کارروائیوں میں فعال کردار ادا کیا۔یہی وجہ تھی کہ جہاد میں شہرت اور جہادی کارروائیوں میں قابل ذکر کردار کی وجہ سے آپ مجاہدین میں اتنے مقبول اور پہچانے جانے لگے کہ ضلع دہراوود میں جب مختلف علاقوں کے مجاہدین نے دشمن کے خلاف وسیع پیمانے پر گروپ حملوں کا منصوبہ بنایا تو تمام جہادی محاذوں سے آئے مجاہدین کے عمومی گروپ کمانڈر ملامحمد عمر مجاہد ہی کو متعین کیا گیا۔ ان کارروائیوں میں بھی آپ نے بھرپور کامیابی دکھائی ۔ انہی جنگوں پہلی مرتبہ زخمی ہوئے۔آپ نے تین سال سے زیادہ عرصہ اپنے علاقے کے مجاہدین کے ساتھ روسیوں اور کمیونسٹوں کے خلاف آمنے سامنے جنگوں میں شرکت کی۔

ملامحمد عمر کے محاذ کے ساتھی اور قائدین کہتے ہیں کہ ''ملامحمد عمر مجاہد اخونداس وقت یعنی جہاد کے آغاز میں باوجوداس کے کہ کم عمر تھے،مگر ہر طرح کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی صلاحیت اور استعداد رکھتے تھے اور بہت اچھی صحت اور طاقت کے مالک تھے''۔اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں اپنے جہادی ساتھیوں کے ساتھ جہادی سرگرمیوں کی نئی صف بندی اور تنظیم سازی کے لیے قندہار کے ضلع میوند گئے اور وہاں حرکت انقلاب اسلامی کے مشہور جہادی کمانڈر رفیض اللہ اخندزادہ کے ہمراہ روسی جارحیت پسندوں اوران کے کمیونسٹ کٹھ پتلیوں کے خلاف مسلح جہاد جاری رکھا۔قندہار میں بھی بے شمار جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔فوجی تیکنیکوں میں اچھی مہارت اور شہرت کے باعث علاقائی جہادی کمانڈروں کی سطح پر جہادی تنظیموں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔اوراس طرح انہیں مولوی محمد نبی محمدی کی قیادت میں حرکت انقلاب اسلامی کی تنظیم کی جانب سے انہیں مستقل گروپ اور محاذ دیا گیا جس کے آپ کمانڈر بنائے گئے۔

۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۱ء تک ملامحمد عمر مجاہد'صوبہ قندہار میں ژڑی،میوند،پنجوائی اور ڈنڈ کے اضلاع جو سوویت فوجیوں کے مراکز سمجھے جاتے تھے' کے مضافات میں تقریباً روزانہ جہادی کارروائیاں کرتے رہے، ہرروز دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی ۔اسی طرح صوبہ زابل ضلع شہر صفا اور مرکز قلات کے مضافاتی علاقوں میں کابل قندہار شاہراہ پر روسی جارحیت پسندوں کے خلاف قابل ذکر کارروائیاں کیں۔جس میں آپ بذات خود شریک رہے۔آپ کا سب سے پسندیدہ اسلحہ جسے روسی ٹینکوں کے خلاف انتہائی موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے' R.P.G.7 تھا۔ جسے مجاہدین راکٹ کے نام سے جانتے تھے۔ آپ کو راکٹ کے چلانے میں انتہائی مہارت بھی حاصل ہے ۔ یاد رہے قندہار خصوصاً میوند،ژڑی اور پنجوائی کے علاقے کمیونزم کے خلاف جہاد میں وہ علاقے تھے جن کا روسی شکست میں محوری اور مرکزی کردار تھا۔اس علاقے میں قندہار ہرات شاہراہ پر کمیونسٹوں کے اتنے زیادہ ٹینک اور گاڑیاں تباہ ہوئی تھیں کہ سڑک کے دونوں کناروں پر دشمن نے مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لیے ان تباہ شدہ گاڑیوں اور ٹینکوں کی دیوارسی بنالی تھی۔

آپ نے سوویت فوجیوں کے خلاف براہ راست کارروائیوں اور جنگوں میں ۴ مرتبہ زخمی ہوئے اور آخری بار زخمی ہوئے تو داہنی آنکھ بھی شہید ہوگئی۔

ملامحمد عمر مجاہد قندہار اور پڑوسی صوبوں کی سطح پر روسی جارحیت پسندوں اور داخلی کمیونسٹوں کے خلاف جہاد میں ایک نمایاں کمانڈر رہے۔ جنہوں نے بہت سی جہادی کارروائیوں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ذیل میں روس کے خلاف جہاد کے دوران ان کے ساتھیوں کی زبانی چندواقعات کا تذکرہ بطورمثال کریں گے۔

۱۔ صوبہ قندہار میں دشمن کی ایک نہایت اہم پوسٹ جسے ''بدوانو پوسٹ'' کہا جاتا تھا۔اس پوسٹ کے ساتھ انتہائی حساس اور مضبوط جگہ پر دشمن نے ایک ٹینک کھڑا کیا تھا جس کی گولہ باری سے مجاہدین بہت تکلیف میں تھے۔مجاہدین نے کئی بار کوشش کی کہ اس ٹینک کو گولے سے اڑا دیں اور مجاہدین کو اس کی شر سے نجات دلا دیں مگر بار بار کوششوں کے باوجود ایسا نہ ہوسکا۔ مجاہدین نے مدد کے لیے سنگ حصار سے ملامحمد عمر کو بلایا۔ بالآخر آپ نے اپنے آر پی جی راکٹ سے اس ٹینک کو جو'' بدوانو پوسٹ'' کے ٹینک کے نام سے مشہور تھا نشانہ بنایا۔اس ٹینک کی تباہی اس وقت مجاہدین کی بہت بڑی کامیابی سمجھی

05اپریل: صوبہ پکتیا.................ضلع احمد خیل.................امریکی ایجنٹ اور معروف جنگ جو کمانڈر کی گاڑی پر حملہ.................کمانڈر یار خان عرف سٹ دو محافظوں ہلاک

گئی۔

۲۔روس کے خلاف جہاد کے دوران میں قندہار محلّہ جات کے علاقے میں ایک مرتبہ روسیوں سے آمنے سامنے لڑائی میں ایک اور ممتاز مجاہد ملا عبیداللہ اخند رحمہ اللہ ٔ جو بعد امارت اسلامیہ کے وزیر دفاع امریکی جارحیت کے بعد امیر المومنین کے نائب رہے ٔ کے ساتھ مل کر ملا محمد عمر نے دشمن کے اتنے ٹینک اور گاڑیاں تباہ کیں کہ اگلے دن دور سے جلی ہوئی گاڑیوں اور ٹینکوں کی قطاریں دیکھ کر دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ روسیوں کی کانوائے ابھی تک وہی کھڑا ہے اور روسی ابھی گئے نہیں ہیں۔حالانکہ کانوائے کی اکثر گاڑیاں جل کر راکھ ہوگئی تھیں اور بقیہ فوجی اور کانوائے واپس اپنے مراکز کی طرف لوٹ گئے تھے۔

۳۔روس کے خلاف جہاد کے دوران میں قندہار ہرات شاہراہ پر ضلع ژڑی میں سنگ حصار کے علاقے میں روسی ٹینک گذر رہے تھے۔اس وقت ملا محمد عمر، ان کے ساتھی اور بعد میں امارت اسلامیہ کے نائب مقرر ہونے والے نمایاں کمانڈر ملا برادر اخند فک اللہ اسرہ ان کے ساتھ تھے۔روسی قافلے پر حملے کے لیے ان کے پاس آر پی جی کے صرف ۴ گولے تھے۔انہوں نے انہیں چار گولوں سے دشمن کے خلاف جنگ شروع کی اور راکٹ کے چار گولوں سے چار روسی ٹینکوں کو تباہ کرڈالا۔

۴۔ملا برادر اخوند جو جہادی سفروں میں ملا عمر کے قریب رہے کہتے ہیں کہ'' ملا صاحب نے اتنے زیادہ روسی ٹینک تباہ کیے ہیں کہ کثرت تعداد کی وجہ سے ساتھی اس کی صحیح گنتی نہیں کرسکتے تھے''۔

۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر نجیب کی کمیونسٹ حکومت کے خاتمے اور ملک میں تنظیمی جھگڑوں کے آغاز کے ساتھ دیگر مخلص مجاہدین سمیت ملا محمد عمر مجاہد نے اپنا اسلحہ رکھا اور اپنے جہادی خطے قندہار ضلع میوند سنگ حصار میں گیشانو گاؤں میں حاجی ابراہیم مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ قائم کیا اور اسی مدرسے میں رہنے لگے۔مشکلات اور مصائب سے بھرپور ۱۴ سالہ دور جہاد کے بعد ایک بار پھر اپنے چند مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ اپنے ادھورے حصول علم کے سلسلے کی تکمیل کرنے لگے۔یہ وہ وقت تھا جب کابل سمیت پورا ملک بے مقصد تنظیمی جھگڑوں میں جل رہا تھا۔کچھ تنظیمی جنگ جوؤں نے اپنے ذاتی مقاصد اور ہوس کے حصول کے لیے جہاد کے ذریعے حاصل کی ہوئی مقدس منزل ادھوری چھوڑ دی اور پندرہ لاکھ افغان شہدا کی پاکیزہ خواہشات یوں ہی پامال کردیں۔

فساد اور جنگوں کے خلاف قیام اور امارت اسلامیہ کی تاسیس:

کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد بجائے یہ کہ اسلامی نظام کی تاسیس کی جاتی اور مجاہد عوام کے سالہا سال کی خواہشات کی تکمیل ہوجاتی ان کے درمیان آپس کی جنگیں شروع ہوگئیں۔مخلص اور حقیقی مجاہدین کو ایک منظم سازش کے تحت کمزور کردیا گیا یا کونے سے لگایا گیا۔کچھ جہادی تنظیمی رہنماؤں نے کچھ ایسے کمیونسٹ رہنما جن کا بجائے اس کے کہ ان کا محاسبہ کرتے انہیں اپنے ساتھ ملایا اور دیگر کچھ رہنماؤں نے عوام میں لوٹ مار اور ان کو بے آبرو کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ملکی خزانے اور مشترکہ قومی وسائل کی لوٹ مار کی۔

اس طرح پورے ملک میں خانہ جنگی، فسادات اور لوٹ مار کا ایسا دور آگیا کہ شاید افغان عوام نے اس سے قبل اس کی مثال نہ دیکھی ہو۔عوام کی جان، مال اور ناموس کو ہر وقت خطرات کا سامنا ہونے لگا۔ملک کی شاہراہوں اور چھوٹی سڑکوں پر خودسر، جاہل اور رذیل صفت جنگ جوؤں نے بیریئر اور پھاٹک بناڈالے۔ہر ایک اپنی مرضی سے بے کس اور بے سہارا عوام سے نہ صرف یہ کہ پیسے لوٹتا بلکہ عوام کی عزت اور ناموس کی بھی کوئی پروا نہ کرتا۔ملک کے قومی ذخائر، مادی اور روحانی سرمائے، جہادی غنیمتوں حتیٰ کہ ملک کے جنگلات اور معدنی ذخائر کا ایسا لوٹ مار کیا گیا جس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔مومن اور مجاہد عوام جنہوں نے ۱۴ سال تک جہاد کیا تھا، نہ صرف یہ کہ جہاد کے ثمرات سے محروم کیے گئے بلکہ روزانہ کی بنیاد پر ان کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہوگئیں۔ہنگاموں اور فتنوں کے باعث معاشرتی فساد، قتل وقتال، لوٹ مار، مظالم، وحشتیں اور مسلمانوں کی تکالیف لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھیں۔ان حالات نے ان حقیقی مجاہدین کو جنہوں نے ملک کی آزادی اور سربلندی کے لیے لڑائی کی تھی شدید اذیت میں ڈال رکھا تھا۔

ملا محمد عمر مجاہد جو اس وقت اپنے مجاہدین ساتھیوں کے ساتھ قندہار ضلع میوند میں رہ رہے تھے۔دیگر مجاہدین کی طرح وہ بھی گہری نظر سے حالات کو دیکھ رہے تھے۔حالات نے انہیں بھی بہت زیادہ متفکر کردیا تھا۔وہ دیکھ رہے تھے کہ قندہار ہرات شاہراہ پر قدم بقدم پھاٹک بنادیے گئے ہیں اور سارا سارا دن ملک کے مظلوم مسافر، خواتین، بوڑھے اور بچے' ان بداخلاق اور جاہل جنگجوؤں کے ہاتھوں لوٹے جاتے ہیں، ان کی عصمت دری ہوتی ہے۔اس دور میں قندہار میں ظالمانہ ٹیکس کے پھاٹک اتنے زیادہ ہوگئے تھے کہ جو لوگ ہرات سے قندہار ضلع ویش بارڈر تک سامان لے کر جاتے وہ اپنا سامان ہرات سے لاکر میوند میں اتارتے اور عام شاہراہ کی بجائے ریگستانوں کے راستے انتہائی تکلیف سے ویش بارڈر تک پہنچاتے تاکہ ان پھاٹکوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو قندہار کے حالات بھی معلوم تھے۔جہاں خودسر مسلح لوگوں نے شہر کو گلی گلی آپس میں تقسیم کیا تھا۔بیت المال کی املاک کو ہمیشہ لوٹ کر بیچ دیا جاتا۔حکومتی زمینوں پر ذاتی مارکیٹیں قائم کی گئیں۔اس کے باوجود وہ آپس میں ہمیشہ لڑتے رہتے جس میں اکثر اوقات عوام نشانہ بنتے۔

اسی فساد نے جس کا کوئی خاتمہ بھی نظر نہ آتا تھا مجاہدین کو اس بات پر مجبور کردیا کہ فسادات کے خاتمے اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی استطاعت کے مطابق ہمت سے کام سے لیں۔مجاہدین نے آپس میں مشاورتیں اور اجلاس بلائے۔ملا محمد عمر مجاہد اور ان کے ساتھیوں نے پہلا اجتماع قندہار ضلع پنجوائی کے

05اپریل: صوبہ زابل..........ضلع شہر صفا..........افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ..........ایک فوجی ٹینک تباہ..........متعدد فوجی ہلاک

علاقے زنگاوات میں علاقے کے مشہور علما اور مشائخ کے ساتھ منعقد کیا۔ روس کے خلاف جہاد کے دور میں مجاہدین کے عمومی قاضی مولوی سید محمد صاحب' جو 'مولوی پاسنی' کے نام سے مشہور تھے' نے ملا محمد عمر مجاہد سے کہا کہ وہ فساد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ہم سب آپ کی حمایت کریں گے۔ اسی اجلاس میں ملا محمد عمر مجاہد نے اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی اور ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کی بنیاد رکھی۔

ملا محمد عمر (مجاہد) کی قیادت میں اسلامی تحریک نے فساد اور ظلم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ جس کی پکار پر عوام اور حقیقی مجاہدین نے وسیع پیمانے پر لبیک کہا۔ پہلے قندہار اور پھر افغانستان کے اکثر حصوں سے فسادیوں اور مسلح لوگوں کا صفایا کیا۔ اس وقت جب ملک کے اکثر حصّے طالبان کے زیر تسلط آگئے تھے ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ کو افغانستان بھر کے علمائے کرام کا ایک اجتماع جن کی تعداد ۱۵۰۰ تھی قندہار میں منعقد کیا گیا جس میں تمام علما نے متفقہ طور پر ملا محمد عمر مجاہد کے امارت کی تائید کی اور انہیں امیر المومنین کا خطاب دیا۔ ۱۳۷۵ ہجری شمسی سال کے میزان کی ۶ تاریخ کو افغانستان کا دارالحکومت کابل بھی امارت اسلامیہ کے زیر تسلط آ گیا۔ جس کے بعد افغانستان کے تمام مرکزی اور شمالی علاقوں سمیت ۹۵ فی صد علاقے میں امارت اسلامیہ کی حاکمیت مضبوط ہوگئی۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان نے افغانستان میں شریعت کی بنیادوں پر قائم اسلامی نظام قائم کیا۔ جہاں ایک طویل عرصے بعد ایک بار پھر اسلامی نظام کے قیام کی ایک زندہ مثال پیش کی۔ ملک کو شکست وریخت اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچایا۔ عام لوگوں سے اسلحہ چھین کر ملک کو اسلحہ سے پاک کیا گیا اور اس طرح بے مثال امن قائم کیا گیا۔ حالانکہ اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا اس سے گھبرا رہی تھی۔ عالمی کفر کی جابر قوتوں سے شریعت اور امارت کی یہ حکومت برداشت نہ ہوسکی اس لیے اس کے خلاف دشمنی پر مبنی موقف اختیار کیا گیا اور بے جا طور پر بہانے تراشنے کی کوشش کی گئی۔ آخر کار اس ملک پر مشترکہ فوجی جارحیت اور حملہ کیا گیا۔

ملا محمدعمر مجاہد کی قائدانہ شخصیت:

ملا محمد عمر مجاہد ایک قائدانہ شخصیت کے مالک اور اپنی ایک خاص طبیعت اور سلیقہ رکھتے ہیں۔ انہیں دنیا بھر کے دیگر حکام اور بلند مرتبت شخصیات کے برعکس خودنمائی اور دکھلاوے سے شدید نفرت ہے۔ بلاضرورت گفتگو نہیں کرتے، مگر ضرورت کے وقت ان کی باتیں انتہائی پختہ، سوچی سمجھی اور معقول ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر افغانستان پر امریکی جارحیت کے آغاز کے موقع پر امارت اسلامیہ کے خاتمے اور پروپیگنڈے کے ذریعے مجاہدین کا حوصلہ کمزور کرنے کے لیے امریکہ کی کوششیں انتہائی تیزی سے جاری تھیں۔ پوری مغربی دنیا کی ذرائع ابلاغ اور ریڈیو اور ٹی وی چینلز اسی کام کے لیے وقف کردیے گئے تھے۔ مگر ملا محمد عمر مجاہد نے ان تمام شیطانی پروپیگنڈوں اور دشمن کی تمام کوششوں کے مقابلے میں انتہائی اطمینان، پراعتماد لہجے اور پرعزم حوصلہ کے ساتھ سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنی قوم کو اطمینان دلایا اور معنی خیز پیغام دیا کہ:

''اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالی کے لیے امریکہ اور ایک چیونٹی دونوں ایک برابر ہیں۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ ایسا نظام نہیں کہ اس کا امیر ظاہر شاہ (افغانستان کے سابق بادشاہ) کی طرح روم چلا جائے گا اور فوج تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ بلکہ یہ جہاد کے منظّم محاذ ہیں، اگر تم شہروں اور دارالحکومت پر قابض ہو بھی جاؤ۔ اسلامی حکومت کو گرا بھی دو تو ہمارے مجاہدین دیہاتوں اور پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔ تب پھر تم کیا کروگے؟ پھر کمیونسٹوں کی طرح ہر جگہ مارے جاؤگے۔ تم جان لو کہ بدانتظامی اور جنگ پیدا کرنا آسان ہے مگر اس بدانتظامی اور جنگ کا خاتمہ کرنا اور ایک نظام قائم کرنا بہت مشکل ہے۔ موت برحق ہے اور سب کو آئے گی، امریکہ کی حمایت میں بے ایمانی اور بے غیرتی کی حالت میں موت آئے تو اچھا ہوگا یا اسلام میں، ایمان کے ساتھ اور غیرت کی حالت میں آئے زیادہ بہتر ہوگا؟''۔

ممکن ہے اس وقت ملا محمد عمر مجاہد کا یہ خالص عقیدے پر مبنی بیان بہت سے لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہو مگر ابھی جب اس غیر متوازن جنگ کو تقریبا چودہ سال ہو رہے ہیں اور امریکہ سمیت ناٹو اتحاد اور ان کے دیگر تمام اتحادی ملا محمد عمر کے تہی دست مگر اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم مجاہدین کے مقابلے میں واضح طور پر شکست کھا رہے ہیں۔ حضرت کے اس تاریخی بیان کی حقیقت کو اب سمجھ چکے ہوں گے۔

اسی طرح انہوں نے امریکی جارحیت کے آغاز میں افغان عوام سے ایک ریڈیو خطاب میں جارحیت پسندوں اور ان کے کٹھ پتلیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''اسلحہ موت دے سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا''۔ یہ جملہ اس وقت کچھ لوگوں کو ایک بے مفہوم ترکیب نظر آ رہی تھی مگر آج تیرہ سالوں میں اس مضمون کا عینی مصداق عالمی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ جارح قوتوں نے اپنی جدید ٹیکنالوجی اور اسلحہ سے بہت سے لوگوں کو مارا مگر اپنے آپ کو موت سے نہیں بچاسکے اور تیرہ سال سے مسلسل ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں غیور مجاہدین کے ہاتھوں مر رہے ہیں، زخمی ہو رہے ہیں یا گرفتار کیے جا رہے ہیں۔ اور یہ ایک عینی واقعہ ہے کہ اب جدید وسائل اور ٹیکنالوجی سے مسلح مغرور قوتیں بھی افغانستان میں اپنے ہزاروں فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کررہی ہیں۔ ان کے خیال میں زیادہ بولنے سے کم عمل زیادہ اچھا ہے۔ ان کی زندگی تکلفات سے پاک ہے، ان کی سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کے تمام پہلو پر حاوی ہے۔ سادہ لباس، سادہ خوراک، بے تکلف گفتگو، بے تکلف اٹھنا بیٹھنا ان کی فطری عادات ہیں۔ تکلف، متکلف

06 اپریل: صوبہ لغمان............صدر مقام مہترلام شہر............مقامی جنگ جوؤں اور فوجیوں پر مجاہدین کے حملے............3 فوجی ہلاک............ایک زخمی

شخص اور تکلفانہ چال چلن انہیں بالکل پسند نہیں۔ وہ دوٹوک انداز، تدبر اور اخلاص کو کام کی ترقی کے بنیادی اسباب قرار دیتے ہیں اور ساتھیوں میں انہیں وہ شخص پسند ہوتا ہے جو مدبر مخلص اور صاف گو ہو۔

اسی طرح انہوں نے مشکلات، مصائب اور آزمائشوں کا خود کو عادی بنادیا ہے۔ ہر طرح کے بڑے حادثے اور مشکلات میں ان کا ردعمل معمول کا سا ہوتا ہے۔ خوف اور گھبراہٹ ان کے دل میں نہیں گزرتی۔ خوشی اور پریشانی، کامیابی اور ناکامی ہر حال میں خود پر بہت زیادہ قابو رکھتے ہیں اور مطمئن رہتے ہیں۔ علما اور بزرگوں کا احترام کرتے ہیں۔ سنجیدگی، وقار، حیا، ادب، متقابل احترام، ہمدردی، ترحم اور اخلاص ان کے طبعی خصائل ہیں۔ مضبوط عزم اور تمام امور میں ایک اللہ پر توکل اور اللہ تعالی کی عطا کردہ شریعت پر سچّا اعتماد ان کی زندگی کی خاص خصوصیات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ماننے والوں اور مجاہدین کے دل میں ان کے لیے ایسی محبت موجود ہے جس کا تعلّق نہ ظاہری منصب کے ساتھ ہے اور نہ مادی وسائل کے ساتھ۔ ابھی جب جارحیت پسندوں کی جانب سے افغانستان پر قبضہ کے ۱۳ سال گزر چکے ہیں ان کی قیادت میں کام کرنے والے عام مجاہدین انہیں بالمشافہ دیکھے بغیر صرف ان کے صوتی اور مکتوباتی حکم کا اس قدر احترام کرتے ہیں کہ اس کی تعمیل کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کو بھی تیار ہوتے ہیں۔

عالم اسلام کے مسائل کے حوالے سے اہتمام:

ملا محمد عمر مجاہد تحریک اسلامی طالبان کے موسس اور مسلمانوں کے ایک رہ نما کی حیثیت سے امت مسلمہ کے مسائل کے حوالے سے خاص اہتمام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے قبلہ اول مسجد اقصی اور فلسطینی مسلمانوں کے برحق موقف اور دنیا بھر میں دیگر اس طرح کے مقامات پر عالم اسلام کے موقف کا انہوں نے ہمیشہ دفاع کیا ہے۔ وہ غاصب صہیونیوں سے مسجد اقصی کی آزادی ہر مسلمان کی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ آپ امت مسلمہ کے درد سے دردمند رہ نما ہیں۔ مسلمان بھائیوں کے ساتھ اخوت، ہمدردی، ایثار اور تعاون صرف ان کا نعرہ نہیں بلکہ ہمیشہ اس دعویٰ کو انہوں نے ہمیشہ عملاً ثابت کیا ہے۔

عقیدہ اور فکری نمو:

ملا محمد عمر مجاہد عقیدے کے اعتبار سے مسلمانوں کے اہل سنۃ والجماعۃ کے منہج کے راہ رو حنفی مسلک کے مقلد ہیں۔ خرافات اور بدعات کے سخت مخالف ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان مذہبی، فکری اور تنظیمی اختلافات انہیں بالکل پسند نہیں ہیں۔ مجاہدین اور تمام مسلمانوں کو آپس میں اسلامی اتحاد اور فکری ہم آہنگی کی بنیادیں مضبوط کرنے کی نصیحت اور تاکید کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے درمیان عقیدے کا اتحاد اور یگانگت وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے نقش قدم پر چلنا امت مسلمہ کے نجات کا واحد راستہ قرار دیتے ہیں۔

ذاتی زندگی:

ملا محمد عمر مجاہد کی زندگی کا اکثر حصّہ دینی علوم کے حصول، مطالعہ، جہاد، دعوت اور اسلام کی خدمت میں گذارا۔ افغانستان کے معاصر حکام میں سے شاید سب سے زیادہ غریب اور بیت المال کے وسائل استعمال نہ کرنے والے شخص ہیں۔ کیونکہ نہ گذشتہ جہاد کے دور میں انہوں نے اپنے جہادی اثر ورسوخ کو بروئے کار لا کر اپنی ذاتی زندگی کے لیے کچھ حاصل کیا اور نہ افغانستان پر امارت اسلامیہ کے ۷ سالہ دور حکومت میں ایسا کوئی اقدام کیا۔

آپ کے پاس کوئی ملکیتی مکان نہیں اور نہ ہی بیرون ممالک کی بنکوں میں ان کی کوئی نقد رقم رکھی ہوئی ہے۔ ۱۹۹۹ء میں اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کی جانب سے افغانستان پر ظالمانہ یک طرفہ اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں اور بیرون ممالک کے بنکوں میں طالبان قائدین کے مالی حساب کتاب کی جانچ پڑتال کا حکم دیا گیا۔ ملا محمد عمر مجاہد امارت اسلامیہ کے امیر کے طور پر امارت اسلامیہ کے سب سے بڑے رہ نما تھے، ان کے ذاتی یا فرضی کسی نام سے افغانستان کے باہر یا اندر کسی بینک میں کوئی اکاونٹ موجود نہیں تھا۔

امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں ان کا رہائشی مکان دشمنوں کی جانب سے خطرناک حملوں کا نشانہ بنا۔ جس سے ان کے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر لوگ بھی شہید ہوئے۔ اس لیے امارت اسلامیہ کے کچھ رہ نماوں نے ان کی حفاظت کی خاطر قندہار شہر کے شمال مغرب میں ''باباصاحب کوتل'' کے زیریں علاقے میں جہاں قریب قریب میں کوئی عام آبادی نہیں تھی ان کے لیے ایک رہائشی مکان اور امارت اسلامیہ کے مرکزی امیر کا دفتر تعمیر کروایا۔ جو تصرف کے اعتبار سے بیت المال کے عمومی املاک میں سے سمجھا جاتا تھا نہ کہ ان کی ذاتی ملکیت۔

۱۹۹۶ء میں ملک کے ۱۵۰۰ با اثر علما اور مشائخ کی جانب سے جب انہیں امارت اسلامیہ کے امیر المومنین کا لقب دیا گیا تو انہوں نے خوشی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے پر موجود چادر آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اور آخر میں انہوں وہاں موجود علما سے اپنے تاریخی خطاب میں کہا:

> ''اے علما! آپ اپنے شرعی علم کی بنا پر انبیاء کے وارث کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ لوگوں نے آج جو بھاری ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالی ہے درحقیقت اس کی استقامت یا انحراف کی ساری ذمہ داری سب آپ پر ہے۔ اے ہمارے اساتذہ کرام اور قابل قدر علما! خدانخواستہ اگر ہم سے مسلمانوں کے اس بڑے امانت میں کوئی تقصیر یا انحراف ہوجائے اس کی درستی اور اصلاح آپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔ آپ لوگ اپنے شرعی علم کی روشنی میں طالبان مجاہدین کی استقامت اور انہیں راہ حق پر چلنے کی راہنمائی کریں گے۔ اگر طالبان سے اسلامی احکام کے نفاذ کے حوالے سے کوئی کوتاہی یا

06 اپریل: صوبہ لغمان..................ضلع علیشنگ..................افغان فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ..................ایک فوجی زخمی

انحراف کا ارتکاب ہو جائے اور آپ اسے دیکھ لو اور اصلاح کے لیے کچھ بھی نہ کہو تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالی کے ہاں ساری آپ پر ہوگی اور میں سوال وجواب کے دن آپ کا گریبان پکڑوں گا۔''

طبیعت اور شخصی مزاج:

ملا محمد عمر مجاہد اپنی خاموشی کے ساتھ ساتھ ایک خاص ظرافت اور خوش طبعی کا مزاج بھی رکھتے ہیں۔ وہ کسی بھی شخص کو جو اُن سے کتنا ہی کم عمر کیوں نہ ہو خود کو بڑا نہیں سمجھتے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا سلوک انتہائی محبت آمیز، مشفقانہ اور باہمی احترام کا ہوتا ہے۔ مجالس میں اکثر جہاد کے حوالے سے بیان اور گفتگو کرتے ہیں۔

موجودہ حالات میں ان کی یومیہ مصروفیات:

موجودہ شدید ترین سیکورٹی حالات اور دشمن کی جانب سے ان کی شدید نگرانی کی وجہ سے ملا محمد عمر مجاہد کے روزانہ کے معمولات اور امارت اسلامیہ کے زعیم کی حیثیت سے جہادی امور کی نگرانی اور تنظیم سازی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

وہ اپنے کام کے دن کا آغاز اللہ تعالی کی عبادت اور قرآن کریم کی تلاوت میں سے کرتے ہیں۔ فرصت کے لمحات میں قرآن کریم کی مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جارحیت پسندوں کے خلاف جہادی امور کی نگرانی پوری باقاعدگی سے کرتے ہیں۔ جہادی اور عسکری امور کی ترتیب اور سنبھالنے کے لیے اپنے متعین طریقہ کار کے مطابق جہادی کمانڈروں کو احکامات اور توجیہات صادر کرتے ہیں۔ جہادی نشریاتی ذرائع اور عالمی میڈیا کا بھرپور مطالعہ کرکے جارح دشمن کے خلاف جہادی کامیابیوں اور دیگر موضوعات کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اور اسی طریقے سے ملک کے اندرونی اور عالمی دنیا کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے ہیں۔ یہی مصروفیات ان کی یومیہ روزمرہ زندگی کا بنیادی مشغلہ ہیں۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ :

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان جس کی بنیاد ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ کو ایک اسلامی تحریک کی صورت میں رکھی گئی تھی اور پھر اس کامیابی کی بہت سی منزلیں سر کی تھیں یہاں تک کہ ہزاروں علمائے کرام، مجاہدین اور عوام کے تعاون سے ملک کے ۹۵ فی صد حصے پر اسلامی حاکمیت کے نفاذ کا قابل فخر کارنامہ بھی انجام دیا تھا۔ ایک خالص اسلامی امارت کی حیثیت سے اب بھی ملک کے اکثر حصوں پر حاکم ہے اور مغربی جارحیت کے خلاف مسلح مزاحمت میں آج بھی مصروف ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کی حالیہ تشکیل میں سرفہرست امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہدؒ زعیم اور امیر کی حیثیت سے برقرار ہیں۔ ان کی قیادت میں امارت اسلامیہ کے نائب امیر، رہبری شوری، عدلیہ، ۹ اجرائی کمیشن اور ۳ دیگر امور کے نگران ادارے فعال ہیں۔ انہی مذکورہ اداروں اور کمیشنز سے امارت اسلامیہ کا حالیہ ڈھانچہ تشکیل پاتا ہے۔

امیر المومنین کے نائب یا دیگر قائدین تمام ماتحت اداروں کی نگرانی کے علاوہ ان کی کارکردگی رپورٹ امیر المومنین تک پہنچاتے ہیں اور زعیم کے احکامات متعلقہ اداروں تک پہنچاتے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے رہبری شوری کے کل ارکان ۲۰ کے قریب ہیں۔ ارکان کا تقرر زعیم کی جانب سے کیا جاتا ہے۔ امیر کے نائب کی سربراہی میں اس کے اجلاس ہوتے ہیں۔ یہ شوریٰ تمام اہم سیاسی، عسکری، اجتماعی اور دیگر جزوی مسائل کے حوالے سے مشورے اور فیصلے کرتا ہے۔

امارت اسلامیہ کا عدلیہ کا شعبہ ایک الگ اور وسیع تشکیل ہے جو ابتدائی عدالت، مرافعہ عدالت اور سپریم عدالت کے دفتر پر مشتمل ہے اور اپنے احاطہ کار میں کام کو آگے بڑھاتا ہے۔ موجودہ حالات اور وقت کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں نویں کمیشن کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جہادی امور کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے تشکیل کے حوالے سے سب سے بڑا کمیشن عسکری کمیشن ہے جو دس حلقوں پر مشتمل ہے۔ عسکری کمیشن کی تشکیلات میں افغانستان کے ۳۴ صوبوں کے عسکری ذمہ داران یا صوبائی گورنر، ضلعی عسکری ذمہ داران اسی طرح دیگر اضلاع کی سطح پر کمیشن بھی اس میں شامل ہیں۔ جن کی ذمہ داریوں میں عسکری اور عوامی امور کی نگرانی بھی شامل ہے۔

دیگر کمیشنز درجہ ذیل ہیں:

کمیشن برائے سیاسی امور، ثقافتی ومیڈیا کمیشن، اقتصادی کمیشن، صحت کمیشن، کمیشن برائے تعلیم وتربیت، دعوت وارشاد جلب وجذب کمیشن، قیدیوں کے امور کا کمیشن، کمیشن برائے امور تنصیبات، امارت اسلامیہ کے دیگر ادارے عوامی نقصانات کی روک تھام کا ادارہ، شہدا اور معذوروں کا ادارہ، کچھ خصوصی ضروریات کی چیزیں جمع کرنے کا ادارہ۔

ملا محمد عمر مجاہد کی قیادت میں امارت اسلامیہ ایک منظم اور فعال نظام کی حیثیت سے گذشتہ دو عشروں سے افغانستان کے اکثر حصّے پر حاکم ہے۔ اپنے اقتدار اور حکومت کے حدود میں صحیح معنوں میں اسلامی نظام قائم کیا گیا ہے۔ امن وامان قائم کیا گیا ہے اور مسلمان عوام کے جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی ہے۔

اس عرصے میں امارت اسلامیہ خطے کے ایک باقاعدہ فعال اسلامی نظام کی حیثیت سے بہت سی آزمائشوں سے دوچار رہا۔ مگر الحمدللہ، اللہ تعالی کے فضل اور رحمت سے اب تک تمام آزمائشوں سے کامیاب ہوکر نکلا ہے۔ اور ہر مرتبہ شدید ترین حالات میں بھی استقامت کا ثبوت دیا ہے۔

حفظه اللّٰه تعالی و رعاه

☆☆☆☆☆

06 اپریل: صوبہ قندہار..........ضلع شوراوک..........افغان فوجی قافلے پر حملہ..........3 رینجر گاڑیاں تباہ..........8 افغان فوجی ہلاک

یہ جذبہ حق پہ مرنے کا ہمیں رکنے نہیں دیتا

القاعدہ برصغیر کے نائب امیر، استاد احمد فاروق رحمہ اللہ، رکن شوریٰ، امورِ افغانستان کے مسئول قاری عمران رحمہ اللہ اور جماعت کے دیگر متعدد مجاہدین کی شہادتوں پر

ترجمان القاعدہ برصغیر استاد اسامہ محمود حفظہ اللہ کا بیان

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اعوذباللّٰہ من الشیطان الرجیم۔بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الَّذِيْنَ آمَنُواْ...... جو مومن ہیں......

يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ...... وہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں لڑتے ہیں......

وَالَّذِيْنَ كَفَرُواْ...... اور جو کافر ہیں......

يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوتِ...... وہ طاغوت کے رستے میں لڑتے ہیں......

فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ...... تو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو......

إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفاً...... بے شک شیطان کی چال نہایت کمزور ہے......

میرے محبوب مسلمان بھائیو!

حق اور باطل، اللہ کے غلاموں اور شیطان کے پجاریوں کے درمیان جنگ ازل سے جاری ہے اور تاقیامت یہ معرکہ قائم رہے گا......خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس جنگ میں شیطانی لشکر کے مقابل اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرتے ہوئے قتل ہو جائیں......ان کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُواْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ أَمْوَاتاً...... جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رستے میں مارے جائیں، اُنہیں مُردہ نہ سمجھنا......

بَلْ أَحْيَاءٌ...... بلکہ وہ زندہ ہیں......

عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ...... اپنے رب کے پاس اُن کو رزق مل رہا ہے......

فَرِحِيْنَ...... خوش ہیں......

بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ...... اُس پر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اِنہیں اپنے فضل سے دیا ہے......

وَيَسْتَبْشِرُونَ...... اور خوشیاں منا رہے ہیں......

بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُواْ بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ...... اُن کی نسبت جو اِن سے پیچھے رہ گئے (اور شہید ہو کر ان میں شامل نہیں ہوئے)......

أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ...... کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غم ناک ہوں گے......

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ...... اللہ تعالیٰ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں......

وَأَنَّ اللّهَ لاَ يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ...... اور اللہ تعالیٰ مومنین کا اجر ضائع نہیں کرتے

ایسے ہی چند خوش نصیبوں کی شہادت کی خوش خبری اپنی محبوب امت کو دینے کے لیے میں آج آپ سے مخاطب ہوں...... یہ خوش نصیب شہدا، اپنے گھروں سے چند روزہ حقیر دنیا بسانے نہیں نکلے تھے......عہدہ و منصب یا پیسے کی لالچ نے اُنہیں بندوق اٹھانے پر مجبور نہیں کیا تھا...... بلکہ اِنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں میدانِ جہاد کا رُخ کیا اور انہوں نے اس پُرنور راہ میں اپنی دنیا، راحت اور سکون، اللہ تعالیٰ کے دین پر اور اپنی پیاری امت کی راحت پر قربان کر دیا...... بے شک اُنہوں نے جو کہا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو وعدہ کیا وہ سچ کر دکھایا......

شمالی وزیرستان آپریشن......اصل حقائق:

مگر ان عظیم ہستیوں اور ان کی شہادتوں کا ذکر کرنے اور ان واقعات میں موجود فتح و نصرت کی خوش خبری دینے سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حق و باطل کے درمیان جاری اس عظیم عالم گیر جنگ کے ایک عظیم محاذ شمالی وزیرستان کی حقیقی صورت حال سے آپ کو آگاہ کروں......میڈیا کے فریب کی مدد سے ظالم فوج اور مکار حکومت، اس آپریشن کی تصویر جیسے چاہے پیش کریں، حقیقت یہ ہے کہ یہ امریکی آپریشن ہے! اور یہاں صرف امریکی اہداف و مقاصد پورے کرنے کی کوشش ہو رہی ہے! امریکہ جو کارنامہ افغانستان پر حملے کے بعد پچھلے تیرہ سال میں کر دکھانے میں ناکام رہا، آخری حل کے طور پر پاکستان پر قابض اپنے غلاموں کے ذریعے کر دکھانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے......اس کا ہدف بزعمِ خود جہاد کا قلع قمع کرنا ہے، امریکی ظالمانہ نظام کفر کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے، محسنین امت، مہاجرین اور ان کے انصار کو ختم کرنا ہے اور امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام کا راستہ روکنا ہے......

پاکستانی فوج اور حکومت اس حقیقت پر پردہ ڈال رہی ہیں کہ آپریشن امریکی کڑی نگرانی میں، امریکی قیادت اور امریکی فوج ہی کے ساتھ مل کر ہو رہا ہے......اس آپریشن میں اول روز سے لے کر آج تک پاکستانی فوج نے عام آبادیوں پر بم باریوں سے سیکڑوں بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو تو شہید کیا ہے، وزیرستان کی بستیاں تو اجاڑ دی ہیں مگر اس پورے آپریشن میں جتنے بھی مجاہدین شہید ہوئے، اُن کی کل تعداد کی دو فی صد

07 اپریل: صوبہ زابل......ضلع سیورئے......افغان فوجیوں پر حملہ......3 فوجی اہل کار ہلاک......2 زخمی

نے بھی پاکستانی فوج کے ہاتھوں شہادت نہیں پائی.....فوج' مجاہدین کا سامنا کر ہی نہیں رہی! بلکہ مجاہدین کی تمام شہادتیں امریکی ڈرون اور امریکی جیٹ جہازوں کی بم باریوں سے ہوئی ہیں! پاکستانی فوج کا کام امریکیوں کو جاسوسی فراہم کرنا ہے، بنکروں اور خندقوں میں بیٹھ کر علاقے کو محاصرے میں رکھنا ہے، توپ خانوں اور جیٹ جہازوں سے عوام کو نشانہ بنا کر مارنا اور اس ذریعے سے علاقے خالی کروانا ان کا شغل رہا ہے.....تاکہ امریکیوں کے لیے اُن کے مطلوبہ اہداف ڈھونڈ نکالنا آسان ہوجائے اور پھر وہ اپنے ڈرون اور جیت سے اِنہیں نشانہ بنالے.....مجاہدین جب فوج پر کارروائیاں کرنے بڑھتے ہیں تو جواب میں فوجی اپنے بلوں سے باہر نکل کر مقابلہ نہیں کرتے بلکہ امریکی ڈرون سروں پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر امریکی بم باریاں ہی مجاہدین کو نشانہ بناتی ہیں.....ڈوگا، اسماعیل خیل اور شاول کے محاذوں پر یہ واقعات کئی دفعہ دہرائے گئے......

دوسری بات جس کو فوج چھپا رہی ہے وہ یہ حقیقت ہے کہ ان حملوں میں اولین ہدف مجاہدینِ القاعدہ رہے ہیں.....طالبان مجاہد بھائیوں کو بھی نقصان پہنچا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے شہدا قبول فرمائیں، زخمیوں کو شفائے کاملہ عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ان کی ہر شر سے حفاظت فرمائیں، آمین.....مگر اصل ہدف القاعدہ ہی رہا ہے، اس آپریشن میں مرکزی القاعدہ کے بعض رہ نما اور متعدد مجاہدین شہید ہوئے اور القاعدہ برصغیر کو بھی اس آپریشن میں امریکیوں نے خاص ہدف پر رکھا ہے.....شمالی وزیرستان میں پچھلے گیارہ میں سے دس ڈرون حملے القاعدہ برصغیر کے مجاہدین پر ہی ہوئے ہیں.....ان حملوں میں القاعدہ برصغیر کے کم و بیش پچاس مجاہدین اور اتنے ہی تعداد میں ان کے انصار شہید ہوئے......

قاری عمران شہید رحمہ اللہ:

حملوں کے اس تسلسل میں ۵ ربیع الاول (بمطابق ۵ جنوری) کو لواڑہ شمالی وزیرستان کے محاذ پر امریکی ڈرون حملے میں القاعدہ برصغیر کے رکن شوریٰ، مسئول لجنۃ افغانستان (یعنی امورِ جہادِ افغانستان کے ذمہ دار)، مہاجر و مجاہد عالم دین، بہترین عسکری و میدانی قائد اور اعلیٰ استاد و مدرس، ہمارے محبوب رہ نما قاری عمران رحمہ اللہ ۶ ساتھیوں سمیت رتبۂ شہادت پر سرفراز ہوئے.....اُن کے بعد ۲۵ ربیع الاول (بمطابق ۱۵ جنوری) کو شاول شمالی وزیرستان کے محاذ پر القاعدہ برصغیر کے نائب امیر اور مسئول دعوت، میرے محبوب بھائی، میرے ایمان کے ساتھی اور سفرِ جہاد کے ہم سفر، ہمارے استاد و مربی، عالم ربانی و داعیٔ جہاد، عابد و زاہد مجاہد اور مہاجر فی اللہ استاد احمد فاروق رحمہ اللہ' اڑھائی ماہ امریکی، پاکستانی و افغانی فوج کے زمینی اور امریکی فضائی محاصرے میں گزارنے کے بعد امریکی ڈرون حملے میں شہید ہوگئے.....اناللہ وانا الیہ راجعون

ملتان سے تعلّق رکھنے والے قاری عمران رحمہ اللہ کا اصل نام قاری عبیداللہ تھا.....آپ نے خیر المدارس ملتان سے علومِ شرعی کی تکمیل کی، بہترین حافظ قرآن اور خوش الحان قاری بھی تھے.....آپ ۲۰ سال شہادت کی تلاش میں سرگرداں رہے...... کشمیر، افغانستان، تاجکستان اور پھر پاکستان میں ظلم و کفر کے خلاف اور شریعت کے قیام کے لیے میدان جہاد میں دادِ شجاعت دیتے رہے.....نصرتِ جہاد خصوصاً القاعدہ کے امرا اور شیوخ کی مدد کے جرم میں چار سال پاکستانی ایجنسیوں کی قید میں بھی گزارے...... پاکستانی فوج کے تعذیب خانوں میں امریکیوں کے ہاتھوں بھی آپ بے انتہا تشدد کا نشانہ بنائے گئے.....آپ نے سب مصائب و آلام برداشت کیے مگر دین پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا! آخرت کے بدلے دنیا کا سودا نہیں کیا! حق بولنے، اس پر عمل کرنے اور حق کی نصرت کا فرض نبھانے کی خاطر آپ جھکے نہیں بلکہ قید سے چھوٹتے ہی مہاجر بن کر میدانِ جہاد پہنچ گئے.....اور جماعت القاعدہ سے وابستہ ایک جہادی مجموعے کی قیادت سنبھال لی...... جہاد افغانستان و پاکستان میں آپ نے بھرپور عملی حصّہ لیا، اور الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے اِنہیں دونوں محاذوں پر امریکی افواج اور امریکہ کی آلۂ کار مقامی افواج پر کاری ضرب لگانے کی توفیق دی.....آپ نے اپنے زیرِ قیادت افغانستان کے اندر امریکیوں کے خلاف بڑے پیمانے کی کامیاب فدائی کارروائیاں کروائیں ......ان کارروائیوں میں آپ خود بھی شریک ہوتے، موت کو موت کی وادیوں میں تلاش کرتے، گولیوں اور گولوں کی بوچھاڑ میں گھُس کر دشمن کی طرف شجاعت کے ساتھ بڑھتے ہوئے مجاہدین کی قیادت کرتے......

امریکی غلام پاکستانی فوج اور ایجنسیوں کے خلاف بھی آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئی کامیاب کارروائیاں کروائیں.....القاعدہ برصغیر کے قیام کے موقع پر آپ نے اپنے مجموعہ کو جماعت میں ضم کرتے ہوئے امیرِ محترم مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی.....القاعدہ برصغیر کے تحت آپ کو جہادِ افغانستان کی ذمہ داری سونپی گئی، موسم گرما کے آغاز میں ہی آپ نے افغانستان کے مختلف علاقوں میں متعدد تشکیلات روانہ کیں، جو وہاں مصروف جہاد رہیں، جون ۲۰۱۴ء سے شروع ہونے والے پاکستانی فوج کے شمالی وزیرستان آپریشن سے دفاع کے لیے القاعدہ برصغیر کی طرف سے شمالی وزیرستان کے محاذوں کی ذمہ داری بھی قاری عمران رحمہ اللہ کو دی گئی.....افغانستان کی تشکیلات میں شامل مجاہدین کو بھی واپس بلایا گیا اور قاری صاحب کی قیادت میں میرعلی، اسماعیل خیل اور دتہ خیل کے محاذوں پر پاکستانی ظالم فوج پر حملوں کا سلسلہ شروع کیا گیا.....اس آپریشن کے دوران، وقتِ شہادت تک آپ دونوں محاذوں پر ڈٹے رہے اور وزیرستان میں پاکستانی فوج پر بھی متعدد کامیاب کارروائیوں کے ساتھ ساتھ افغانستان میں امریکیوں اور ان کے آلہ کاروں کے خلاف بھی کامیاب حملے کروائے.....شہادت کی صبح ۵ جنوری کو جب ڈرون نے میزائل داغے تو اُس وقت آپ لواڑہ شمالی وزیرستان کے محاذ پر ہاتھ میں مصحفِ قرآنی لیے تدریسِ قرآن میں مصروف تھے اور ساتھی مجاہدین کو وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کی ذمہ داری نبھا رہے تھے.....اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب قاری عمران

07 اپریل: صوبہ زابل.................ضلع شملزئی.................مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان لڑائی.................ایک فوجی گاڑی تباہ................. 2 فوجی زخمی

رحمہ اللہ کی شہادت قبول فرمائیں، جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اللہ تعالیٰ انہیں جگہ دے اور ہمیں بھی مقبول شہادت سے نوازتے ہوئے اُن کے ساتھ جنتوں میں ملائے، آمین یارب۔

استاد احمد فاروق شہید رحمہ اللہ:

میرے محبُوب بھائی، استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کی شخصیت کیا تھی؟ اُن کی سیرت، اُن کی دعوت، اُن کا جہاد کن صفات سے عبارت تھا؟ جاننے والے لکھیں گے ان شاء اللہ اور بولیں گے! مگر میں اس وقت ایک قریبی دوست اور رفیقِ جہاد کی حیثیت سے ہی ان کا ذکر کرسکوں گا......اُن کی یادوں کی خوشبو میرے دل و دماغ کو مہکاتی ہے، اُن کے ساتھ زندگی کا گزرا ایک ایک لمحہ میرے سینے میں محفوظ ہے......اللہ کرے کہ یہ قیمتی لمحات میری شہادت تک کے سفر میں زادِ راہ میں شامل ہو جائیں......مختصراً میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اپنے محبُوب بھائی اور عزیز ترین مربی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کے قریب میں نے ۸ سال سے زیادہ عرصہ گزارا......میں نے آپ کو خلوت وجلوت اور خوشی وغمی میں دیکھا، جنگ وامن اور سعی وراحت میں دیکھا، رضاوناراضی اور غصہ وفرحت میں دیکھا، اختلاف میں بھی دیکھا اور حمایت میں بھی، دشمن کے ساتھ تخاطب و تعامل کرنے ہوئے بھی دیکھا اور مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی، ہر حال میں مَیں نے اِنہیں قریب سے دیکھا......میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنے ان محبُوب بھائی کو ان تمام احوال میں شریعت پر عامل اور سیرتِ اسلاف کے قریب تر دیکھا......آپ کو تقویٰ سے مزین سیرت اور بہترین اخلاق کا پیکر پایا......اسلام اور مسلمانوں کی محبت میں غرق، اُن کی خیر خواہی کے لیے تڑپتی ہوئی روح، دین دشمنوں کے لیے عداوت سے بھرا ہوا دل اور غیرت ایمانی سے سرشار مجاہد کا کردار آپ میں دیکھا......**نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ ولاَ نزکی علی اللہ احدا**......یہ بڑی گواہی ہے اور اللہ تعالیٰ تو اصل حال سے واقف ہے ہی، مگر یہ گواہی میں آپ سب کے سامنے دیتا ہوں ...... کہ یہ گواہی بحیثیت ایک قریبی رفیق میری ہی ذمہ داری ہے، اور میری پیاری امت کا حق بھی کہ اسے ایسی پاکیزہ زندگیوں سے روشناس کروایا جائے جو اس فتنہ وفساد کے دور میں بھی خیر القرون کے دور کی یادیں تازہ کرواتی ہیں......

اسلام آباد کے استاد احمد فاروق کا اصل نام راجہ محمد سلمان تھا......آپ علمِ دین کے شیدائی تھے، اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد سے شرعی علوم کی تکمیل کے بعد جب فرضیتِ جہاد آپ کو میدانِ جنگ میں کھینچ لائی تو یہاں سخت سے سخت حالات اور بے پناہ جہادی مصروفیات کے باوجود حصولِ علم کا سفر جاری رکھا......ساتھیوں کو بھی اس کی توجہ دلاتے اور قریبی ساتھیوں کو پڑھانے میں بھی خاص دلچسپی لیتے......علما سے شدید محبت رکھتے اور اُن کی اتباع لازم سمجھتے، پاکستان کے متعدد مدارسِ دینیہ کے علما سے براہ راست رابطہ رکھنے کی کوشش کرتے اور مختلف فقہی مسائل میں ان سے استفتاء لیتے......نفاذِ شریعت کے لیے جہاد کی تحریک اور اسلامی معاشرہ کے حوالہ سے اِنہیں خطوط لکھتے اور اپنی آرا و گذارشات ان تک پہنچاتے......قول وعمل میں حکمِ شرعی جاننے کی سعی اور شرعی اصول جان لینے کے بعد فوراً اسے اپنے عمل میں ڈھالنا' اُن کے کردار کی واضح خوبی تھی......آپ کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں تازہ ہو جاتی تھی......اللہ تعالیٰ کی شریعت کی قدر و منزلت دل میں بس جاتی تھی اور آپ کے ساتھ چند لمحے گزار کر علمِ دین سے محبت اور اس سے بھی زیادہ اس پر عمل کے لیے شدید تڑپ پیدا ہو جاتی تھی......آپ کی شخصیت تواضع اور اخلاص سے مزین تھی...... چہرے سے بھی اعلیٰ اوصاف ٹپکتے تھے اور یہ کوئی وقتی، بناوٹی یا مصنوعی لبادہ نہیں تھا بلکہ زیادہ قریب رہنے والے پر مزید عیاں ہو جاتا تھا کہ آپ کا دل کتنا صاف ہے...... یہ خالص صفات ہی تھیں کہ سامع کے دل میں اُن کے بات گھر کر جاتی تھی اور وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا......

خوش مزاجی اور سنجیدگی کا حسین امتزاج تھے، زبان وقلب کی حفاظت ان کا خاصہ تھا......مسلمانوں کے بارے میں اچھا گمان ہی رکھتے اور کوئی دوسرا ساتھی کسی کے بارے میں بدگمانی کا اظہار کرتا تو فوراً اسے توجہ دلاتے......ہنسی مذاق میں بھی غیبت یا دوسرے مسلمانوں کی تحقیر جیسی خطا سرزد نہیں ہوتی......کوئی آپ کو تکلیف پہنچاتا اور آپ کی غیابت میں آپ کے خلاف بات کرتا تو صبر کرتے، خود بھی خاموش رہتے اور ساتھیوں کو بھی ایسے بھائیوں کے بارے میں اعتدال پر رکھتے......ہنسی مذاق میں اس امر کا خیال رکھتے کہ دل کہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو جائے......اگر کسی محفل میں ہنسی مذاق حدِ اعتدال سے گزرنے لگتا تو فوراً انتہائی تڑپ کے ساتھ بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتے اور دل کو مُردہ ہونے سے بچانے کی تلقین کرتے......ایسے مصلح اور مربی تھے کہ ساتھی اُن کے ساتھ تھوڑا وقت بھی گزارتے تو اُن میں مثبت تبدیلی دیکھنے کو ملتی......نہایت محبت اور خیر خواہی کے ساتھ ساتھیوں کے تزکیہ اور اصلاح کی کوشش کرتے......ساتھیوں کے ساتھ گھل مل جاتے، ہر ایک کے ساتھ اس قدر محبت کا تعلّق ہوتا کہ موجود ساتھیوں میں سے ہر ایک یہ سمجھتا گویا وہی اِن کا قریبی دوست ہے......عبادات میں خشیتِ الٰہی اور رقتِ قلبی کا میں نے مستقل مشاہدہ کیا......قرآن فہمی کا شغف اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص ودیعت تھا......تلاوت میں کبھی ناغہ نہیں کرتے اور دورانِ تلاوت اللہ تعالیٰ کی آیات میں گہرائی سے غور وفکر کرتے......اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے اُس کی عظمت دل میں بٹھانے کی کوشش کرتے...... احکاماتِ الٰہی پڑھ کر اپنے عمل کا جائزہ لیتے...... جنت ودوزخ کے تذکرے پر اکثر آنکھیں بھیگ جاتیں......آخری دنوں میں دورانِ محاصرہ جو خط لکھا اُس میں بھی قرآن کی آیات پر غور وفکر کے نتیجے میں ہمارے احوال کے حوالے سے جو اسباق ملے تھے، وہ بھی بھجوا دیے......

07 اپریل: صوبہ خوست......ضلع علی شیر......ریموٹ کنٹرول بم حملہ......3 پولیس اہل کار ہلاک

فریضۂ جہاد کی ادائیگی کا احساس اور اسے شریعت کے مطابق دیکھنے کی تڑپ اُن کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی......علمِ جہاد کو علم اور بصیرت کے ساتھ بلند کرنے والے داعیٔ دین اور جہاد تھے......قرآن وسنت کے اُسی فہم کو اور اُنہی تفاسیر اور تشریحات کو درست سمجھتے تھے جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، سلف صالحین اور ان کے رستے پر چلنے والے تمام ائمہ اور محدثین کرام کے ذریعے ہم تک پہنچیں......اس ضمن میں خطے کے متأخرین علمائے کرام سے استفادہ بھی اپنے لیے لازم خیال کرتے......جب کہ جہادی موضوعات پر علمائے متقدمین اور متأخرین کے ساتھ ساتھ میدانِ جہاد کے مشائخ کی رہ نمائی میں چلنا ضروری سمجھتے......میدانِ جہاد میں شیخ مصطفیٰ ابو یزید، شیخ عطیۃ اللہ اور شیخ ابو یحییٰ رحمھم اللہ جیسے مشائخ کی صحبت ورہ نمائی ایک لمبی مدت رہی......اس عظیم نعمت کے سبب اور ساتھ ساتھ شیخ عبداللہ عزام اور شیخ اسامہ رحمھما اللہ، شیخ ایمن الظواہری، شیخ ابو ولید انصاری، شیخ ابوقتادہ فلسطینی اور شیخ ابومصعب السوری حفظھم اللہ جیسے مشائخ کی کتب و تحریرات میں، شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی پُرسوز دعوت اور عالمی تحریک جہاد کا نظریہ و منہج سمجھنے میں مدد دی......یعنی افراط وتفریط سے دور وہ منہج جو شریعت کی ہر صورت میں پابندی سکھلاتا ہے......امتِ توحید کو توحید کے گرد جوڑ کر فرض عین جہاد کی طرف بلاتا ہے......مسلکی وفروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر امت مسلمہ کے تمام طبقوں کو سب سے بڑے دشمن اسرائیل اور امریکہ اور اس کے آلۂ کاروں کے خلاف کھڑا کرتا ہے......ظالمانہ نظام کفر کے خلاف کھڑے ہونے پر زور دیتا ہے اور نفاذ شریعت اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی دعوت دیتا ہے......یہ منہج ہمارے استاد احمد فاروق رحمہ اللہ نے مشائخ جہاد سے سمجھا، اسے روحِ شریعت کے عین موافق جانا اور اس میں امتِ مسلمہ کے غموں کا مداوا بھی پایا......اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور ان کی جماعت القاعدہ کے اس پاک نظریہ جہاد کی خدمت اور اس کی طرف اپنی قوم کو جمع کرنے اور اس کی بنیاد پر تحریک جہاد کو کھڑا کرنے کی سعی کو اپنی زندگی کا ہدف بنایا......

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ، پچھلے سات سالوں سے مشائخ القاعدہ کی طرف سے پاکستان میں دعوت وابلاغ کی ذمہ داری پر فائز تھے......آپ نے اس عرصہ میں پاکستان کے اندر شیخ اسامہ رحمہ اللہ اور شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی دعوت جہاد کی بھرپور ترجمانی کی......اس طریق پر ساتھیوں کی تربیت کی اور اسی نظریہ کی طرف اہلِ پاکستان کو بلایا......القاعدہ کے مسئول خراسان شیخ مصطفیٰ ابو یزید رحمہ اللہ نے ڈاکٹر ارشد وحید رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد آپ کو اُن کی جگہ مجموعے کی امارت سونپی......میدان جہاد میں رہ کر آپ جہاں جہاد اور مجاہدین سے متعلّق انتظامی، عسکری، تنظیمی اور دیگر مشاغل میں مصروف تھے وہاں ساتھ ساتھ آپ تعلیم وتصنیف، تزکیہ واصلاحِ قلوب، بیان وترشید، ابلاغ واعلام کو بھی بھرپور توجہ اور وقت دیتے تھے......

پاکستان میں نفاذِ شریعت کی راہ میں اصل رکاوٹ حکومت وافواج کے خلاف جہاد وقتال کے پرزور داعی اور سرگرم قائد تھے۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جہادِ پاکستان کا اعلان کیا اور جماعت القاعدہ نے اس جہاد میں قدم رکھا تو آپ کی قیادت ورہ نمائی میں پاکستان میں امریکی اہداف، اور فوج اور خفیہ ایجنسیوں کے خلاف بے شمار کامیاب کارروائیاں انجام پائیں......

پاکستان میں اور اس سے آگے پورے برصغیر میں کفار سے جہاد اور نفاذِ شریعت کے لیے القاعدہ برصغیر کا قیام آپ کی دلی خواہش تھا......اس جماعت کے قیام کے موقع پر آپ نے اپنا سابقہ مجموعہ تحلیل کیا اور نہایت دلی راحت وخوشی کے ساتھ امیر محترم مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی......مولانا حفظہ اللہ نے آپ کو اپنا نائب امیر اور مسئول دعوت مقرر کیا، آپ اپنے فرائض منصبی انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے رہے......ذمہ داری کا احساس ہی تھا کہ آپ نے شمالی وزیرستان میں جنگ کے علاقے اور محاصرے سے نکلنے میں اپنے اوپر دیگر مجاہدین کو ترجیح دی، حکماً ساتھیوں کو نکالتے گئے اور خود اُن کے نکلنے میں تاخیر ہوتی گئی......یہاں تک کہ جب میں نے ناراض ہو کر انہیں خط بھیجا اور فوراً نکلنے کی پرزور درخواست کی، نکلنے کے مختلف راستے اور ترتیبات بھی ان کے سامنے رکھ دیں تو جواب میں مجھے یہ شعر لکھ بھیجا کہ

أو ليس موتي في حياتي مرة

لمالايكون ختامااستشهادية

''میری زندگی میں موت نے ایک ہی بار آنا ہے

تو کیوں نہ اس کا اختتام شہادت کی جانب لپکتے ہوئے ہو!''

پاکستان کو امریکہ کی غلامی سے نجات دلانا، مسلمانانِ پاکستان کو ظلم وکفر سے عبارت نظام سے چھٹکارا دلانا اور پاکستان میں شریعت محمدی علی صاحبھا السلام کا نفاذ استاد احمد فاروق رحمہ اللہ کا خواب تھا......جہاد پاکستان کی تقویت اور اسے عین شریعت کے مطابق دیکھنا آپ کی ایسی آرزو تھی کہ اس کے لیے ہر وقت آپ مغموم ومتفکر رہتے تھے......پاکستان میں جہاد کا جھنڈا کھڑا دیکھنے، نظامِ ظلم وکفر کے خلاف اس مبارک جہاد کو ہر صورت جاری رکھنے، اس جہاد کو شرعی بنیادوں پر آگے بڑھانے اور آگے دیکھنے کی اس قدر بے پناہ تڑپ تھی کہ عین شہادت سے دو دن پہلے بھی اس حوالے سے خط میں وصیّت بھجوائی اور ساتھ آڈیو پیغام بھی ریکارڈ کر کے بھجوایا......یہ خط اور پیغام ایسے وقت میں آپ نے تیار کیے، جب آپ کو اپنی شہادت کا غالب گمان ہو چکا تھا، دشمن کا سخت محاصرہ تھا، اور انہیں نشانہ بنانے کے لیے چالیس دنوں سے پانچ ڈرون بھی مستقل سر پر موجود تھے......مگر ایسے نازک وقت میں بھی آپ نے کفریہ نظامِ ظلم کے خلاف جہاد کا جھنڈا بلند رکھنے اور جہادِ پاکستان کے مبارک قافلے کو ہر صورت آگے بڑھانے کی وصیّت فرمائی......اس

08 اپریل: صوبہ قندہار.........ضلع شوراوک.........مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ.........2 رینجر گاڑیاں تباہ.........7 فوجی ہلاک ہوگئے

وصیّت میں آپ نے جہادِ پاکستان میں مصروف سب مجاہدین پر اس جہاد کو شرعی بنیادوں پر استوار کرنے، غیر شرعی افعال پر خاموش نہ رہنے اور اس جہاد کو مسلمانانِ پاکستان کے لیے راحت و رحمت بنانے کے لیے بہت دل سوزی کے ساتھ زور دیا...... جہاد کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کی آپ کی تڑپ دیکھئے کہ طویل محاصرے کے اندر آخری دنوں میں جب دائیں بائیں سے شہادتوں اور گرفتاریوں کی خبریں آ رہی تھیں، دشمن سر پر تھا، شہادت یقینی تھی، اس سخت وقت میں کتاب ''فرسان تحت رایہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے ترجمے میں مصروف رہے...... امیرِ محترم شیخ ایمن حفظہ اللہ کی یہ اہم کتاب نصف صدی کی آنکھوں دیکھی جہادی تاریخ، ان تاریخی تجربات کی انتہائی گہرائی سے جائزے اور اس کی روشنی میں آئندہ جہادی تحریکات کی رہ نمائی کے لیے اسباق و نصائح پر مشتمل ہے...... اپنے آخری ایام میں استاد احمد فاروق رحمہ اللہ بارہا ذکر کرتے رہے کہ جہادِ حاضر خصوصاً جہادِ پاکستان کے لیے اس کتاب کے اسباق سے رہ نمائی کی اشد ضرورت ہے۔ تحریری ترجمہ زیادہ وقت لے رہا تھا، تو آپ نے وائس ریکارڈر کی مدد سے ترجمہ اور تبصرہ ریکارڈ کیا اور بیش تر حصّے کا ترجمہ کر کے شہادت سے دو دن پہلے بھجوا دیا...... اللہ تعالیٰ آپ کی یہ تڑپ اور راہِ جہاد کی یہ محبت قبول فرمائے، آمین۔

آپ ہر قسم کے مسلکی و تنظیمی تعصّبات سے دور رہتے، فروعی اختلافات کی بنیاد پر الگ رہنے اور دوسروں کو دور کرنے کی بجائے قریب ہونے، قریب کرنے اور باہمی جوڑ اور تعاون علی الخیر کی فضا پیدا کرنا آپ کا نمایاں وصف تھا۔ تنظیمی اور جماعتی وابستگی سے ہٹ کر سب جہادی جماعتوں کے مجاہدین اور دیگر مسلمانوں سے محبت رکھتے تھے، سب کے دکھ پر دکھی اور خوشی پر خوش ہوتے تھے۔ تحریکِ طالبان کے امرا سے مستقل رابطے میں رہنے کی کوشش کرتے اور جہادِ پاکستان کی تقویت و اصلاح کے لیے کسی بھی عملی کام یا مشاورت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس پاکیزہ خواہش کو قبول فرمائے اور پاکستان میں لڑنے والے سب مجاہدین کو شریعت کے مطابق جہاد کی توفیق دے، ان کے دلوں کو حق پر جوڑ دے، اللہ تعالیٰ جہادِ پاکستان کو خوب ترقیاں عطا فرمائے اور اس جہاد کو مسلمانانِ پاکستان کے لیے رحمت ثابت فرمائے...... پاکستان اور اس پورے خطۂ برصغیر میں دین کے دشمنوں اور امریکہ کے غلاموں کو اپنی خاص رحمت سے، ان پاکیزہ مجاہدین کے خون کی برکت سے، ہم مجاہدین کے ہاتھوں شکستِ فاش دے اور اس پورے خطہ میں اسلام کا بول بالا فرمائے، آمین۔

ورثائے شہدا اور مجاہدین کے لیے:

استاد احمد فاروق اور قاری عمران رحمہما اللہ کی شہادت پر ہم تمام محبانِ جہاد و مجاہدین اور خصوصاً آپ کے اہلِ خانہ کو دلاسہ دیتے ہیں کہ آپ کے یہ فرزند اور آپ کے یہ عزیز اللہ تعالیٰ کے رستے میں قربان ہوئے، جس منزل کے حصول کے لیے یہ نکلے تھے وہ انہیں اللہ تعالیٰ نے دے دی، یہ اللہ تعالیٰ کے دین پر مرمٹ گئے...... اُس رب کے ساتھ زندگی کا سودا پورا کر گئے، جو بدلے میں ہمیشہ ہمیشہ کی جنتوں کا وعدہ کرتا ہے، دائمی کامیابی کا یقین دلاتا ہے...... ان شاء اللہ یہ پاک باز، **من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ** کے زمرے میں شامل ہو گئے، کامیاب ہو گئے، آپ سے اور ہم سے جدا ضرور ہوئے، مگر یہ جدائی وقتی ہے، سب نے یہاں سے جانا ہے، جلد جانا ہے، بس آنکھیں بند ہونے کی دیر ہے، اور اگر ہم نے صبر و تقویٰ کی رسی تھامے رکھی، تو یہی شہدا استقبال کے لیے، ان شاء اللہ جنت کے دروازہ پر کھڑے ملیں گے...... اُن جنتوں میں ملیں گے جہاں جدائی نہیں، بیماری نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی غم اور خوف نہیں! پس اپنے ان محبُوبوں سے ملنے کے لیے آگے بڑھتے جائیے اور اس اللہ سے تعلّق مضبوط کیجیے، اُس کی عبادت میں اپنے آپ کو کھپا دیجیے! جس ذات کو راضی کرنے ہمارے یہ محبُوب بھائی چلے گئے، وہ ذات زندہ ہے، اس کو راضی رکھیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجیے کہ جس نے آپ کے اور ہمارے ان پیاروں کو انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کی معیت سے ان شاء اللہ نواز دیا......

یہ صبر کا موقع بھی ہے اور شکر کا بھی! دنیا دارالامتحان ہے، دارالجزاء نہیں، یہاں تو بس آزمائش ہے...... پس جدائی کی اس آزمائش پر صبر کیجیے، یہ صبر اللہ تعالیٰ سے مانگئے...... **ومن یتصبر یصبرہ اللہ**...... جو اللہ تعالیٰ سے صبر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے دیتا ہے...... دین پر ثابت قدم رہیے، یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی اور اور موت، دونوں کو دین کی نصرت کے لیے چُن لیا، ان کی موت و حیات دونوں گواہی دیتی ہیں کہ یہ دین عظیم ہے، اس کے لیے مرمٹ جانے کی سعی عظیم ہے...... اِنہوں نے ثابت کر کے دکھایا کہ دین کے سوا دنیاوی مقاصد اور اہداف سب بے کار ہیں...... ہمارے اِن عزیزوں کی سیرت و کردار تا قیامت امت کے جوانوں کے دین سے جڑنے کا باعث بنے گا اور یہ وہ حقیقت ہے کہ جس پر آپ اور ہم جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے...... اور یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے آپ کی جھولی میں ڈال دی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے دلوں کو تھام لے اور آپ سے راضی ہو جائے، آمین۔

قیادتِ جہاد سے تعزیت اور مبارک باد:

القاعدہ برصغیر اپنے محبُوب امیر، محترم مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ اور جماعت القاعدۃ الجہاد کے مرکزی امیر شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ سے بھی ان کے اِن سپاہیوں کی تعزیت کرتے ہیں اور مبارک باد بھی دیتے ہیں کہ یہ پاکیزہ خون بلاشبہ قافلۂ جہاد کی تقویت کا باعث بنے گا، یہ عظیم قربانیاں ان کے پیغام کی سچّائی کی دلیل ہیں...... شجرِ جہاد کو آب یاری اس خون سے ملتی ہے اور مبارک ہو کہ آپ کے ان مجاہدوں نے اُس پیغام کے لیے خون دیا جو امت کو توحید سکھاتا ہے اور اسے عزت کی زندگی اور عظمت کی موت بتلاتا

08 اپریل: صوبہ ننگرہار.................. ضلع خوگیانی.................. مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ.................. 4 فوجی اہل کار وں ہلاک

ہے......آپ کے ان جواں مردوں نے دین کے دشمنوں پر کاری ضربیں لگانے اور ان کے خلاف ڈٹنے اور جمنے کی ایسی تاریخ رقم کردی کہ جس کی برکت سے کفر کی نیندیں حرام ہوں گی، قافلۂ جہاد کو اس سے حرارت ملے گی اور اہل ایمان کے دلوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی......ان شاء اللہ یہ خون اور اس خون سے اٹھتا پیغام نظام کفر کی تباہی اور شریعت کے نفاذ پر منتج ہوگا...... یہ قربانیاں امیر المومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی قیادت میں جاری اس جہاد کی فتح اور امارت اسلامی کے قیام وتقویت کی تمہید ثابت ہوں گی!

قافلہ جہاد کے راہیوں سے :

یہاں کچھ باتیں قافلہ جہاد سے منسلک اپنے بھائیوں اور بہنوں سے بھی عرض کرنا چاہوں گا! کہ اللہ تعالیٰ کا دین عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کا دین عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کا دین شخصیات کا محتاج نہیں، بلکہ یہ دین شخصیات پیدا کرتا ہے اور دین کے لیے قربانی دینے ہی سے وہ شخصیات امام بنتی ہیں......عظیم شخصیات کا اس دین پر قربان ہوجانا ان شخصیات کے لیے سعادت ہوتا ہے، یہ دین عظیم ہے کہ اس کی دعوت اور نفاذ کی قیمت بھی بہت عظیم ہے...... یہ قیمت اخلاص ہے، تن من دھن کو فنا کرڈالنا ہے، اللہ تعالیٰ کا دین عظیم ہے! کہ امت کی بیٹیاں اپنے جگر گوشوں کو اس پر قربان کرنا ہی اپنی خوش نصیبی سمجھتی ہیں......تحریکوں کا اپنے قائدین کو اس دین پر فدا کرنا ہی تحریکوں کی زندگی ثابت ہوتا ہے......امرا کی اس دین پر قربانی ہی سے کاروانِ جہاد کو تقویت ملتی ہے، کہ ان کا خون ان کے پیغام کی سچّائی اور اہداف سے گہرے دلی تعلّق کا ترجمان ہوتا ہے......ہمارے یہ قائدین، ہم سب اور ہمارے اہل وعیال، ہمارا یہ سارا قافلہ اگر اس امت کو جگانے، اسے دین سے جوڑنے اور جہاد پر کھڑا کرنے میں کھپ جائے، ختم ہوجائے، قتل ہوجائے تو یہ کوئی بڑی قیمت نہیں......ہم تو ایندھن ہیں جہاد کی اس مبارک تحریک کو کھڑا کرنے اور اسے شریعت پر رکھنے کے! ہم ایندھن ہیں ظلم وکفر کو ختم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے قیام کرنے کے لیے امت میں روحِ جہاد پھونکنے کے! اللہ تعالیٰ ہمیں قبول فرمائے، اور ہماری نیتوں کو خالص رکھے......مبارک ہو! قافلۂ جہاد سے منسلک رہنا مبارک ہو! یہ شہدا اور یہ امام آپ کو مبارک ہوں! یہ زندہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے پاس جنتوں میں، ان شاء اللہ زندہ ہیں! یہ زندہ ہیں، کہ ان کا پیغام زندہ ہے، ان کی سیرت زندہ ہے، ان کے نقوشِ قدم زندہ ہیں......پس آگے بڑھیے، اپنے ہر قول اور ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر آگ بنا کر برسائیے!

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ
وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ O وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ

اپنی امت پر اپنی دعوت اور اپنے اس جہاد کو نعمت اور رحمت بنا دیجیے! کفار کے لیے، اللہ تعالیٰ کے دین کے راستے میں کھڑے ظالموں کے لیے اَشداء یعنی سخت بنیے، جب کہ اپنے مسلمانوں پر رحماء بن کر، شفقت کیجیے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ شہادتیں، یہ دربدریاں اور یہ آزمائشیں، آپ کے شریعت پر جمنے اور اللہ تعالیٰ کی مزید قربت کے حصول کا باعث بن جائیں، راہِ جہاد میں آگے سے آگے بڑھنے کا سبب ثابت ہو، آمین۔

اور یاد رکھیے! ولاتھنوا، کمزوری نہ دکھائیے! ولاتحزنوا، غم زدہ بھی نہ ہوں، **وانتم الاعلون**، کامیاب آپ ہی ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی! حجت ودلیل کے میدان میں بھی اور جنگ کے میدان میں بھی، آغاز میں بھی اور انجام میں بھی، ان **کنتم مؤمنین**، بس اپنے ایمان کی حفاظت کیجیے! شریعت کو دانتوں سے پکڑیے، یہ شرط اگر پوری ہو تو ہم ہر صورت کامیاب ہیں......**احدی الحسنیین**، دو بھلائیوں میں سے ایک کے سوا کوئی تیسرا نتیجہ نہیں۔ اور اس نعمت پر ہم جتنے خوش ہوجائیں، جتنے خوش ہوجائیں کم ہے، دنیا کے بدلے آخرت کا یہ سودا کرنا مبارک ہو! اپنی اس تجارت پر خوشیاں مناؤ، خوشیاں مناؤ......فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ

خائن پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں سے :

اس موقع پر میں امریکی غلام پاکستانی جرنیلوں اور حکمرانوں سے بھی چند باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں!

امریکہ کے غلامو! پاکستان پر قابض لٹیرو! پاک شریعت کے دشمنو! ہماری یہ جنگ تنخواہوں، پلاٹوں اور عہدوں کی جنگ نہیں......یہ عقیدے کی جنگ ہے! اس پاک سرزمین پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کرنے یا تمہارے کفریہ نظام کی رٹ باقی رکھنے کی کشمکش ہے......تمہارا مقابلہ افراد سے نہیں، ان مجاہدین سے بھی نہیں، تمہاری جنگ، مجاہدین کے رب سے ہے! تم میدان میں اپنے خالق اور مالک کے خلاف کھڑے ہو! اُس ذات کی عظیم کتاب اور شریعت کے رستے میں تم حائل ہو جس نے تمہیں چار دن کی زندگی دی اور جس کی پکڑ سے تم بچ نہیں سکتے ہو! تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سے دور کرتے ہو، انہیں شریعت سے محروم کرتے ہو اور ان کا دین ودنیا تباہ کرنے پر تلے ہو! پس یاد رکھو! جب تک اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوگی، جب تک قرآن اس زمین پر موجود ہوگا، جب تک مساجد سے لاالہ الا اللہ کی پکار ہوگی، تو یہ جنگ بھی جاری رہے گی، تمہارے ناپاک وجود سے اس دنیا کو پاک کرنے والے اور تمہاری آگ کو گلشنِ جنت بنانے والے ابراہیم کے فرزند بھی رہیں گے! ظلم وجبر، مکروفریب کی انتہا کرلو، امت کے محسنوں اور شریعت کے پروانوں کو پھانسیوں پر چڑھانے کی خواہش پوری کرلو! پھر جھوٹے دجالی میڈیا کے جادو سے جتنے جال بُن سکتے ہو بُن لو! حق کو باطل اور باطل کو حق دکھاؤ! جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلاؤ! عدل کو ظلم اور ظلم کو انصاف بناؤ! بے دینی، بدکاری اور بے حیائی کی رذالت کو تہذیب جب کہ عفت وحیا اور دین سے جُڑنے کی نعمت کو دقیانوسیت دکھاؤ!......ان مجاہدین کو وحشی کہہ دو، انسانیت کے قاتل بلکہ بچوں کے دشمن کا بھی الزام دو! حق، حق

09اپریل: صوبہ ہلمند...........ضلع سنگین...........بارودی سرنگ دھماکہ...........فوجی ٹینک تباہ...........ٹینک میں سوار تمام فوجی اہل کار ہلاک

ہے! سچ، سچ ہے! سورج کی روشنی چھپائے نہیں چھپتی! اللہ تعالیٰ کا دین عظیم ہے اور الحمدللہ محفوظ ہے! ہمارے مقاصد اعلیٰ ہیں اور اہداف واضح ہیں! جہاد کا یہ مبارک قافلہ رکے گا نہیں، ظلم و کفر کے خلاف حق کی یہ آواز دبے گی نہیں! اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کرنے کے لیے یہ جہاد آگے بڑھے گا، کہ یہ معصوموں اور تمہارے جیسے مجرمین میں فرق جانتا ہے! ان کی جنگ محض انتقام کی اندھی جنگ نہیں! ان کی لڑائی شریعت کی پابند لڑائی ہے! یہ مجاہدین اپنے مسلمان بھائیوں کا دفاع کرنے نکلے ہیں، انہیں تمہارے ظلم و کفر سے نکال کر، شریعت کی رحمت فراہم کرنے میدان میں اُترے ہیں...... یہ بھی جان لو! ہم رہنے کے لیے، چار دن کی دنیا بسانے اور تمہاری طرح اس کی بندگی کرنے نہیں نکلے ہیں! ہم تو اس دین پر اپنی دنیا، اپنا آپ، اپنا سب کچھ قربان کرنے آئے ہیں! ہم میں سے ہر ایک کو...... ہاں! ہم میں سے ہر ایک کو اس مبارک شام کا انتظار ہے جس شام ہم فدا ہو جائیں، قربان ہو جائیں، گولیوں اور گولوں سے یہ جسم بھُن جائیں! کہ اسی پر ہم سے ہمارا رب جنتوں کا وعدہ کرتا ہے...... مگر ہمارے بعد بے شمار عبدالرشید غازی، احمد فاروق، قاری عمران، ڈاکٹر عثمان اور شیخ ولی اللہ دین کا یہ جھنڈا اٹھانے کھڑے ہیں! بس اپنا خون بہا کر سچّائی کی گواہی دینے کی دیر ہے...... تو یاد رکھو! شریعت کے دشمنو! قوم کے خائنو! تم میں سے ہر ایک ہمارے ہدف پر ہے، تم میں سے ہر ایک ہر مجاہد کے نشانے پر ہے! ہر ایک، اس ملک میں رہنے والے، کلمہ توحید پڑھنے والے ہر نمازی...... اور ہر دین دار کے ہدف پر ہے! یہ جنگ جاری رہے گی! چاہے نسلوں پر نسلیں گزر جائیں، مگر یہ جہاد ختم نہیں ہوگا، قافلہ آگے بڑھتا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہ دن بھی دکھائے گا......

ہمیں یقین ہے کہ ہم نہیں تو ہمارے بعد والوں کو اللہ تعالیٰ جلد وہ دن دکھائے گا اور ان شاء اللہ ضرور دکھائے گا جب ڈھاکہ کی جگہ اسلام آباد میں وقت کا راحیل اور پرویز، نیازی بن کر اسلحہ رکھے گا اور رکھوانے والا اروڑہ نہیں ہوگا، بلکہ کلمہ توحید کے وہ پروانے مجاہد ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے اذن سے تمہارے ساتھ ساتھ اروڑہ کے جاں نشینوں کو بھی بیڑیوں میں بند کر کے گھسیٹیں گے!!!

یہود، امریکہ اور صلیبی حواریوں سے:

اللہ تعالیٰ کے غضب کے سزاوار بدبخت یہود اور ان کا اتحادی، فرعونِ وقت امریکہ اور اس کے حواری بھی جان لیں! کہ دجل و فریب پر مبنی تمہارے ظلم اور اس کفریہ نظام کے خلاف کلمہ توحید کہنا اور جہاد کا جھنڈا بلند کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے......

یہ کتابُ اللہ کی صدا ہے، ہم زندہ ہوں گے تو تمہاری خدائی کا انکار اور اپنے رب، خالق السماوات والارض کی خدائی کا اقرار کرتے ہوئے جیئیں گے...... ارضِ قدسی کی آزادی اور محبوُب مسجد اقصیٰ کو تمہارے گند سے صاف کرنے کے لیے فلسطین کی سمت بڑھتے ہوئے جیئیں گے اور شہید ہوں گے تو اسی کے لیے تو ہم نکلے ہیں، اسی سے تو یہ آگ بھڑکے گی...... قافلہ رکنے والا نہیں، جتنا مار سکتے ہو، مارو! ڈرون، جیٹ جو تمہارے ہاتھ میں ہیں، چلاؤ!

یہ رستہ لاکھ مشکل ہو
مگر اے دشمنو! سن لو!
یہ جذبہ حق پہ مرنے کا
ہمیں رکنے نہیں دیتا
ہمارے سر میں سودا ہے
شہادت کا، شہادت کا
جہاد فی سبیل اللہ
ہمارا مقصدِ ہستی
ہمیں رکنا نہیں آتا
ہمیں منزل پہ جانا ہے!

ہمیں یقین ہے، شہید کے خون کا ایک ایک قطرہ نور اور نار ثابت ہوگا...... شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت سے کیا جہاد ختم ہوگیا؟ اس قافلے کے بچے بچے کا تم نے پیچھا کیا، کیا جنگ جیت لی تم نے؟ اپنے خلاف اٹھنے والی آواز دبانے اور کلمہ توحید کی صدا خاموش کرانے کے لیے تم نے بی باون، ڈیزی کٹر اور کیا کچھ استعمال نہیں کیا! لاکھوں مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے، بستیوں کی بستیاں اجاڑ دیں...... حق دب گیا کیا؟ تم نے اربوں نہیں کھربوں کی دولت لگا لی، اپنے دانش ور، تجزیہ نگار، لکھاری اور اینکرز پیدا کیے، امریکین میڈ اسلام کا بھی تجربہ کر لیا...... کیا اسلام ختم ہوا؟ بدل گیا؟ جہاد کا قصہ تمام ہوا کیا؟...... کچھ بھی کم ہوا کیا؟؟؟ ایک افغانستان نے تمہاری نیندیں حرام کی تھیں تو آج پوری دنیا تمہیں قندھار نظر آرہا ہے...... اور پہلے تم اکیلے رو رہے تھے آج فرانس سمیت پورے صلیبی یورپ کا رونا بھی بلند سنائی دیتا ہے!!! کیوں؟؟؟ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے، اس دین کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور اس کے لیے لڑنے والے قافلۂ جہاد کی بقا کی یقین دہانی اللہ تعالیٰ نے کروائی ہے!!!

کفر بھی انسان کو کتنا احمق اور کم عقل بنا دیتا ہے، احمقو! تم اہلِ توحید کو، مجاہدین کو ختم کرنا اپنی ذمہ داری کہتے ہو؟ اُس اللہ کی عبادت سے اللہ ہی کی زمین خالی کرانا چاہتے ہو، جو تمہارا خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے؟ جس دن کلمہ توحید کہنے والا کوئی نہ بچے، اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلانے اور اس کے لیے قربانی دینے والا کوئی مجاہد نہ بچے، وہ دن قیامت کا دن ہوگا!!! اور تا قیامت اللہ تعالیٰ کے لیے قربانیاں دینے والے مجاہدوں کی موجودگی کا ہمارے رب نے وعدہ کیا ہے...... ایک فاروق تم شہید کرتے ہو تو دیکھ لینا بے شمار فاروق میدان میں اتریں گے، ایک قاری عمران کا خون ہزاروں جوانوں کو تمہاری

10 اپریل: کابل......... ترہ خیل......... فدائی مجاہد کا امریکی فوجی قافلے پر استشہادی حملہ......... 2 بکتر بند گاڑیاں مکمل طور پر تباہ......... گاڑیوں میں سوار امریکی فوجی ہلاک

بھڑکائی ہوئی جنگ کی آگ میں کودنے پر تیار کرے گا، ان شاء اللہ۔ جتنا تم اس جنگ کو دباؤ گے، یہ بھڑکے گی اور اس کے شعلے تمہیں اور تمہارے غلاموں کو خاکستر کر دیں گے...... اس لیے کہ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے، حق اور باطل کی جنگ ہے...... باطل نے ختم ہونا ہے، ان الباطل کان ذھوقا...... اور انجام کار اللہ تعالیٰ نے مومنین ہی کے لیے لکھا ہے! اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو، زمین تو اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا تا ہے، اور آخر میں بھلائی تو پرہیزگاروں کے لیے ہے''۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تمہارے خلاف اس جنگ میں کام آجائیں اور اپنا شمار اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں کروائیں...... امت کی ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی سعادت کا کیا کہنا جو اس دین پر قربان ہونے کے لیے اپنے محبوب جگر گوشوں، اپنے بھائیوں اور اپنے شوہروں کو پیش کرتی ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمارے شہدا کو قبول فرمائے، ان شہدا کا خون ہمارے لیے مشعلِ راہ ثابت کرے...... ہمارے اس پاکیزہ خون کی برکت سے اہلِ پاکستان کے دلوں میں دین کی محبت بڑھا دے، اس دین پر مر مٹنے کی محبت میں اضافہ فرمائے...... اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے دین پر قربان ہونے والوں میں شامل فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبوب اور ہماری محبوب موت، شہادت کی موت سے محروم نہ فرمائے، ہمیں اپنے محبوب شہید بھائیوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے عرش کے سایہ تلے اکٹھا فرمائے، آمین یا رب العالمین!

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه أجمعین

☆☆☆☆☆

بقیہ: علاجِ کبر

اہل اللہ، مشائخ اور بزرگانِ دین ہیں! ان کو تلاش کیجیے۔ ان کو اپنا دل دکھایئے۔ اپنے کو پیش تو کیجیے کہ کہیں ہمارے دل میں یہ بم تو چھپا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہوگا تو وہ نکال دیں گے۔ ان کے پاس اس کے علاج اور ترکیبیں ہیں جن پر عمل کرنے سے دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی تھانہ بھون کی خانقاہ میں کوئی داخل ہوتا ہے تو پہلی نظر جب اس پر پڑتی ہے اس کی سب بیماری سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ علم غیب نہیں، تجربہ ہے۔ عالم الغیب تو صرف خدائے تعالیٰ کی ذات ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کی چال سے اور چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں فلاں بیماری ہے۔ ارے بھائی! اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ حکیم لوگ بھی بتا دیتے ہیں آنکھ پیلی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ اس کو یرقان ہے۔ چہرہ زیادہ لال ہے تو سمجھ جاتے ہیں کہ اس کو فالج گرنے والا ہے، بہت زیادہ خون بڑھ گیا ہے، ہائی بلڈ پریشر والا مریض چہرہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بدنگاہی کر کے ایک شخص آیا تھا، دیکھتے ہیں فرمایا:

مَابَالُ اَقْوَامٍ یَتَرَ شَّحُ مِ اَعْیُنِھِمُ الزِّنَا

''کیا حال ہے ایسی قوم کا جن کی آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے''۔

تو سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے سمجھ لیا۔ ہر گناہ کا اثر اس کی آنکھوں پر، چہرہ پر، اس کی چال پر پڑتا ہے اور تکبر والے کی تو چال ہی عجیب ہوتی ہے۔ اُس کی چال ہی سے آپ سمجھ لیں گے کہ یہ شخص متکبر ہے۔

اور اللہ والوں کی کیا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا

''میرے خاص بندے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں''۔

اپنے کو ذلیل کر کے، مٹا کر، ان کی چال بتاتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے دبے جا رہے ہیں اور متکبر کی چال بتاتی ہے کہ اس کے دل میں بڑائی ہے، اکڑ کے چلتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے متکبرو! تم اتنی زور سے زمین پر پاؤں رکھتے ہو لیکن تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے ہو اور نہ پہاڑ سے زیادہ لمبے ہو سکتے ہو جو گردن تان کر چل رہے ہو۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا

''زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیونکہ تو زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور بے وقوف ہے جو اتنی گردن تان رہا ہے تو پہاڑوں کی لمبائی کو نہیں پہنچ سکتا''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''ہم ایک لائحہ عمل پر چل رہے ہیں اور ہمیں اس پر عمل کرنا ہے، جلدی نا کیجیے، وقت سے پیشتر حرکت نا کیجیے، قدم کو اس کی درستگی سے قبل نا اٹھایئے، آپ کو اس لائحہ عمل پر چلنا ہے، خواہ یہ کتنی ہی طویل مدت کیوں نا لے لے۔ اب ایسا ہے کہ کبھی ہم سوچتے ہیں کہ صبح کے آٹھ بجیں اور خلافت قائم ہو جائے، یہ سب اتنی آسانی سے نہیں ہوتا۔ اس کے لیے بہت سی قربانیاں درکار ہیں''۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

10 اپریل: صوبہ قندہار.................. ضلع شوراوک.................. افغان فوجی قافلے پر بارودی سرنگ حملہ.................. فوجی رینجر گاڑی تباہ.................. 6 افغان فوجی ہلاک

نشریات

استاد احمد فاروق اور شیخ قاری عمران کی شہادت پر تعزیتی بیان

جماعۃ القاعدۃ الجہاد فی الجزیرۃ العرب

الحمدللّٰہ رب العالمین ،والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وخیر المرسلین محمد بن عبداللّٰہ وعلی آلہ وصحبہ الطیبین الطاهرین؛

اما بعد!

ہم امت کے دو شہہ سواروں استاد احمد فاروق اور شیخ قاری عمران کی ایک ظالمانہ امریکی ڈرون حملے میں شہادت پر امت مسلمہ سے بالعموم اور برصغیر پاک و ہند میں برسرِ پیکار اپنے مجاہدین بھائیوں سے بالخصوص تعزیت کرتے ہیں۔

ہم پورے خلوص کے ساتھ ان کی شہادت پر تعزیت کر رہے ہیں لیکن اسی موقع پر ہم امت مسلمہ کو ان دو ثابت قدم شہدا کی شہادت پر مبارک باد بھی دیتے ہیں کہ جن کی ارواح' حق کو بیان کرتے کرتے اپنے رب سے ملنے آسمانوں پر چلی گئیں، جہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے......ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں وہ جنت میں ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں انبیاء، صدیقین اور شہدا کی رفاقت نصیب فرمائے۔

ہم اس موقع پر امت کو بتانا چاہتے ہیں کہ کاروانِ جہاد ایسے واقعات سے پہلے بھی نبرد آزما ہو چکا ہے، شہدا کے خون سے تو اس قافلہ کی پرورش ہوتی ہے اور اب جو نئے لوگ اس قافلے میں شامل ہوئے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے چُن لیا ہے۔ ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک زرخیز امت ہے، جس نے ذلت کی دھول اور ملبے کو ہٹانے کے لیے جہاد کا راستہ چُنا، اس مجاہد کی قیادت میں جس کے ایک ہاتھ میں ہدایت کی کتاب تھی اور دوسرے میں اس کی نصرت کے لیے تلوار! صلیب کے پجاریوں نے اس قافلے کو روکنا چاہا تو اس مجاہد نے ان کے راکٹوں، ٹینکوں اور جہازوں کا سامنا کیا کیونکہ وہ ایک ایسی امت سے ہے جو جہاد اور شہادت سے محبت کرتی ہے......صلیب کے پجاریوں نے پوری کوشش کی کہ امت سے روحِ جہاد اور شوقِ شہادت کو ختم کر سکیں لیکن اس امت کے دین نے اس پر فرض کر دیا ہے کہ تاریک سے تاریک اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی جہاد کو مضبوطی سے پکڑے رکھے تاکہ عزت اور فخر کے ساتھ جی سکے۔ اللہ رب العزت مسلمانوں سے فرماتے ہیں:

وَلاَ تَهِنُوا وَلاَ تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَO إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ(آل عمران: ۱۳۹۔۱۴۰)

''اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تمہیں زخم لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں شہدا کو چُن لے اور اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا''۔

اللہ کی قسم! امریکہ اور اس کے اتحادی کبھی بھی قافلۂ جہاد کو روکنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے اور تیر کمان سے نکل چکا ہے، پس اگر کچھ رہ گیا ہے تو وہ ہے صبر! اور ہمیں ان سے زیادہ صابر ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلاَ تَهِنُواْ فِي ابْتِغَاء الْقَوْمِ إِن تَكُونُواْ تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّهِ مَا لاَ يَرْجُونَ وَكَانَ اللّهُ عَلِيماً حَكِيماً (النساء: ۱۰۴)

''اور کفار کے پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو، جس طرح تم تکلیف اٹھاتے ہو تو اسی طرح وہ بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور تم اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا (اور) بڑے حکمت والا ہے''۔

آخر میں ہم مشرق سے مغرب تک امت مسلمہ کے علما اور طالبانِ علم سے کہتے ہیں کہ آپ مجاہدین کے درمیان چمکتے ستاروں کی مانند ہیں اور ان سابقین کے علم بردار ہیں جو ہم سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے تاکہ توحید کا جھنڈا بلند کر سکیں، انہوں نے اپنا خون بیکار نہیں بہایا بلکہ قافلۂ جہاد میں شریک ہوئے تاکہ جہادی صفوف کو متحد رکھا جا سکے اور یقیناً یہ اگلوں کے لیے ایک بہترین مثال ہے۔

القاعدہ الجہاد فی الجزیرۃ العرب

۱۹/اپریل ۲۰۱۵ء۔ جمادی الآخر ۱۴۳۶ھ

☆☆☆☆☆

''یہ بات عقل تسلیم نہیں کرتی، کہ ایک ایمان والا، جو صاحب بصیرت ہو، جس نے روشنی دیکھ لی، جو جنت کے بارے میں جانتا ہے، دوزخ کا علم رکھتا ہے، وہ بے کار بیٹھا رہے اور عملی طور پر کچھ نا کرے، یعنی ایک روٹی توڑ نکما بنا رہے! یہ ناممکن ہے!!!''۔

شیخ انوار العولقی رحمہ اللہ

10 اپریل: صوبہ فاریاب......ضلع جمعہ بازار......رینجر گاڑی پر مجاہدین کا حملہ......3 فوجی ہلاک......2 زخمی

وہ فاروق تھا اور فاروق رہے گا......

محمد لوط خراسانی

تم کیا سمجھتے ہو کہ جانے والوں کے چلے جانے سے یہ رستہ دُھندلا جاتا ہے؟! ارے نہیں! اُن کے نقوشِ پا رضائے ربی کی طلب میں بہہ جانے والے خون کی گرنے والی گرم گرم پاکیزہ بوندیں تو پیچھے رہ جانے والوں کے لیے میل پتھر کی حیثیت رکھتی ہیں......پھر اِن کی انفرادیت یہ ہوتی ہے کہ یہ نظر بھی دل کی آنکھوں سے ہی آتی ہیں...... اور گرد مٹی اِن کو غبار آلود بھی نہیں کر پاتی ......اِدھر ربِ کریم نے کسی کے دل کی آنکھیں روشن کیں اور اُدھر بوند بوند گرنے سے بننے والے یہ نشانِ راہ اُس کے لیے جگمگ جگمگ کرنے لگے......

شاعری اور نثر میں کسی دل سے بھی قریب بسنے والے کے بچھڑ جانے پر جتنے بھی مبالغہ آمیز اظہار ہیں ہم نے فاروق کے بچھڑ جانے پر ویسا ہی غم محسوس کیا ہے......لیکن ہم اپنے شہیدوں کو شہادت کی صورت میں ملنے والی کامیابی اور انعام پر روتے نہیں ہیں......وہ جاتے وقت بھی ہمیں ایسی دولت دے جاتے ہیں جس سے ہمارے جذبوں کو جلا ملتی ہے اور اپنی نیتوں میں موجود کسی ممکنہ کھوٹ کو بھی کھرچ ڈالنے کا سبق ملتا ہے...... پیچھے رہ جانے والوں کو رب کی توفیق سے اپنے چُنے رستے کے حق ہونے کا یقین ملتا ہے......

ارضِ جہاد و رباط میں استاد جی سے ہونے والی ملاقات اگر کہا جائے تو پہلی شعوری ملاقات تھی کہ اس سے قبل کی ایک ملاقات بس لغوی ملاقات ہی تھی......اِس ملاقات میں اُن سے جو استفادہ کیا وہ تو اپنی جگہ بہت اہم مگر تبھی امریکہ بہادر کے رونے کا سوچ کر بہت حوصلہ ہوا جو اُس کے کسی دفاعی دانش ور نے جماعۃ القاعدہ کے بارے میں کہا تھا؛

> ''القاعدہ نے شدت پسندی سے متعلّق دنیا بھر کے اہل دانش کے تجزیوں اور اندازوں کو کافی حد تک بے قیمت کر دیا ہے......اِس سے پہلے ہمارے اندازے تخمینے اور تحقیقات کے نتائج یہی تھے کہ دہشت گردی، انتہاء پسندی اور شدت پسندی کی جانب مائل ہو جانے والوں کے رویوں میں ابتدا ہی سے یعنی اُن کے جینز کے اندر یہ سب چیزیں پائی جاتی ہیں مگر القاعدہ نے اس طبقے کو بھی شدت پسندی کی جانب مائل کر دیا ہے جن کے بارے میں جب اُن کے گلی محلے اور تعلیمی ادارے سے پوچھا جاتا ہے تو اُن میں سے اکثر کے بارے میں لوگ جواب دیتے ہیں کہ نہیں! ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ایسا سخت ہو سکتا ہے۔ اُس نے تو کبھی کسی سے لڑائی نہیں کی بلکہ اُسے تو اونچی آواز میں کسی سے جھگڑتے ہوئے بھی نہیں دیکھا گیا''۔

اِس بے وقوف کو کیا معلوم کہ یہی تو جہاد کی اصل روح ہے......شریعت کی خاطر اٹھنے والے مجاہد کے مزاج کی سختی اور نرمی شریعتِ مطہرہ ہی کی تعلیمات کے مطابق ہوتی ہے نہ کہ ذاتی اور جبلی جذبات اور رویوں کے تابع!!!

یہ ربِ کریم کی رضا و خوش نودی کی طلب' شریعت کی محبت اور اُسے بالا دست دیکھنے کی چاہت ہی ہے جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام جیسی ہستی' جنھوں نے رحم دلی بردباری اور کرامت کو اپنے عمل سے حقیقی معنی عطا کیے' کو بھی جنگ لڑنے پر آمادہ کر دیتی ہے!!! اور اِسی بنا پر سیدنا حسانؓ جیسا نرم خو انسان میدان میں آ موجود ہوتا ہے!!! لیکن کافر......جس کے دل کی آنکھیں مردہ ہیں وہ اِسے نہیں سمجھ سکتا!!! کیوں کہ اس نے فیصلہ عقل پر کرنا ہے اور عقل بے چاری حواس کی محتاج ہے!!! اور حواس جو معلومات فراہم کریں گے ان کی بنا پر وہی نتائج نکلیں گے جو القاعدہ کے تناظر میں غلط ثابت ہو جائیں گے!!! اور پھر کفریہ مجالسِ دانش (Think Tanks) کی منصوبہ بندیاں مجاہدین کی دائمی شکست کا نتیجہ فراہم کرنے سے قاصر ہی رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔

استاد احمد فاروقؒ بھی اپنی طبیعت اور مزاج کے اعتبار سے ایسے ہی تھے کہ اُن سے عمومی زندگی میں لڑائی جھگڑے اور قتل وقتال کی توقع رکھنا ممکن نہیں تھا مگر رب کی وہ شریعت جسے دنیا میں بالا دست کرنے کی مقدور بھر کوشش ایمان کا لازمی تقاضا ہے وہ انھیں بھی اُس مقام پر لے آیا جہاں اپنی جبلی خواہشات کی بجائے شریعت کی پسند ناپسند کے مطابق ترجیحات متعین کرنا ہوتی ہیں!!! اور اُس رب کی ملاقات کی چاہت میں ہر ملامت کو برداشت کرنا پڑتا ہے!!!

آپؒ کے والدین کریمین تہذیبِ مغرب کے زہر سے بچانے کے لیے جس سچّے جذبے کے ساتھ امریکہ کی سہولتوں والی زندگی کو تج کر پاکستان آئے، استاد جیؒ اسی صداقت کی عملی تصویر تھے......آپ کی ذات ساتھیوں کے لیے واقعی میں ایک نمونہ تھی ایک عام ساتھی سے شروع ہونے والے سفر جہاد پھر بحیثیت استاد شرعی دوروں سے لے کر اپنے مجموعے کے امیر اور آخر پر بلا چون و چرا جہاد کی بہتری اور امت کے فائدے کی خاطر جماعۃ القاعدہ کی قیادت کی جانب سے برصغیر کے لیے نامزد کیے جانے والے امیر حضرت مولانا عاصم عمر صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کے مامور کی حیثیت میں

10 اپریل: صوبہ فاریاب......ضلع المار......بارودی سرنگ دھماکہ......فوجی ٹینک تباہ......9 فوجی ہلاک

کام کرنے پر راضی ہوجانے تک......سب ساتھیوں نے آپ کو عملی طور پر بھی ویسا ہی پایا جیسا آپ اپنے دروس اور ناصحانہ گفت گوؤں میں تھے۔ آپ کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں تھا سب ساتھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ مجاہدین کے مابین محبت والفت سے رہنے والے قائد تھے اور عاجزی اور انکساری کا حسین مرقع تھے۔

آپ کو ہمہ وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کی ذمہ داری یاد رہتی یہاں تک اپنی شہادت سے قبل وصیّت ریکارڈ کرواتے وقت بھی مجاہدین کی صفوں میں پائی جانے والی بے چند اعتدالیوں پر پوری بصیرت کے ساتھ ہمدردانہ تنقید کی اور کسی ملامت کا خوف دامن گیر نہ ہوا۔ آپ تجدد سے بے زار تھے اور اپنی رائے کو ترجیح دینے کی بجائے علمائے کرام سے ہی رہ نمائی لے کر چلنے کو سلامتی کا ذریعہ سمجھتے تھے اور اپنی تقریباً ہر گفت گو میں اس بات کی تاکید کرتے تھے۔

جماعۃ القاعدہ کی قیادت خصوصاً امیر خراسان شیخ مصطفیٰ ابوالیزیدؒ اور علمائے جہاد خاص طور پر شیخ ابو یحییٰ اللیبیؒ اور شیخ عطیۃ اللہؒ سے آپ کا بہت قریبی تعلق رہا اور انہی شیوخ کی رہ نمائی میں آپ نے جہادِ پاکستان کو شریعت کے جادہ مستقیم پر قائم رکھنے کے لیے بھر پور محنت کی جس کے اثرات ان شاء اللہ آئندہ سالوں میں سامنے آئیں گے۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ چاہ کر بھی منزل کی جانب ایک قدم تک نہیں اٹھا پاتے اور اللہ کے کچھ پاکیزہ بندوں کی طلبِ منزل اتنی صادق ہوتی ہے کہ وہ چند قدم ہی اٹھاتے ہیں کہ منزل خود منزلوں پر منزلیں مارتی آتی ہے اور اُن کے قدموں کی دھول مٹی کو اپنی زینت بنالیتی ہے۔ ہم سب کے فاروق بھائی اور استاد جی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔

اے کفر وفساد کے سرچشمے پاکستانی نظام! تم کس گھمنڈ میں ہو اور کاہے کے شادیانے بجا رہے ہو؟! وہ حق اور تمہارے باطل نظام کے بیچ اپنی ظاہری زندگی میں بھی فاروق تھا اور بعد از شہادت اپنی معنوی زندگی میں بھی فاروق رہے گا!!! وہ کل بھی تمہاری آنکھوں میں چبھنے والا کانٹا تھا اور آئندہ بھی رہے گا!!! گزرے کل میں بھی وہ اہل ایمان کے سینوں کی ٹھنڈک تھا اور آنے والے کل کے ہر کٹھن موڑ پر بھی وہ ہمت بندھانے کو ہمارے آس پاس ہی موجود ہوگا!!! ان شاء اللہ......وہ تمہارا کوئی جرنیل نہیں تھا جس کی نام نہاد ڈاکٹرسٹین اُس کی ریٹائرمنٹ کے ساتھ ہی ردی کی ٹوکری میں جا گرتی ہے بلکہ وہ تو جذبوں کو جلا بخشنے والا لازوال کردار ہے!!! جس کا صداقت اور درد سے بھرا حرف حرف بعد والوں کے لیے ایک مکمل لائحہ عمل ہے!!!

اے جماعۃ الدولہ (داعش) کے نادانو! کردار کے سرو قد احمد فاروق کے چہرے پر تھوکنے کی انٹرنیٹ فورمز پر تمہاری اچھل کود تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی!!! اُس کے کردار کی نورانیت پر نہ تم ایسوں کے بغض کی ظلمت کوئی پردہ ڈال سکتی ہے اور نہ مجھ ایسوں کے الفاظ کی پھول کاری کوئی اضافہ کرسکتی ہے!!! کیوں کہ جہاں کردار گواہی دینے کے لیے موجود ہو وہاں الفاظ کی گواہیاں بے معنی ہوجایا کرتی ہیں!!!

اگر کوئی ایسا کلیجہ ہوتا جس میں ایمان اور اتباعِ سنت کا جذبہ راسخ نہ ہوا ہوتا تو اُن آخری ایام میں گزرنے والا ہر لحہ بھی فلاح وصلاح کا ہی نہ سوچ رہا ہوتا!!! آپ محاصرے میں تھے اور انسانی اندازوں کے مطابق موت یقینی تھی مگر ان حالات میں بھی جب وصیّت ریکارڈ کروائی تو تب بھی ایک ہی فکر تھی کہ رب کی رضا کے منافی کوئی عمل نہ اُن سے ہو اور نہ اُن سے رہ نمائی لینے والا کوئی فرد کچھ ایسا کر گزرے!!! اُس وقت بھی موت کی کراہیت دلوں سے ختم کرنے صبر اور تقویٰ کو اختیار کرنے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچّا جاننے اور کتابُ اللہ کو لازم پکڑنے کی نصیحت کر رہے ہیں!!!

بس ہم سب کو ضرورت ہے اپنے رب کی معرفت کی!!! اُس کی تکوینی سنتوں کی پہچان کی!!! سید احمد شہیدؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، حافظ ضامن شہیدؒ جیسے اکابرین کی صورت میں بھی تو اسی برصغیر ہی کو ہیرے جواہرات ملے تھے......مگر......یہاں عمومی سطح پر رب کی ان نعمتوں کا ویسا شکر ادا نہ کیا گیا جو ادا کرنے کا حق تھا......تو اُس قادرِ مطلق ذات نے تاریخ کے پہیے کو پھر سے واپس گھوم جانے کا امر کر دیا......پھر محنت کا ایک لمبا دور گزارنا مقدر کر دیا گیا......اب ایک بار پھر اُس ذات نے پہلے سے بڑھ کر یعنی اب تو دنیا کے شرق وغرب سے اپنی نعمتیں لاکر یہاں ڈھیر کر دیں......مگر ایسا محسوس ہوتا ہے ایک کے بعد ایک اُن کے اُٹھنے سے......شاید تاریخ کے پہیے کو پھر سے واپس ہی گھوم جانے کا امر ہونے والا ہے کہ......عمومی سطح پر ڈھونڈنے والوں کی ایسی بڑی تعداد ابھی موجود ہی نہیں ہے کہ رب باقیوں کی ناشکری سے صرفِ نظر فرمالے......

لیکن! ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا!!!! ابھی نعمتوں کی برکھا رُت روٹھی نہیں ہے......

الحمدللہ! اگر ابھی بھی ہم شکر گزاری کا ارادہ بنالیں تو کفر ونفاق کی آنکھوں کو چبھ چبھ کر اندھا کرنے والے کتنے ہی کانٹے ابھی موجود ہیں......کفار اور منافقین کو ابھی سکون میسر آجانے کا کوئی امکان نہیں...... ان شاء اللہ......استاد جی کی آخری نصیحتوں میں سے ہمت بندھاتی ایک نصیحت پر اپنے اِس ٹوٹے پھوٹے اِظہار کو ختم کرتا ہوں؛

''جمہوری سیاست والے ساٹھ پینسٹھ برسوں میں اپنی اسلام نافذ کرنے والی محنت سے نہیں تھکے تو جہاد کے شرعی رستے سے پاکستان میں اسلام نافذ کرنے کی محنت کی تو ابھی ابتداء ہوئی ہے تو آپ کو تو ویسے ہی مطمئن رہنا چاہیے اور ان صفات کو بہتر کرنے پر وقت صَرف کرنا چاہیے جن سے رب کی نصرت اترتی ہے''۔

☆☆☆☆☆

11 اپریل: صوبہ غزنی......صدر مقام غزنی شہر......پولیس اہل کاروں اور افغان فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول حملے......متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی

محسن امت شیخ اسامہؒ کے کارہائے نمایاں

مصعب ابراہیم

پندرھویں صدی ہجری کی ابتدا اس حال میں ہوئی کہ امت مسلمہ تین صدیوں کی غلامی، کسمپرسی اور ذلت کے بعد عزت، رفعت، عروج اور بلندی کے سفر کو شروع کر رہی تھی۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے ایسا ماحول میسر ہوا کہ منہج نبوی کے مطابق جہاد و قتال کے میدان آراستہ ہونے لگے۔ افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ اس جہادی سفر کے مسافر شرق و غرب کے مسلمان نوجوان ٹھہرے۔ قافلۂ جہاد کے نقیب ڈاکٹر عبداللہ بن عزام شہیدؒ کی پرسوز دعوت اور اجلے کردار کا اثر تھا کہ امت کے ابطال سرفرازیٔ دین کے لیے افغانستان کے محاذ پر جمع ہونے لگے۔ انہی نوجوانوں میں ایک نمایاں نام شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے ساتھ مجاہدین سرخ ریچھ کے مقابل صف آرا ہوئے اور بالآخر سوویت یونین' افغانستان سے اس حالت میں ناک رگڑتا ہوا فرار ہوا کہ اُس کے اپنے حصے بخرے ہوگئے۔ عرب و عجم کے مجاہدین نے اس مبارک جہاد کے بعد بیٹھ رہنا قبول نہیں کیا بلکہ 'مصنوعی خداؤں' کو نابود و ناپید کرنے کے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کی حکمت عملی ترتیب دی۔ اُنہوں نے امریکہ کی صورت میں موجود 'واحد سپر پاور' کو اپنا اگلا ہدف بنایا تا کہ دنیا سے طاغوت کی فرماں روائی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر سکیں اور اللہ کے دین کو کرۂ ارض پر نافذ کر سکیں۔

شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد اب اس قافلۂ سعید کے روح رواں شیخ اسامہ بن لادن قرار پائے۔ آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہر طرح کے وسائل جہاد و قتال کے میدانوں میں لا کر ڈھیر کر دیے۔ یوں اللہ رب العزت نے عصرِ حاضر کے ہبل کو توڑنے کے لیے 'جیش اسامہ' کو کھڑا کیا۔ شیخؒ کو یقینی طور پر محسن امت قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان سطور میں ہم شیخ رحمہ اللہ کے چند نمایاں کارناموں کا اجمالی تذکرہ کریں گے۔ یہاں تو شیخؒ کے کارہائے نمایاں کا اجمالی تذکرہ ہی ہوسکتا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے جو معرکے سر کیے اُن کا مفصل اور جامع احوال تو اُن کے نامۂ اعمال میں ہی درج ہوگا، جو اُن کے رب کے پاس محفوظ ہے اور کچھ عجب نہیں کہ ربِ کائنات نے اُن کا اعمال نامہ حاملین عرش اور فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں نمایاں کیا ہو کہ

ع یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

مسلمانوں کو احساس عروج دینا اور امریکہ کی بالادستی ختم کرنا:

شیخ نے اپنی جد و جہد اور تمام تر کوششوں کا محور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک کو رکھا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام یعلوا و لا یُعلیٰ علیه

''اسلام ہمیشہ بلند ہے، کوئی چیز اس پر برتری نہیں رکھتی ہے''۔

مسلمان جو جہاد افغانستان (اول) سے پہلے دنیا بھر میں مظلومی اور مقہوری کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسلام کا نام لینا خود کو نکّو بنانے کے مترادف تھا، اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا عیب سمجھا جاتا تھا، اپنے اسلاف کے ذکر سے اجتناب ہی میں عافیت جانی جاتی تھی......لیکن جہاد افغانستان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ذہنی غلامی کے اس ماحول کو بدل کر رکھ دیا۔ سوویت یونین کی پسپائی کے بعد امریکہ اسلام کے مقابل آیا تو شیخؒ نے مسلمانوں میں یہ روح پھونکی کہ 'بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے'۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے جو عزت، عروج، تمکنت، بالادستی، علو اور برتری کے وعدے کیے ہیں......ان وعدوں کی تکمیل جہاد و قتال کے میدانوں میں ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا شیخؒ نے امت کے نوجوانوں کو یہ وعدے ازبر کروائے اور ساتھ ہی میادینِ جہاد کی جانب رخ کرنے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق قتال کے فریضے کو سرانجام دینے کی دعوت دی۔ آپؒ فرماتے ہیں:

> ''آج امت مسلمہ کو جن مصائب و آلام کا سامنا ہے، وہ اللہ کے دین اور جہاد کو چھوڑ دینے کا براہ راست نتیجہ ہے۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم سُودی تجارت (عینہ) کرنے لگو گے اور گائے بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی (کی زندگی) میں (مگن ہو کر) مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تمہارے اوپر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو اس وقت تک نہیں ہٹائے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ''۔ یہ حدیث بالکل واضح ہے اور ہم سب پر حجت تمام کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ذلت کی یہ چادر انہی وجوہات کی بنا پر ہمارے اوپر تانی ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں اٹھائی جائے گی جب تک ہم اپنے دین کی طرف واپس پلٹ نہیں آتے۔ لہٰذا میرے مسلمان بھائیو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دین کی طرف رجوع، کبیرہ گناہوں سے اجتناب

11 اپریل: صوبہ غزنی......ضلع مقر......مقامی جنگ جوؤں اور افغان فوجیوں پر حملہ...... 6 اہل کار ہلاک...... 2 زخمی

اور جہاد فی سبیل اللہ کی راہ اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں! اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین صحیح بنیادوں پر قائم ہو تو ہمیں رہ نمائی اور منہج، قرآن وسنت ہی سے لینا ہوں گے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں واضح طور پر سمجھا دی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں اس طرح جہاد کیا کہ جہاد کا حق ادا کر دیا، دین کی بھرپور تبلیغ کی اور اس بارِ امانت سے سبکدوش ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے''۔

اسی طرح شیخ ؒ نے امریکی بالادستی کے خاتمہ کے لیے بھی اہم کردار ادا کیا۔ ایسا کردار...... جو تاریخ میں مرقوم رہے گا...... جس کردار کی روشنی میں امت مسلمہ کی آنے والی نسلیں ہر طاغوت سے انکار کرنے اور فراعینِ عصر کی رعونت کو خاک میں ملانے کو اپنا فرضِ اولین سمجھیں گی۔

سوویت روس کے خاتمے کے بعد امریکہ 'یک قطبی' دنیا (Unipolar world) کے لیڈر ہونے کا دعوے دار بنا۔ اسی عرصہ میں نیو ورلڈ آرڈر متعارف کروایا گیا، جس کی رو سے دنیا میں وہی قانون چلے گا جو امریکہ چاہے گا، دنیا میں اُسی کا چلن ہو جسے امریکہ پسند کرے گا، دنیا میں وہی پنپ سکے گا جو امریکہ کی آنکھ کا تارا ہوگا...... الغرض دنیا کا اوڑھنا بچھونا امریکی اشاروں ہی کے مرہونِ منت ہوگا۔ لیکن خالق کائنات کے سامنے سربسجود ہونے والے خدائی کے اس دعوے دار کو پرِ کاہ کی حیثیت دینے کو تیار اور آمادہ نہیں تھے۔ اسی لیے سوویت یونین سے فارغ ہونے کے معاً بعد مجاہدین نے اپنی تمام تر توجہات کا مرکز امریکہ اور اُس کے باطل نظام کو بنایا۔ وہ امریکہ جو ناقابلِ تسخیر گردانا جاتا تھا...... مجاہدین کے حملوں کی زد میں آ گیا۔ شیخ ؒ کے ہاتھ میں ان مجاہدین کی قیادت تھی جو امریکہ کی خدائی کا انکار کر کے ربِ واحد کی توحید کو دنیا میں عملاً رائج و نافذ کرنا چاہتے تھے۔ شیخ ؒ نے ایسے وقت میں امریکہ کو للکارا جب ساری دنیا اُس کے احکامات کے آگے 'دُم ہلاؤ' پالیسی اپنائے ہوئے تھی۔ آپ نے امریکی عوام کو مخاطب کر کے فرمایا:

> ''ان شاء اللہ ہم امریکہ سے لڑتے رہیں گے، امریکہ کے اندر اور باہر شہیدی حملے جاری رکھیں گے یہاں تک کہ تم ظلم سے باز آ جاؤ، حماقتیں ترک کر دو اور اپنے کم عقل حکمرانوں کو لگام دو۔ یاد رکھو! ہم اپنے شہدا کو ہرگز نہیں بھولتے، خصوصاً وہ جو فلسطین میں تمہارے حلیف یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں...... ان شاء اللہ ہم ان کا بدلہ تمہارے ہی خون سے وصول کریں گے، اسی طرح جیسے یومِ تفریق (گیارہ ستمبر) میں ہم نے کیا تھا۔ جب تک ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار اٹھانے کی سکت ہے ہم تمہارے خلاف لڑتے رہیں گے۔ اور ہمارے بعد ہماری اولاد یہ ذمہ داری سنبھالے گی۔ ہماری مائیں ہم پر روئیں اگر ہم اپنی سرزمین میں تمہارے ناپاک وجود کا ایک ذرہ بھی باقی رہنے دیں!!!''

شیخ ؒ امت کے نوجوانوں کو تسلسل کے ساتھ امریکہ کے مقابل آنے کے لیے ابھارتے رہے۔ اسی تحریض کا نتیجہ گیارہ ستمبر کے معرکوں کی صورت میں سامنے آیا۔ جب دنیا نے 'ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر امریکہ' کی تہذیبی عظمتوں کے نشان ورلڈ ٹریڈ سنٹرز کو زمین بوس ہوتے اور اُن کے ناقابل رسائی پینٹا گون کی عمارت کو خاک میں ملتے دیکھا۔ شیخ ؒ نے اللہ تعالیٰ ہی کی مدد اور نصرت کے ذریعے امریکہ کا 'ہوّا' جو اُس نے کئی دہائیوں کی محنتوں کے بعد پیدا کیا تھا' کو ہوا میں اڑا کر رکھ دیا۔ آپ ؒ نے فرمایا:

> ''سوویت اتحاد کی شکست کے بعد امریکہ ''واحد سپر پاور'' کے طور پر سامنے آیا اور دیگر اقوام پر اپنا سیاسی تسلط جمانے لگا، ہمارے نام نہاد مسلمان حکمران اُس کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ جھک گئے، اس کی وجہ سے وہ مزید جری ہو کر صہیونی عزائم کی تکمیل کے لیے فلسطین میں مزید تباہی پھیلانے لگ گیا۔ ایسے میں اس امت کے بیٹوں کی ایک مختصر سی جماعت نے اس ہٹلرِ زمانہ، ایک سینگ والے وحشی درندے کے خلاف جہاد کا علَم بلند کیا۔ ہم نے اُس کے غرور کا سینگ توڑ ڈالا، اُس کے قلعے کو مسمار کر دیا اور اُس کی عظمت کے مینار کو زمین بوس کر کے رکھ دیا۔ اس کے جواب میں وہ اس زعم میں کہ وہ مجاہدین کی قیادت کو زندہ یا مردہ اپنے کٹہرے میں لا کھڑا کرے گا اور دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا دے گا، ہم پر حملہ آور ہوا۔ اُس وقت اس کی حالت بالکل ابوجہل جیسی تھی جو بدر کے دن اپنی جنگی اور عددی قوت پر اتراتے ہوئے نکلا تھا۔ لیکن ہم نے اُس کا ہتھیار کند ثابت کر دکھایا، اُس کی فوج کو جہنّم کا ایندھن بنا ڈالا اور اُس کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور بہرحال یہ سب کچھ اللہ وحدہ لاشریک کے فضل وکرم ہی سے ہو پایا''۔

امریکیوں کی بزدلی اور میدانِ جنگ سے فرار کی راہ اپنانے کے متعلق شیخ ؒ نے کیا خوب فرمایا:

> ''ہم نے گذشتہ عشرے میں امریکی حکومت کا زوال اور امریکی فوج کی کمزوری دیکھی ہے جو سرد جنگ لڑنے کے لیے تو تیار ہے لیکن طویل جنگیں لڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ یہ بات بیروت میں ثابت ہوئی تھی جہاں میرینز صرف دو دھماکوں کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹوں سے کم میں میدان چھوڑ کر بھاگ سکتے ہیں اور یہی بات صومالیہ میں بھی دہرائی گئی۔ ہم ہر طرح کی صورتحال کے لیے تیار ہیں۔ ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں''۔ (امریکی صحافی جان ملر کے

11 اپریل: صوبہ قندھار...... صدر مقام قندھار شہر...... پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ...... گاڑی تباہ...... 8 اہل کار ہلاک

ساتھ انٹرویو: ۱۹۹۸ء)

دنیا بھر میں امریکیوں کے خوف سے لرزنے والوں کے لیے شیخ کے اس قول میں بہت سبق پوشیدہ ہے، اپنے اس بیان میں شیخ امریکی ''بہادری'' کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں :

''تمہاری یہ جعلی جرأت بیروت میں ۱۴۰۳ھ میں ہونے والے دھماکوں کے بعد کہاں گئی جن مین تمہارے دوسو اکتالیس فوجیوں جن میں زیادہ تر میرینز تھے کی ہلاکت نے تمہارے پرخچے اڑا دیے تھے، اور تمہاری یہ جعلی بہادری عدن میں کہاں گئی تھی جب صرف دو دھماکوں نے تمہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چوبیس گھنٹوں کے اندر وہاں سے فرار ہونے پر مجبُور کر دیا تھا۔

مگر تمہاری سب سے بڑی اور بدترین ذلت کا مقام صومالیہ تھا، جب امریکی طاقت اور سرد جنگ کے بعد امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی سرداری کے دعووں پر کئی مہینوں تک چلنے والی بہت بڑی پروپیگنڈہ مہم کے بعد تم نے بین الاقوامی فوج کے لاکھوں فوجی صومالیہ میں داخل کیے، جن میں اٹھائیس ہزار امریکی فوجی بھی شامل تھے۔ مگر معمولی لڑائیوں میں کچھ درجن فوجیوں کی ہلاکت اور اپنے ایک پائلٹ کے موغادیشو کی سڑکوں پر گھسیٹے جانے کے بعد تم اپنے کندھوں پر شرمندگی، نقصان اور خوف و ہراس کا بوجھ اٹھائے مایوسیاں، ذلت اور شکست اور اپنے مردہ فوجیوں کی لاشیں اپنے دامن میں سمیٹے وہاں سے فرار ہو گئے۔ اور کلنٹن پوری دنیا کے سامنے ان دھمکیوں اور وعدوں کے ساتھ نمودار ہوا کہ وہ انتقام لے گا جبکہ یہ دھمکیاں صرف فرار کا ایک بہانہ ثابت ہوئیں، اور پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر ذلت مسلط کی اور تم وہاں سے بھاگے اور تمہاری کمزوری اور نامردی کی انتہا ہو گئی۔ ان تین اسلامی شہروں 'بیروت، عدن اور موغادیشو میں تمہاری ذلت آمیز شکست خوردگی کے منظر نے ہر مسلمان کے دل کو راحت بخشی اور مومنوں کے سینوں کے لیے شفا بن گیا''۔ (دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قابض امریکیوں سے اعلان جہاد)

مسجد اقصیٰ کو دنیا کا مسئلہ نمبر ایک بنانا:

شیخؒ نے مسجد اقصیٰ کو دنیا کا اولین مسئلہ گردانا اور بالآخر تمام دنیا سے منوایا کہ مسئلہ فلسطین سب سے اہم مسئلہ ہے۔ آپؒ نے امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے امت مسلمہ! بے شک فلسطین اور اس کے باشندے تقریباً ایک صدی سے یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں فتنہ و فساد برداشت کر رہے ہیں۔ ان دونوں گروہوں نے ہم سے فلسطین مذاکرات کے ذریعے نہیں بلکہ طاقت کے زور پر حاصل کیا ہے۔ لہٰذا اس کی واپسی کا راستہ بھی یہی ہے کیونکہ لوہا ہی لوہے کو کاٹتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے کفار کا زور توڑنے کا راستہ واضح کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ تُكَلَّفُ إِلاَّ نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ أَن يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْساً وَأَشَدُّ تَنكِيْلاً (النساء: ۸۴)۔

''چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں لڑیں، آپ صرف اپنی ہی ذات کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں اور آپ مومنوں کو رغبت دلائیں، امید ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ بہت سخت ہے لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں''۔

اس لیے قتال اور اس کی ترغیب کے ذریعے ہی کفار کا زور ٹوٹے گا۔

بیت المقدس کے جہاد اور اُن کے مابین رکاوٹ بس اتنی سی ہے کہ وہ شرکیہ جمہوریت کے دھوکے میں غرق جماعتوں اور گروہوں کے افکار کو ترک کر دیں اور دجلہ و فرات کی سرزمین میں برسرِپیکار مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر اپنے مورچے سنبھال لیں۔ امداد باہمی کے اس جذبے اور اللہ پر خالص توکل کی بدولت ہی نصرتِ الٰہی کا حصول ممکن ہے۔ پھر اسی کے نتیجے میں اقصیٰ کی بابرکت سرزمین کی جانب پیش قدمی ہوگی اور باہر سے آنے والے مجاہدین اندر موجود مجاہدین کو مضبوط کریں گے۔ وہ ہمارے لیے حطین کی یاد دوبارہ سے تازہ کریں گے اور اللہ کے حکم سے اس عظیم نصرت سے مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی''۔

شیخ نے گیارہ ستمبر کی مبارک کارروائیوں کی بنیادی وجہ بھی فلسطین ہی کو قرار دیا۔ آپؒ نے ان کامیاب معرکوں کے بعد امریکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے تاریخی الفاظ میں قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا:

''میں اُس اللہ عظیم و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند فرمایا...... نہ تو امریکہ اور نہ ہی امریکہ والے سکون کا سانس لے سکیں گے، جب تک ہم حقیقی معنوں میں فلسطین میں امن و سکون سے نہیں رہیں گے اور جب تک ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام کافر فوجیں نکل نہیں جاتیں''۔ (معرکہ گیارہ ستمبر کے بعد خطاب)

اہل فلسطین کو حوصلہ دیتے ہوئے اور اُن کی ہمت بندھاتے ہوئے آپؒ نے یہ تاریخی الفاظ کہے:

''ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تمہارے بچوں کا خون ہمارے بچوں کا خون ہے اور تمہارا خون ہمارا خون ہے، پس خون کا بدلہ خون سے اور تباہی کا بدلہ تباہی سے لیا جائے گا۔ ہم رب العزت کو گواہ بنا کر کہتے

11 اپریل: صوبہ فاریاب............ضلع پشتون کوٹ............امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں سے کمانڈر سمیت 11 مسلح جنگ جوؤں نے ہتھیار ڈال دیے

ہیں کہ ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ یا تو ہمیں فتح حاصل ہوجائے یا پھر ہم اُسی انجام کا مزہ چکھ لیں جو حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حصّے میں آیا۔ہم تمہیں یہ خوش خبری بھی سنانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نصرت کے لیے لشکر چل پڑے ہیں اور یمن سے آنے والی مدد ونصرت بھی ان شاءاللہ اب رکنے نہ پائے گی''۔(جدید صلیبی جنگیں حصّہ اول)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں

''ہم اللہ کے حکم سے فلسطین کے بالشت بھر حصّے سے بھی ہرگز دست بردار نہ ہوں گے،جب تک اس زمین پر ایک بھی سچّا مسلمان بستا ہے۔جو کانٹا بوئے گا وہ انگور کی فصل نہیں کاٹ سکتا''۔(اسرائیلی غاصبانہ قبضے کے ساٹھ سال اور خطے میں محاذ آرائی کی وجوہات:مغربی عوام کے نام پیغام، ۱۴۲۹ھ)

بلادِ حرمین پر امریکی قبضہ کو نمایاں کرنا:

مسجد اقصیٰ اور فلسطین پر قبضہ کے بعد صلیبی وصہیونی اتحاد نے سرزمین حرمین کی طرف اپنے ناپاک قدم بڑھائے۔۱۹۹۰ء کویت پر عراق کے قبضے کو آڑ بناتے ہوئے امریکی افواج سعودی نظام حکومت کی غداری کے باعث سرزمین حرمین میں داخل ہوگئیں۔اور آج بھی حرمین الشریفین کے قرب و جوار میں ناپاک امریکی موجود ہیں۔جب کہ حال یہ ہے کہ امت مسلمہ کی اکثریت اس معاملہ سے بالکل لاتعلّق ہے۔اُنہیں سرے سے احساس ہی نہیں کہ بیت اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین پر کیا بیت رہی ہے۔آل سلول (جزیرۃ العرب پر مسلط حکمران طبقہ) کا سردار آج بھی امت کے بیشتر افراد کی نظر میں ''خادم الحرمین الشریفین'' ہے۔شیخؒ فرماتے ہیں:

''آج امت کا سب سے گہرا گھاؤ وہ ہے جو دشمنوں نے اس کے مقدس ترین مقام،اللہ کے گھر......بیت عتیق......خانۂ کعبہ کی سرزمین پر لگایا ہے......اس سرزمین پہ جہاں ہمارے محبُوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے۔اس سے پہلے ہماری ہی غفلتوں اور اغیار کی سازشوں سے ہم سے ہمارا قبلۂ اول اور واقعۂ معراج کی یادگار،مسجد اقصیٰ چھنوائی۔آج صلیبی صہیونی اتحاد ہمارے دوسرے مقدس مقام،سرچشمۂ اسلام،سرزمین حجاز میں اپنے ناپاک پنجے گاڑ چکا ہے۔اور یقیناً ہمارے پاس اللہ بزرگ و برتر کے سوا کوئی بچاؤ اور قوت نہیں۔بلاشبہ ہمارے باقی زخم بھی رِس رہے ہیں لیکن سرزمینِ مکہ و مدینہ پر لگنے والا یہ گھاؤ سب سے زیادہ تکلیف دہ اور سب سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر آج تک......اس امت کی پوری تاریخ میں ہم پر کبھی اتنی بڑی مصیبت نہیں ٹوٹی۔کفار کو کبھی بھی یہ جرأت نہیں ہوئی تھی کہ وہ اللہ کے گھر کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔آج یہ مقدس زمین امریکی فوجیوں کی چراگاہ اور یہود و نصاریٰ کی خبیث خواتین کے لیے تفریح گاہ بن چکی ہے......یہ ناپاک وجود اُس زمین کو اپنے پیروں تلے روند رہے ہیں جو ہمارے محبُوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے،جہاں جبرائیلِ امین آسمان سے وحی لے کر،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتے تھے۔آخر کب تک مسلمان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت اور اس کے گھر کے دفاع سے غافل ہو کر بیٹھے رہیں گے؟ دنیا بھر کے اہل ایمان آخر کب اٹھیں گے؟ کب صلیبیوں اور صہیونیوں کی نجاست سے اس مقدس زمین کو پاک کریں گے؟ یہ تو اللہ رب العزت کا حکم ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُواْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَـذَا(التوبة:۲۸)

''اے ایمان والو!مشرک بالکل ہی ناپاک ہیں!پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں''۔

کیا مسلمان بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے مرض الموت میں ایسا ہی حکم صادر فرمایا تھا کہ

اَخرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَب

''،مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو''

امریکی افواج کو سرزمین مکہ و مدینہ میں داخل ہوئے دس سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے[یاد رہے شیخ کی یہ تقریر ۲۰۰۰ء کی ہے]۔اللہ کی قسم! آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جزیرۂ عرب کے قید خانوں میں بند ہیں جب کہ امریکیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین میں دندنانے کی......عیش اُڑانے کی کھلی چھٹی ہے! کیا لوگوں کے سینوں میں ایمان کی کوئی رمق باقی نہیں بچی؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے لوگوں کی غیرت ختم ہوگئی؟''(اے اللہ صرف تیرے لیے)

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''یہ مت سمجھو کہ اسلحہ کی کثرت سے نصرت آتی ہے،نہ یہ سمجھو کہ مال کے ذریعے جلدی کامیابی ملتی ہے،بلکہ نصرت تو نیکوکاروں کی دعاؤں سے اترتی ہے''۔
شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

13اپریل:صوبہ لغمان......ضلع قرغئی......امریکی فوجیوں پر امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار کا حملہ......11امریکی فوجی ہلاک

عرب کا شاہزادہ......واقعات کے آئینے میں

مرتب: داداللہ مجاہد

حج عمرہ پر جانے والے حضرات مسجد نبویؐ کی جدید پرشکوہ تعمیرات دیکھ کر حیرت واستعجاب میں ڈوب جاتے ہیں۔ بے مثال خوب صورتی کی حامل یہ تعمیرات شیخ اسامہؒ کی زیرنگرانی مکمل ہوئیں۔ اسامہ کے والد محمد بن لادن کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت مسجد حرام، مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو اور سابق تعمیرات کی دیکھ بھال کا نگران ہونے کا شرف بخشا تھا۔ مسجد حرام اور مسجد نبویؐ کی ترکی تعمیر کے بعد تمام تعمیرات شیخؒ کے والد محمد بن لادن اوران کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں خصوصاً شیخؒ نے جاری رکھیں۔ سرزمین حرمین کے ننانوے فی صد مقدس مقامات اور اہم یادگاریں بن لادن کمپنی کی ہی تعمیر کردہ ہیں۔ مسجد نبویؐ کی نئی تعمیر کو آج جدید دنیا کی سب سے خوب صورت وسیع وعریض اور بے مثال تعمیر قرار دیا گیا ہے۔ اس تعمیر کے ڈائریکٹر خود شیخؒ تھے۔ انہوں نے ذاتی شوق اور دل چسپی سے اس تعمیر کو پائیدار اور عدیم النظیر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک مرتبہ افغانستان میں شیخؒ نے علما کی مجلس میں بتایا کہ:

''سرزمین حجاز کے بیشتر مقدس مقامات، یادگاریں اور مشہور مساجد ہم بھائیوں نے مل کر بنائیں، جب مسجد نبویؐ کی موجودہ تعمیر کا منصوبہ بنا تو میں نے اصرار کرکے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اس کی نگرانی بہرصورت مجھے دی جائے۔ چنانچہ بھائیوں نے میری زندگی کی عظیم تمنا پوری کرتے ہوئے مجھے جدید تعمیرات کا ڈائریکٹر مقرر کردیا۔ جہاد افغانستان شروع تھا، میں کچھ وقت جلال آباد کے پہاڑوں میں روسیوں کے سامنے والے مورچوں میں گزرتا پھر مسجد نبویؐ کی یادستاتی اور نئی تعمیر کی نگرانی کے لیے مدینہ منورہ پہنچ جاتا''۔

اتنا بتا کر شیخؒ کی آواز بھرّانے لگی اور آنسو رخساروں پر ڈھلکنے لگے۔ شیخؒ نے گلوگیر آواز میں کہا:

''اللہ جانتا ہے کہ میں نے کس شوق سے اور کیسے جدید وسائل کو استعمال کرکے مسجد نبویؐ کی تعمیر کی تھی۔ مگر بالکل اختتامی مراحل پر مجھے ہجرت پر مجبُور کردیا گیا''۔

شیخؒ نے جب نہایت گلوگیر اور حسرت آمیز لہجے میں کہا کہ:

''امریکی ظالموں نے مجھے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں، جو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے تعمیر کی تھی، ایک سجدہ بھی نہ کرنے دیا......''

تو وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے، ان کی ہچکی بندھ گئی۔ حاضرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو رونہ رہا ہو۔ اس دن شیخؒ پر مسجد نبویؐ کے فراق کا صدمہ اس قدر غالب آیا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے اور روتے ہوئے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ یہ تھے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچّی محبت رکھنے والے ولی صفت مجاہد ومہاجر فی سبیل اللہ......

شیخ عبداللہ عزامؒ نے ایک مرتبہ علما کی مجلس میں کہا تھا کہ ''اگر کوئی شخص کہے کہ اسامہ ولی اللہ نہیں ہیں تو پھر اس روئے زمین پر کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہے''۔

....

ایک دفعہ یمنی فورسز نے شیخؒ کے کچھ قریبی ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔ یہ گیارہ ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے کی بات ہے۔ یہ کُل چودہ (۱۴) بھائی تھے۔ شیخؒ نے یمن کے حاکم علی عبداللہ صالح اور اِس کی حکومت کو پیغام بھیجا کہ فلاں فلاں اشخاص کو جیل سے رہا کردو۔ یہ میرا حکم ہے وگرنہ میری طرف سے تمہیں کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا اور زمانہ تم پر مصیبتیں لائے گا۔ حاکمِ یمن کو ذلیل ورسوا ہوکر، شیخؒ کی بات ماننا پڑی اور اِس نے عزت واحترام کے ساتھ ان بھائیوں کو رہا کردیا کیونکہ وہ شیخؒ کی دھمکی کا مطلب جانتا تھا کہ وہ جب بھی کوئی وعدہ کرتے ہیں، تو پورا بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ تمام بھائی پھر سے افغانستان کی طرف چلے آئے اور اپنے شیخؒ کی جانب سے مقرر کردہ جہادی ذمہ داریوں میں پھر سے مشغول ہوگئے۔

....

شیخؒ کی عادت تھی کہ وہ بھائیوں کی خبرگیری اور اُنہیں ڈھونڈنے کے لیے مساجد، ہسپتالوں اور دیہاتوں وغیرہ میں اکثر جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک ہسپتال میں داخل ہوئے، وہاں دو سگے بھائی لیٹے ہوئے تھے۔ شیخؒ جانتے تھے کہ وہ بیمار ہوکر یہاں علاج کے لیے داخل ہیں۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ لیٹے ہوئے تھے۔ شیخؒ نے اُن کے پیر ہلا کر اُنہیں جگایا، تو وہ بیدار ہوگئے اور جب اِنہوں نے دیکھا کہ جگانے والے شیخؒ ہیں، تو کہنے لگے کہ:

''شیخ براہِ مہربانی ایسا مت کریں، یہ آپ کا مقام نہیں''......شیخؒ نے کہا کہ ''یہ ہمارے ذمّہ آپ کا حق ہے''۔ یہ دو بھائی، اُن اُنّیس (۱۹) افراد میں سے تھے جنہوں نے ستمبر گیارہ کے مبارک حملوں میں امریکہ کو تباہ کیا۔

13 اپریل: صوبہ جوزجان...................ضلع خم آب...................بارودی سرنگ دھماکہ...................فوجی ٹینک تباہ................... 2 افغان فوجی ہلاک

صلیبی جنگ شروع ہونے سے پہلے شیخؒ کے کچھ ساتھیوں کو ایران نے گرفتار کرلیا، تو شیخؒ نے اُنہیں دھمکی دی اور کہا کہ "اِنہیں باعزّت رہا کردو، ہم نے ابھی تک اپنی بندوقوں کا رُخ تمہاری طرف نہیں موڑا"۔ چنانچہ اُنہوں نے اِن سب کو رہا کردیا۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے شیخؒ اپنی ایک ویڈیو میں اِس طرح سامنے آئے کہ آپ کے پیچھے آپ کی بندوق اور بندوق کے پیچھے دنیا کا نقشہ تھا اور آپ کی بندوق کا رُخ اِتفاقاً ایشیاء کے جنوب مشرق میں واقع کسی ریاست کی طرف تھا چنانچہ اِس ریاست نے افغانستان میں شیخؒ کے پاس اپنا ایک وفد بھیجا اور اُنہیں خوش کرنے کے لیے مالِ کثیر اور تحائف پیش کیے تاکہ وہ انہیں ان کے علاقے میں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

....

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد شروع جنگ میں بمباری کے دوران شیخؒ تورابورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہوگیا کہ سب بھائی خیریت سے اُتر چکے ہیں۔یعنی خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہوگئے، تو پھر خود بھی باہر آگئے۔

....

ایک دفعہ ایک حجازی بھائی، بم باری کے دوران میں تورابورا کے پہاڑی سلسلے کی کسی خندق نما غار میں داخل ہوا، وہ نہیں جانتا تھا کہ یہاں کون ہے؟ اِسے وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ملے، اُن کے پیچھے چراغ روشن تھے۔ اِس کے باوجود وہاں شدید اندھیرا تھا (اِن غاروں میں کبھی روشنی داخل نہیں ہوئی چنانچہ وہ دن کے اوقات میں بھی شدید تاریک ہوتے ہیں) اور غار میں فوری داخلے کی وجہ سے وہ اُن کے چہرے نہیں دیکھ رہا تھا لیکن یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہیں چنانچہ اس نے بلند آواز میں کہا: (آپ کون لوگ ہیں؟ اپنے بارے میں بتائیں؟ اِس نے پھر سے کہا کہ اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟ ہم اِن خوب صورت چہروں کو پہچانتے نہیں ہیں) تو غار میں بیٹھا ہوا ایک بھائی مسکرایا، پھر غار میں داخل ہونے والے بھائی نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کا بھائی ایمن الظواہری ہوں۔ یہ سن کر اُس نے بڑی مشکل سے اپنا تھوک نِگلا اور دوسرے سے پوچھا آپ کون ہیں؟ (سارے بھائی مسلسل مسکرا رہے تھے)، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ کا بھائی اسامہ بن لادن ہوں، تو وہ کہنے لگے کہ: "محترم شیخ! آپ کہاں ہیں؟ میں آپ کے سر کا بوسہ لینا چاہتا ہوں"......اور پھر وہ تمام شیوخ کے نام پوچھ کر، اُن کے سروں کے بوسے لینے لگے اور کہنے لگے: "میں غلطی سے یہاں آگیا۔ معذرت چاہتا ہوں"۔

....

شیخؒ کی عادت تھی کہ وہ کھانے پینے کے لیے بھائیوں کے ساتھ کہیں بھی شریک ہوجاتے اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پیتے۔ اُنہوں نے اپنی جگہ مختص نہیں کی ہوئی تھی۔ جو سب کھاتے، وہی آپ بھی کھاتے گویا وہ ان کے امیر یا لیڈر نہ ہوں اور جو بھی ان کے قریب بیٹھتا، تو آپ اپنے ہاتھ سے گوشت وغیرہ اُس کے آگے کرتے۔

....

شیخؒ، بھائیوں کے ساتھ مذاق اور دل لگی وغیرہ بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بھائی آپؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں افغانستان میں رہنا نہیں چاہتا، میں دنیاوی زندگی کی زیب وزینت نہیں چاہتا، میں شیشان جانا چاہتا ہوں، تو شیخؒ نے اپنے قریب پڑی ہوئی مٹی میں سے مٹھی بھر کر بطورِ مزاح کہا کہ: "کیا دنیاوی زندگی کی زیب وزینت ایسی ہوتی ہے؟" (یعنی یہاں افغانستان میں سوائے مٹی کے اور کیا ہے؟)۔

....

ایک دفعہ ایک بھائی نمازِ جمعہ کے لیے مسجد میں آیا، تو اُس نے دیکھا کہ شیخؒ چادر لپیٹے خطیب کی آمد سے پہلے موجود ہیں۔ بھائی نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں خطبہ نہیں سنوں گا، بس شیخ پر نگاہ رکھوں گا (بھائی نے یہ بات شیخؒ سے شدید محبت کی وجہ سے کہی تھی)۔ شیخؒ نے اپنی جیب سے چھوٹے سائز کا ایک مصحف نکالا اور اُسے پڑھنا شروع کردیا، پھر اچانک ہی اُنہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور آسمان کی جانب دیکھ کر غور کرنا شروع کردیا۔ تقریباً ایک گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ دیر تک اِسی کیفیت میں رہے۔ یہ نہیں جانتے کہ شیخؒ کو کس آیت نے غور وفکر کرنے پر مجبور کردیا تھا حتیٰ کہ خطیب آئے اور اُنہوں نے سلام کیا، تو شیخؒ نے مصحف بند کیا اور خطبہ سننے لگے۔

....

ایک دفعہ سوڈان میں ایک بوڑھی خاتون نے شیخؒ کا کپڑا پکڑ لیا اور کچھ مانگنے لگی۔ شیخؒ اجنبیوں سے بہت شرماتے تھے۔ اُس وقت اُن کے پاس کچھ بھی نہ تھا چنانچہ اُنہوں نے کسی بھائی سے بہت سا مال منگوایا اور اُس بوڑھی خاتون کو دے دیا۔ اُس بڑھیا نے وہ مال لیا اور اپنے گھٹنوں کے بل گر کر رونے لگی اور گڑگڑا کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے شیخؒ کے حق میں دعا کرنے لگی۔

....

ایک دفعہ ایک بھائی آیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب تورابورا میں انتہائی مشکلات کے دن تھے اور ابھی صلیبی جنگ شروع ہوئی تھی۔ اس بھائی کے پاس اسلحہ نہیں تھا، تو شیخؒ خود کھڑے ہوئے اور اپنے بیٹے کا اسلحہ لے کر اُس بھائی کو دے دیا۔

....

13 اپریل: صوبہ کاپیسا..............ضلع تگاب..............افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ..............4 فوجی ہلاک..............3 زخمی

شیخؒ بہت خاموش رہنے والے اور غور وفکر کرنے والے شخص تھے۔ایک دفعہ جب وہ روس کے خلاف جنگ میں پہاڑی پر تھے، تو کسی نے اُن سے پوچھا کہ وہ کیا سوچتے رہتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا کہ میں امریکہ کے خلاف جنگ کا سوچتا ہوں۔

شیخؒ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے صف بستہ رہنماؤں سے اُنہیں متحرک اور ان کا حوصلہ بڑھانے کے لیے کہتے: ''اگر تم صبر کرسکو، تو میں تمہارے ساتھ پتے اور خشک گھاس کھانے کو بھی تیار ہوں۔ان شاءاللہ''۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد اور صلیبی جنگ سے کچھ دن پہلے شیخؒ نے بہت مختصر سے عرصے میں معسکر فاروق کے نزدیک اپنی ذاتی رقم سے بہت سے گھر بنوائے۔اُن کے نہ دروازے تھے نہ کھڑکیاں لیکن طیارے اُنہیں دیکھ کر یہی سمجھتے تھے کہ یہ حقیقی گھر ہیں۔پھر دو بھائیوں کو حکم دیا کہ وہ پہاڑ (یہ پہاڑ معسکر کے سامنے تھا اور قباء کے نام سے مشہور تھا) پر بیٹھ کر امریکی بمباری کا آخر تک نظارہ کریں۔بھائی کہنے لگے کہ امریکہ نے ہر گھر پر میزائل اور بم پھینکے اور اُن میں سے ایک گھر بھی باقی نہیں بچا۔اِس طرح شیخؒ اُن کا مالی نقصان کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ شیخؒ نے بعض بھائیوں کو حکم دیا کہ لالٹین خریدیں اور کہا کہ اِنہیں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر روشن کر کے رکھ دیا کریں اور ہدایت کی کہ غروبِ آفتاب سے کچھ دیر پہلے روشن کیا کریں اور اندھیرا ہونے سے پہلے وہاں سے چلے جائیں تاکہ جب اندھیرا چھا جائے، تو وہ لالٹین روشن ہوجائیں اور ایسا محسوس ہو کہ ارد گرد کچھ مجاہدین بیٹھے ہیں جبکہ بھائی وہاں سے جا چکے ہوتے تھے۔چنانچہ امریکی کافر حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بمباری شروع کردیتے۔اِس طرح اُن کا نقصان کئی لاکھ ملین ڈالر تک پہنچ گیا جبکہ بھائیوں کے چند چراغ گل ہوتے۔

....

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد اور امریکہ ملعون کی صلیبی جنگ کی ابتدا سے کچھ دن پہلے ایک دفعہ ایک بھائی شیخؒ کے گھر میں داخل ہوا تاکہ اُن کی ضروریات کا سامان وہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ پر منتقل کرے، تو اُس بھائی نے گھر میں صرف ایک چھوٹا سا کھولی نما کمرہ دیکھا، جہاں صرف ایک جائے نماز بچھ سکتی تھی۔وہ بھائی سمجھا کہ شاید یہ کوئی اسٹور ہے اور شیخؒ کی آمد سے پہلے اُنہوں نے اُسے خالی کردیا، تو شیخؒ کا بیٹا اُس سے کہنے لگا: ''نہیں، اِس حجرے میں میرے والد تنہا رہتے تھے''۔

....

شیخ اسامہؒ اور فقہ حنفی:

امام فقہ حنفی امام محمد رحمہ اللہ کی جہاد پر پچاس ضخیم جلدوں میں کتاب ہے جس کا نام السیر الکبیر ہے۔امام محمد رحمہ اللہ نے جہاد کے موضوع پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں لیکن زندگی کی آخری کتاب یہی السیر الکبیر ہے۔اس کی ضخامت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ پچاس جلدوں پر مشتمل ہے۔خلیفہ ہارون الرشید نے جب یہ کتاب اپنے لیے منگوائی تو تعمیل حکم کے لیے بیل گاڑی منگوانا پڑی۔تاکہ کتاب کی ضخیم جلدوں کو بیل گاڑی پر لاد کر لے جایا جاسکے۔

پانچویں صدی کے فقیہ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے بعض حصوں کی تشریح لکھی تھی۔یہ وہ امامِ حق ہیں جنہیں حکومت وقت نے حق گوئی کی پاداش میں جیل کے کنویں میں ڈال رکھا تھا۔ہزاروں طلبہ کنویں کی منڈیر کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے اور امام سرخسیؒ کنویں سے امام محمدؒ کی تصنیف زبانی پڑھا کر اس کی شرح فرماتے۔مولانا عبداللہ شہیدؒ (اسلام آباد) فرماتے ہیں کہ یہ کتاب نایاب تھی اور مجھے اس کی بہت تلاش تھی راقم الحروف کو پتا چلا تھا کہ امام سرخسی کی شرح دستیاب ہے کئی سالوں سے تلاش تھی۔قریب تھا کہ میں مایوس ہوجاتا مگر میری خوش قسمتی کہ عالمی جہاد کے روح رواں سعودی ارب پتی مجاہد شیخ اسامہؒ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے کہا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیر کبیر میں لکھا ہے کہ کفار کو لوہا فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس سے ہتھیار بنا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے۔شیخؒ نے کہا کہ میں پاکستان کے علمائے احناف سے پوچھتا ہوں کہ جب لوہا فروخت کرنا جائز نہیں تو یہود و نصاریٰ کو پیٹرول فروخت کرنا کیسے جائز ہوگا؟ جو آج کی جنگوں میں اساسی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے، ٹینک، طیارے، اور دیگر جنگی گاڑیاں اور ساز و سامان سب ہی تیل پر موقوف ہے۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ پاکستان جائیں تو میری طرف سے علمائے کرام کی خدمت میں یہ استفتا ضرور پیش کریں۔

شیخؒ اسامہ نے کہا کہ یہ الگ بات ہے کہ خلیج کا تیل یہود و نصاریٰ کو برائے نام قیمت پر ہی فروخت ہورہا ہے۔کیا یہ لمحۂ فکریہ نہیں ہے کہ ۱۹۷۵ء میں ایک بیرل چالیس ڈالر کا تھا اور آج وہی بیرل تیرہ ڈالر میں دیا جارہا ہے! جبکہ ۱۹۷۵ء کے بعد اشیاء کی قیمتیں کہاں تک پہنچ گئی ہیں؟

میں نے شیخؒ اسامہ سے پوچھا: ''سیر کبیر'' دستیاب ہے؟

انہوں نے فرمایا اس کی شرح نہ صرف دستیاب ہے بلکہ میرے پاس موجود ہے اگر آپ چاہیں تو آپ کو ہدیہ دے دوں؟

اس وقت مجھے جو مسرت ہوئی وہ ایک قلبی، روحانی اور ایمانی کیفیت تھی جسے زبان سے بیان کیا جاسکتا ہے نہ ہی قلم سے تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔

....

شیخ اسامہؒ کی والدہ کا خواب:

جب شیخؒ کو سوڈان سے چلے جانے کو کہا گیا تو شیخؒ نے فرمایا کہ میں اپنی ماں

14 اپریل: صوبہ لوگر............ضلع چرخ............امریکی اور افغان فوجی قافلے پر مجاہدین کا حملہ............10 افغان فوجی ہلاک............3 زخمی

کے حکم کے بغیر کہیں نہیں جا سکتا۔ پھر انہوں نے اپنی والدہ کو فون کیا تو انہوں نے کہا کہ چند روز کے بعد تمہیں بتاؤں گی کہ کہاں جانا چاہیے۔

چند روز بعد والدہ نے اپنے بیٹے کو فون پر بتایا کہ انہوں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور درمیان میں اسامہ بن لادن بیٹھے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسامہ کو تھپکتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اسے کہاں بھیجیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اسے افغانستان بھیج دیتے ہیں۔ اس سے بڑا واضح مطلب ہے کہ امریکہ اور مغرب کو یہ سمجھا سکیں کہ جس انسان کے آپ دشمن بنے ہوئے ہیں اس کی حفاظت اللہ کے حکم سے یہ جلیل القدر انبیا فرما رہے ہیں اور جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کر رہے ہوں وہ انسان کبھی غلط ہو سکتا ہے؟

....

اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟

''شیخ! میں آپ کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں''۔ بولنے والے کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا۔ شیخ ؒ نے اسے کہا ''ضرور دکھاؤ''۔ لیپ ٹاپ پر ایک ویڈیو چلنا شروع ہوئی۔ یہ فلسطین تھا، اجڑے، بکھرے اور لٹے پٹے اسلامی ملک کا منظر ابھرا۔ شیخ ؒ کی آنکھوں میں تجسس کی لہر ابھری اور وہ دنیا سے بے خبر ہو کر ویڈیو میں گم ہو گئے۔ ایک چھوٹا سا بچہ فلسطینی پرچم میں لپٹا ہاتھ میں شیخ ؒ کی تصویر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے ہاتھ کی انگلی سے اسامہ کی تصویر کی طرف اشارہ کیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کی رم جھم برسات کی طرح شروع ہو گئی۔ آہوں، آنسوؤں اور سسکیوں میں بچے کی آواز ابھرتی ہے: ''اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟ اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟ اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے؟''۔

بچہ یہ الفاظ دہرا رہا تھا اور رو رہا تھا۔ منظر دیکھ کر شیخ ؒ پر بے خودی طاری ہو گئی۔ بے اختیار آنسو بہنے لگے، آہیں اور سسکیاں بلند ہوئیں۔ گلوگیر آواز میں شیخ ؒ نے کہا: ''اسامہ سے اب تم کیا چاہتے ہو؟ اپنے پرائے اس کے دشمن ہو چکے، دنیا اس کو مارنے کے درپے ہے''۔ ایک بار پھر آنسوؤں نے الفاظ کو شکست دے دی۔ اسلام کا مجاہد ایک بار پھر بے خود ہو گیا۔ روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔ گھر لے جایا گیا، جس لمحے ہوش آتا، بچے کے الفاظ ذہن کے دریچوں پر دستک دیتے۔ پھر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ تین دن بعد ان کی حالت درست ہوئی۔

....

حضرت خالدبن ولیدرضی اللہ عنہ کی شخصیت کاآئینہ دار:

شیخ ؒ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی آپ بیتی اچھی لگتی تھی۔ وہ بچپن سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھی جانے والی کتابیں پڑھتے آئے تھے۔ ایک دن انہوں نے کتاب اپنے سرہانے رکھی اور خود سے سوال کیا: ''ولید (حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے والد) کے اور بھی بچے ہوں گے لیکن کسی مورخ نے ان بچوں کا ذکر نہیں کیا، کیوں؟''۔ وہ سوچتے رہے اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچے کہ لوگ اس دنیا میں اپنے کارناموں سے یاد رکھے جاتے ہیں مال و دولت، تجارت و کاروبار کبھی کسی بندے کو تاریخ میں زندہ نہیں رکھتا۔ انہوں نے سوچا کہ غزوۂ احد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک حجاز میں ہزاروں لوگ تاجر ہوئے ہوں گے...... انجینئر اور طبیب بھی بہت ہوئے ہوں گے لیکن تاریخ نے کسی کو بھی ذکر کے قابل نہ سمجھا لیکن جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام آتا ہے تو مورخ جذباتی ہو جاتے ہیں اور پھر ان کے کارناموں کے ذکر میں بہتے چلے جاتے ہیں۔

ماں کی خواھش اور قدرت کا انعام:

انہوں نے سوچا مجھے بھی ایک ایسی ہی شخصیت بننا چاہیے۔ جو اللہ کے راستے میں خالدؓ کی طرح جہاد کرے مگر اُن کی والدہ......وہ انہیں ان کے سوتیلے بھائیوں کی طرح کاروبار میں دیکھنا چاہتی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر شیخؒ نے کاروبار میں دلچسپی نہ لی تو اربوں ڈالر کا کاروبار ان کے بھائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا اور انہیں اور ان کے بیٹے اسامہ کے حصّے کچھ نہیں آئے گا۔ وہ شیخ ؒ کو کہا کرتی تھیں: ''اسامہ دیکھو! اگر تم انسان نہ بنے تو پانچ سال بعد سڑکوں پر بھیک مانگتے پھرو گے......'' لیکن شیخ ؒ نے ان کی بات سنی اَن سنی کر دی۔

....

گھڑسواری اور شیخ اسامہؒ:

شیخ ؒ کو ابتدائی زندگی میں گھڑ سواری اور کسی حد تک مطالعے کا شوق تھا۔ گھڑ سواری انہوں نے ایتھوپیا کے ایک گھڑ سوار سے سیکھی، عبدل ان کے والد کا خادم تھا۔ وہ محمد بن لادنؒ کے اصطبل میں گھوڑوں کی نگرانی کرتا تھا۔ شیخؒ تقریباً روزانہ اصطبل میں جایا کرتے تھے۔ شیخ کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے عبدل نے انہیں گھڑ سواری کا درس دینا شروع کر دیا۔ گھوڑے کون کون سے ہوتے ہیں......کس نسل کے کیا اوصاف ہیں......گھوڑے کو سدھارنا کیسے چاہیے......اسے کب ایڑ لگانی چاہیے اور دوڑتے گھوڑے کو روکنا کیسے چاہیے...... یہ سب کچھ انہیں عبدل نے سکھایا۔ بڑے عرصے بعد انہوں نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا:

''اگر کوئی شخص مجاہد بننا چاہتا ہے تو اسے پہلے گھڑ سواری سیکھنا چاہیے کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک اچھا مجاہد نہیں بن سکتا جب تک وہ گھوڑے کا

14 اپریل: صوبہ بامیان......ضلع شیبر......مجاہدین کا افغان فوجی چوکی اور قافلے پر حملہ......ایک فوجی ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں تباہ......10 فوجی ہلاک اور زخمی

ماہر نہیں ہو جاتا''۔

....

امام مہدیؑ کے لشکر کے لیے مختص کی گئی رقم:

شیخؒ کے والد محمد بن عوض بن لادنؒ نے حضرت مہدیؑ کی مدد کے لیے ایک فنڈ قائم کر رکھا تھا، جس میں وہ عمر بھر پیسے جمع کرتے رہے۔ محمد بن لادنؒ کی وفات تک دو کروڑ ریال تک کی رقم حضرت مہدیؑ کے لیے فنڈ میں جمع ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے یہ رقم شیخؒ کی والدہ کر دی تھی اور اُنہیں وصیّت کی کہ یہ امام مہدیؑ کی نصرت کے لیے استعمال کی جائے۔ شیخؒ نے جہادِ افغانستان (اول) کے دوران اپنی والدہ سے یہ رقم لی اور جہاد میں لگا دی۔ آپؒ نے فرمایا ''والد صاحب نے جہاد ہی کے لیے یہ رقم جمع کی تھی''۔

....

سوڈان سے افغانستان ہجرت کے سفر کی روداد شیخ اسامہؒ خود بیان فرماتے ہیں:

''ہم سوڈان سے مئی ۱۹۹۶ میں جب جلال آباد پہنچے تو کابل میں احمد شاہ مسعود اور ربانی حکومت کا طوطی بول رہا تھا......اور ربانی حکومت نے ہمارے جلال آباد پہنچنے سے قبل ہی امریکی حکومت کے ساتھ ڈیل کر لی تھی۔ جس کے تحت ہمیں امریکہ کے حوالے کر دیا جانا تھا۔ اس ڈیل کے معاہدے پر ربانی، احمد شاہ مسعود اور حاجی قدیر سمیت تمام اعلیٰ عہدے داران کے دستخط موجود تھے......اس معاہدے کے بارے میں جلال آباد میں طالبان کے حامی اور نیک سیرت کمانڈر انجینئر محمود شہید اور استاد سازنو شہید کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے، جو اس وقت جلال آباد کے ہوائی اڈے پر قابض تھے۔ بعد میں یہ دونوں عظیم کمانڈر طالبان کی حمایت کے جرم میں شہید کر دیے گئے۔ ربانی حکومت اور امریکہ کے درمیان طے پانے والے معاہدے کے بعد دو امریکی طیاروں کو جلال آباد آنا تھا مگر کمانڈر محمود شہید اور استاد سازنو شہید نے اعلان کیا کہ وہ ہماری حفاظت کریں گے اور اگر امریکی جہاز آئے تو ان کو اترنے نہیں دیا جائے گا......ربانی حکومت اور کمانڈر محمود سازنو کے درمیان کشمکش جاری تھی کہ دوسری طرف سے طالبان اپنے کمانڈر ملا بورجان کی قیادت میں معرکوں پر معرکے سر کرتے ہوئے جلال آباد کے نواحی علاقوں تک آن پہنچے......اور پھر اگلے ہی روز طالبان نے ملا بورجان شہیدؒ کی زیرِ کمان جلال آباد شہر پر یلغار کر دی......گھمسان کا رن پڑا......اور پھر آناً فاناً وہ ربانی حکومت جو ہمیں امریکہ کے سپرد کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر چکی تھی......پہلے جلال آباد اور پھر صرف دو دن بعد ہی صوبہ لغمان اور صوبہ کنڑ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھی......اور ہم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے مرکز نجم الجہاد میں مقیم رہے''۔

....

سیّد ضیاء (شمالی اتحاد کا کمانڈر اور سیاف کا بھانجا ہے اور اُن لوگوں میں سے ہے کہ جنہوں نے آٹھویں صلیبی جنگ میں شیر مجاہدین کے خلاف لڑائی کی) فرانسیسی اخبار بومنڈ کے نامہ نگار کو بتاتا ہے کہ (ہم جانتے تھے کہ اسامہ امیر آدمی ہے لیکن وہ ہمارے درمیان حیرت انگیز سادہ زندگی گذارتا تھا اور وہ روسیوں کے گھیراؤ میں دو مرتبہ آیا تھا اور ان میں سے ایک مرتبہ اس وقت وہ گھیرے میں آیا تھا کہ جب وہ معرکہ ۲۴ دن تک ہوتا رہا اور اپنی زندگی کا یہ سب سے لمبا معرکہ میں نے دیکھا تھا جس میں اُسامہ اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ ایک پہاڑ کی چوٹی پر سات دن تک گھیرے میں رہا اور بہت شدید بم باری ہو رہی تھی تو اس (اسامہ) نے اپنے مورچوں کے اردگرد کے علاقے کو بارودی سرنگوں سے بھر دیا تاکہ روسیوں کو اوپر چڑھنے سے روکے۔ پھر اس نے ساتویں روز بھرپور حملہ کیا اور اس معرکے کو جیتا۔ اُسامہ اور عرب لوگ حقیقت میں بہت بہادر تھے اور میں نے اس کے بعد کبھی اتنی شدّت کا معرکہ نہیں دیکھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس گولہ بارود کی بہت کمی تھی لہٰذا ہم مجبُور ہوتے تھے کہ روسی فوجی ہمارے مورچوں کے قریب آئیں تو پھر ہم فائرنگ کرتے لیکن بلاشبہ عرب لوگ دشمن سے لڑنے کے لیے مورچوں سے چھلانگیں لگا کر نکل جاتے، وہ آمنے سامنے آکر للکارنے کو محبُوب سمجھتے تھے''۔

☆☆☆☆☆

''اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہیں کہ آج میدانِ جہاد میں اموال سے زیادہ، ساز و سامان سے زیادہ، اسلحے سے زیادہ، ہر چیز سے بڑھ کر جس چیز کی ضرورت ہے وہ علما ہیں......یقیناً علما پہلے بھی کچھ نہ کچھ میدان میں موجود ہیں لیکن جتنے بڑے فیصلے اور جتنے نازک معاملات امت کے مستقبل کے حوالے سے میدانِ جہاد میں طے کیے جا رہے ہوتے ہیں اس کے لیے ایک دو نہیں درجنوں علما کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی باقی مصروفیات کو ترک کریں، جہاد کی فرضیت کو پہچانیں اور میدانِ جہاد کا رُخ کریں، ہجرت کر کے یہاں پر آئیں اور ان میں سے جو اب بزرگی کی اس عمر میں ہیں کہ یہاں پر نہیں آ سکتے' وہ اپنے اپنے مدارس میں رہتے ہوئے اپنے اپنے مقامات پر رہتے ہوئے جس کو حق جانا ہے اسے مرتے دم تک بیان کریں اور مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا عبدالرشید غازیؒ اور علمائے سلف میں سے امام احمد بن حنبلؒ، امام ابو حنیفہؒ، ان سے پہلے گزرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت پر عمل کریں اور حق بات کہنے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کریں''۔

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

14 اپریل: صوبہ زابل............ضلع شہر صفا............افغان فوجی قافلے پر حملہ............ایک ٹینک تباہ............افغان فوجی کمانڈر فقیر محمد اپنے نائب اور 4 دیگر اہل کاروں سمیت ہلاک

فلنکن کالنحلۃ.....ہمیں چاہیے کہ شہد کی مکھی کی مانند بن جائیں

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

۱۰۔ ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ دوسروں سے زیادہ احکامِ اسلام کے التزام کی پابند مجاہدین کی جماعت ہے۔ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ چھوٹوں، بڑوں کے مابین برابری کے معاملے میں دوسروں کے لیے نمونہ بنیں اور حکمِ شرع کے سامنے جھک جانے میں اعلیٰ مثال پیش کریں تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شریعت کے علم بردار خود پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تطبیق کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں یا جب حکم شرعی ان کی خواہشِ نفس کے خلاف ہو تو حکمِ شرع سے بھاگتے ہوئے حیلے بہانے تراشتے ہیں......مجاہد کی یہ شان ہرگز نہیں! لیکن ہم نے انتہائی غم کے ساتھ یہ مشاہدہ کیا کہ ایک محاذ پر موجود کچھ لوگوں کو جب مجاہدین کے ساتھ کیے گئے جھگڑوں کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی بار بار دعوت دی گئی تو وہ لوگ مکڑی کے جالے جیسے کمزور دلائل کی بنا پر اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ ہم اللہ پاک سے ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ سب خوش اسلوبی سے حق پر لوٹ آئیں۔

۱۱۔ ہمارا یہ پختہ نظریہ ہے کہ شوریٰ کا قیام شریعت کی حاکمیت کی بنیاد پر قائم اسلامی نظام کی اہم بنیاد ہے۔ اور ایسے حاکم کا انتخاب کرنا کہ جس میں تمام شرائط موجود ہوں یہ امت کا حق ہے، بالخصوص اہلِ حل وعقد کا حق ہے کہ اس کا انتخاب کریں۔ ہم اس حق کو چھیننے نہیں دیں گے۔ کیونکہ نصوص میں شوریٰ کے قیام پر، بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور آثار میں اس شخص کی بابت سخت مذمت وارد ہوئی ہے جو مسلمانوں کے سے مشورہ کیے بغیر کسی شخص کی بیعت کرے۔ ہمارا جہاد مسلمانوں میں حائل رکاوٹوں کو دور اور ایسے حاکموں کو منتخب کرنے کے لیے ہے جو ان کی قیادت قرآنِ کریم کی روشنی میں کریں۔ ہم اس لیے جہاد نہیں کر رہے کہ تلوار کے زور پر امت پر حکومت کریں بلکہ اس لیے کر رہے ہیں کہ شریعت مطہرہ ہی ہم پر اور ہماری امت پر حاکم ہو۔ اسی لیے مجاہدین کی جماعتوں کو ہم تواتر و تسلسل سے مشورہ کی نصیحت کرتے ہیں نیز ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ دیگر جہادی جماعتوں کے ساتھ طویل مشاورت بالخصوص سبقت لے جانے، قربانی والے ساتھیوں، حق گو علما، مخلص داعیوں اور نیک لوگوں کے بااثر حضرات سے مشورہ کیے بغیر کسی امارت اور ملک کے اعلان سے گریز کریں۔ اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے عاجزی اختیار کرنے اور صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی غرض سے عہدوں کو چھوڑنے کی استعداد پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

۱۲۔ مقدور بھر طاقت اور وسائل سے پہلے ملکوں اور امارت کا اعلان کرنے میں جلدی نہ کریں۔ شریعت محض نام ونمود اور ظاہری چیزوں پر فیصلہ نہیں کرتی بلکہ حقائق پر اعتبار کرتی ہے۔ لہٰذا غیر متمکن اور کمزور جماعتوں کو ملک وامارت کے ساتھ تعبیر کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔ بار بار کے تجربوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مضبوط عالمی جاہلی نظام کی موجودگی میں اگر کسی جماعت کو جزوی شان وشوکت کی بنیاد پر کسی مخصوص خطے میں تمکین حاصل ہو بھی جائے تو وہ حقیقی تمکین نہیں ہوتی، عالمی جاہلی نظام کی موجودگی میں ایسی جماعت نہ تو اپنی حدود کا تحفظ کر پاتی ہے اور نہ ہی اپنی رعایا کا دفاع۔ نیز ایسی جماعت یا تنظیم اپنے زیر سایہ بسنے والے لاکھوں عوام کو ان کی روزمرہ ضروریاتِ زندگی تک فراہم کرنے سے قاصر رہتی ہے اور ان کی قوت وطاقت کفریہ طاقتوں کے محض متوجہ ہو جانے سے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ پس ایسی جماعتوں کو 'الدولۃ' سے تعبیر کرنا مسلمانوں کے مقاصد کو داؤ پر لگانا، ان میں مایوسی پھیلانا اور اسلامی حکومت سے متنفر کرنے کا سبب ہے۔ اس لیے اس مرحلہ میں عموماً بہتر یہی ہے کہ مسلسل چھاپہ مار جنگ کی جائے اور قبل از وقت علاقوں پر قبضہ پھیلانے کی لالچ نہ کیا جائے، قتال کا رخ کفار کے ان لشکروں کی جانب رکھا جائے جو مسلم سرزمینوں پر قابض ہیں اور اپنی جدوجہد کو عالمی نظام کے ڈھانے پر مرکوز رکھا جائے۔ اس سلسلے میں زہریلے سانپ امریکہ کے سر پر مسلسل چوٹیں اور ضربیں لگائی جائیں یہاں تک کہ وہ دھڑام سے گر جائے، اس کے ساتھ ہی جہالت کا عالمی نظام بھی گر جائے اور امریکہ اسلامی ممالک سے ذلیل ورسوا ہو کر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ امت کو آزادی دلانے اور اسلام اور اہلِ اسلام کی حقیقی سیادت لوٹانے کے لیے بس یہی ایک طریقہ ہے، اور مضبوط اور حقیقی تمکین کی حامل خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام اسی راہ سے ممکن ہے۔

۱۳۔ اگر جہادی لشکروں اور جماعتوں میں عصبیت، شخصیات کے ساتھ تعلّق میں غلو اور غیر شرعی شعائر در آئیں تو یہ ایک لاعلاج بیماری ہے۔ یہ مرض کسی جماعت میں پیدا ہو جائے تو اس کا فساد اس کی اصلاح پر غالب آ جاتا ہے۔ اس لیے اس مہلک بیماری سے ہم اپنے مجاہد بھائیوں کو ڈراتے ہیں اور اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ آپس کا تعلّق اور ایمانی رشتہ صرف لا الہ الا اللہ کی اساس پر قائم رکھیں، حق کا ساتھ دیں خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جو اپنی جماعت، بھائیوں اور امرا کی مدح حق وباطل کی تفریق کے بغیر' ہر دور میں کرتے ہیں۔ ہم یہ دیکھ کر انتہائی رنجیدہ ہوتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے نعروں کو دہرانے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ یہ ان کے پیروکاروں کو مہلک تعصب کی طرف لے جاتا ہے، بلکہ ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں ان کا نعرہ [باقیۃ] (یعنی ان کی جماعت ہمیشہ باقی رہے گی) ان کے یہاں عقیدہ کا ایک اصول ہی نہ بن جائے جب کہ انہیں اس کا ادراک بھی نہ ہو۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ بقا تو صرف اللہ رب العزت کی ذات کو ہے جو عزت وجلال والی ہے، جماعتیں اور ملک جلد یا بدیر ختم ہو جائیں گے۔ اسی

15 اپریل: صوبہ سرپل.............صدر مقام سرپل شہر.............افغان فوج کی چوکیوں پر مجاہدین کا حملہ.............چوکیاں فتح.............4 فوجی ہلاک، باقی فرار

طرح ہم انہی بھائیوں سے اس بات کی بابت بھی ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے امیر کے ساتھ تعلّق میں بے جا مبالغہ کریں۔ان سے ایسے اقوال صادر ہوں کو(اپنے امیر کے حوالے سے)مخصوص تصور کی نشان دہی کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں راسخ ہے،اور جس کا انجام کسی طور اچھا نظر نہیں آرہا۔بہر حال اللہ تعالیٰ ہمیں کافی اور خوب کارساز ہے۔

۱۴۔ ہمارا یقین ہے کہ جہاد ہی وہ واحد عبادت ہے جو امت کے تمام گروہوں اور جماعتوں کو شریعت کے بنیادی مقصد پر مجتمع کرتی ہے اور پوری امت کو کلمہ توحید کے گرد یکجا کرتی ہے،اسے تفرقہ بازی،فروعی اختلافات اور تمام قسم کے جاہلی تعصّبات سے نجات دلائی ہے اور امت کے تیروں کا رُخ حقیقی دشمنوں کی طرف موڑ دیتی ہے جو ہر میدان اور ہر سطح پر، چاہے وہ عسکری ہو،مذہبی ہو،کفری ہو،سیاسی ہو یا اجتماعی،امت کے خلاف برسر پیکار ہیں۔اسی وجہ سے ہم مجاہدین کو سختی کے ساتھ اس بات سے ڈراتے ہیں کہ وہ جہاد کے میدان میں ہرگز ان علمی اختلافات کو مت لائیں جو علمائے اہل سنت کے مابین وقوع پذیر ہوئے،نہ ہی ان میں سے کسی کی طرف دعوت دیں یا اس کی بنیاد پر گروہ بندی کریں اور نہ ہی جہاد کو مخصوص طبقے کے ساتھ مقید کریں۔کیونکہ یہ ساری چیزیں مجاہدین کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے،ان کا شیرازہ بکھیرنے،ان کی توجہ اہم مقاصد سے ہٹانے اور ان کو محاذوں سے غافل کردینے والی ہیں۔بالآخر ان چیزوں کا نتیجہ مجاہدین کی شوکت و دبدبہ کے خاتمے، کفار ومرتدین کے تسلط،مسلمانوں کی جان،مال،عزت کو حلال قرار دیے جانے اور اہلِ اسلام کے مدارس ومساجد اور ان کے علمی مراکز تک کو گرادینے کی صورت میں نکلتا ہے۔

۱۵۔ بے شک جائز امور میں امرائے کرام کی سمع وطاعت جہادی عمارت کا ستون ہے۔جہاد بغیر جماعت کے قائم نہیں ہوسکتا اور جماعت کی بنیاد سمع وطاعت ہے۔بلاشبہ نیکی کے کاموں میں امیر کی اطاعت اللہ جل شانہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔یہ بھی ایسی پیاری عبادت ہے جو ہمارے لیے قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ بلاشبہ وہ لشکر کامیاب نہیں ہوسکتا جو غیروں کے مقابلے میں یک جان نہ ہو اور دشمن کو زیر نہیں کرسکتا جب تک اس میں وحدت نہ ہو۔یہ وحدت واتحاد صرف اور صرف لشکر کے ایک سربراہ کی سربراہی میں یکجا ہونے،خوش حالی ومجبُوری تنگی وآسانی ہر حال میں اپنے امیر کی اطاعت سے ہی مل سکتی ہے۔اسی لیے ہم خود کو اور اپنے مجاہد بھائیوں کو امیر کی نافرمانی سے ڈراتے ہیں اور اس بات سے ڈراتے ہیں کہ شیطان تو امیر کی نافرمانی کو مجاہد کے لیے خوب مزین کرتا ہے اور اس کو یہ خیال دلاتا ہے کہ اس میں بہت سی مصلحت ہے۔ ہمیں خوب جان لینا چاہیے کہ مجاہد کے نافرمانی میں اٹھائے جانے والے کسی قدم میں کسی قسم کی خیر وبھلائی نہیں ہے کیونکہ دین کو گرا کر اس کو قائم نہیں کیا جاسکتا۔

۱۶۔ عالی قدر جناب امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ ہمارے سردار،ہمارے سروں کے تاج اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔اللہ رب العزت نے ان کے بارے میں ہمارے گمان کو سچ کر دکھایا کہ انہوں نے لا الٰہ الا اللہ کے دفاع اور مہاجر جلاوطن مجاہدین کی حمایت میں اپنے ملک تک کو قربان کردیا۔آپ اور امارت اسلامیہ افغانستان میں موجود آپ کے ساتھیوں نے تاریخ کے بدترین صلیبی حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا،نہ ہی پیٹھ پھیری اور نہ ہی راستے سے ہٹے بلکہ کفار کو اپنی سرزمین سے نکالنے اور شریعت کی حاکمیت قائم کرنے کے لیے مسلسل جہاد کیا،یہاں تک کہ آج وہ کامیابی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔یہ لوگ وہ بہترین لوگ ہیں جو اس راستے پر گامزن ہیں......اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائیں،انہیں قوت وتمکین کے ساتھ کابل لوٹنے اور دینِ متین کی نصرت کی خاطر اسے فتح کرنے کی توفیق عطا فرمائیں،آمین۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہر مجاہد بلکہ ہر مسلمان کی گردن پر امارت اسلامیہ کا قرض ہے اور موجودہ دور میں ایسے شرعی،اجتماعی اور تکوینی عوامل پائے جاتے ہیں جو ان کو امت کی سیادت وقیادت کرنے کا اہل بناتے ہیں۔اسی وجہ سے ہم تمام مسلمانوں کو ان کے گرد جمع ہونے،ان سے بیعت کرنے،ان کی خیر خواہی چاہنے،ان کو مضبوط بنانے اور قول وعمل سے ان کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ہم ہر ایسے فرد کے فعل سے برأت کا اظہار کرتے ہیں جو امارت اسلامیہ افغانستان کے منہج کی بابت شکوک وشبہات ڈال کر مسلمانوں کی وحدت کو توڑے یا ان کے مقابلے میں نئے امرا کا اعلان کرے۔ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ لوگ معصوم ہیں بلکہ یہ سب انسان ہیں جو صحیح اور غلط دونوں کے مرتکب ہوسکتے ہیں،لیکن خطا ہونے کی صورت میں آدابِ نصیحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں نصیحت کی جائے،ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھا جائے اور ان کے اقوال وافعال کو حتی الامکان خیر وبھلائی پر محمول کیا جائے۔کیونکہ ماضی میں انہوں نے دین کی خاطر عظیم قربانیاں پیش کی ہیں اور ان کی سیرتیں خیر کثیر سے لبریز ہیں،اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں ان کو سرفرازیاں نصیب فرمائے۔یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس وقت سخت رنج ہوا جب ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کی طرف سے امارت اسلامیہ کے منہج پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی،اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ کی بیعت توڑنے اور ان کے مقابلے میں نئے امرا کی بیعت کرنے کی دعوت دی گئی،بعض نے تو اشاروں اور کنایات کی صورت میں یہ دعوت دی اور کچھ نے واشگاف الفاظ میں امیر المومنین نصرہ اللہ کی بیعت توڑنے کا کہا اور نئے امرا کی بیعت کی دعوت دی،انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۷۔ بلاشبہ جہاد فرض عین ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تزکیہ،اخلاق کی تربیت اور دلوں کی اصلاح بھی ضروری ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن مجید میں دشمن کے مقابلے میں کثرتِ ذکر کا حکم دیا ہے،جس کی مِن جملہ حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ قتال میں مشغول ہونا اور کٹے پھٹے انسانی اعضا اور چیختی ہوئی کھوپڑیوں کے درمیان رہنا قساوتِ قلبی کو پیدا کرتا ہے۔یہ ایک خطرناک مرض ہے جو بے شمار مہلک امراض کو جنم دیتا ہے اور انسان کو ہلاکت کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ہر جہادی تنظیم جو اپنے لشکر کی تربیت اور تزکیۂ نفس کا اہتمام نہیں کرتی تو وہ سعادتِ آخرت اور فلاحِ دنیا کی طرف اپنے سفر کو مکمل کرنے

15 اپریل:صوبہ کاپیسا............ضلع آلہ سائی............بارودی سرنگ دھماکہ............رینجر گاڑی تباہ............6 اہل کار ہلاک

کے لیے درکار بنیادی ایندھن اور لازمی زادِ راہ سے تہی دامن ہوتی ہے۔ دلوں کے امراض کا علاج رجوع الی اللہ، کثرت سے تلاوتِ کلامِ پاک، فرض نمازوں اور نوافل کا اہتمام، اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا، کثرتِ استغفار اور دعا، مساکین کے ساتھ میل جول اور ان کی اعانت، پڑوسیوں اور بھائیوں کی خدمت، مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرنا، والدین کی فرماں برداری اور ان کو راحت دینا، اصلاح اور احوال آخرت والی کتب کا مطالعہ، جنت کی ترغیب (اللہ ہمیں جنت والا بنادیں) اور دوزخ سے ترہیب والی کتب کا مطالعہ کرنا ہے (اللہ تعالیٰ ہمارے اور دوزخ کے درمیان اتنی دوری پیدا فرمادیں، جتنی مشرق ومغرب کے مابین ہے، آمین)۔ میرے مجاہد بھائیو! ہمارے پیغام کے یہ بعض درخشاں پہلو ہیں جنہیں ہم نے مشائخ جہاد اور قائدین جہاد سے سیکھا، سمجھا اور قبول کیا ہے، جن کا خلاصہ میں نکتہ در نکتہ پیش کرتا ہوں ؛

۱۔ امت مسلمہ کے ساتھ عجز وانکساری سے پیش آنا، تمام مسلمانوں کے ساتھ باہم ایک ہوجانا، اللہ تعالیٰ کی تائید کے بعد ان کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

۲۔ مسائل تکفیر میں غلو اور تفریط سے پرہیز کرنا۔

۳۔ علمائے کرام کی قدر کرنا اور اہلِ علم اور اہلِ جہاد کے درمیان موجود فاصلوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنا۔

۴۔ مسلمانوں کے خون کی حرمت کا شدت سے خیال رکھنا اور بودے دلائل کی بنیاد پر اس معاملہ میں گفتگو کرنے سے ڈرنا۔

۵۔ امت کے موجودہ دگرگوں حالات میں رعایت کرتے ہوئے عام مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنا اور انہیں دعوت دینے میں تدریج اختیار کرنا۔

۶۔ امت کو اہم اور بنیادی نکات پر مجتمع کرنا، جس میں سرفہرست امریکیوں اور یہودیوں سے قتال کرنا ہے

۷۔ دعوت کے عمل کی اہمیّت کو سمجھنا اور عملِ جہاد کے ساتھ اس کے ناگزیر تعلّق کو جاننا۔

۸۔ مجاہدین کے حق میں سیاستِ شرعیہ کی سمجھ بوجھ کی اہمیّت۔

۹۔ آداب الخلاف (اختلاف کے آداب) سے آراستہ ہونا۔

۱۰۔ اپنی اندرونی صفوں میں احکام شرعیہ کے التزام کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اس کی تطبیق اور نفاذ کی کوشش کرنا۔

۱۱۔ حاکم، جس میں تمام شرائط موجود ہوں، کے انتخاب میں شوریٰ (مشورے) کو لازم پکڑنا اور اس معاملے میں امت کے حق کو سبوتاژ نہ کرنا۔

۱۲۔ مقدور بھر وسائل اور بقدر کفایت تمکین اور شوکت حاصل ہونے سے پہلے امارت وملک کے اعلان میں جلدی نہ کرنا۔

۱۳۔ جماعتی تعصب اور شخصیات سے تعلّق میں غلو اختیار کرنے سے بچنا۔

۱۴۔ علمائے اہلِ سنت کے درمیان وقوع پذیر علمی اختلافات کو میادینِ جہاد میں زیرِ بحث لانے سے گریز کرنا۔

۱۵۔ نیکی کے کاموں میں امرا کی اطاعت کرنا۔

۱۶۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے گرد جمع ہونا اور اس کی قول وعمل سے تائید ونصرت کرنا۔

۱۷۔ تزکیۂ نفس اور اصلاح قلب کا اہتمام کرنا۔

یہ ہمارے منہج کے بعض اہم پہلو ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی کسی نئے منحرف منہج کو لے کر ہم پر ہرگز نہ چڑھ دوڑے، کہ اس کی باتوں میں آکر ہم اپنے صاف ستھرے منہج کو چھوڑ دیں، کوئی ہماری عقلوں کو ہلکا نہ سمجھے اور نہ یہ کہے کہ ہمارے مشائخ کا منہج تغیّر وتبدل کا شکار ہوگیا ہے...... نہیں! اللہ کی قسم! یہی ہمارا منہج پہلے بھی تھا جو کبھی تبدیلی کا شکار نہیں ہوا...... اور ہم اللہ تعالیٰ سے اسی پر ثابت قدم رہنے کا سوال کرتے ہیں...... جی ہاں! ہمیں اپنے عجز اور نفس کی کوتاہی کا اعتراف ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حکمِ شرع اور واقعاتی دنیا میں اس کی تطبیق کرنے کی صورت میں ہمارے فہم اور سمجھ میں غلطی کا احتمال موجود ہے، بلاشبہ شریعت اپنی ذات میں کامل ومکمل ہے اور نقائص سے مبرا ہے۔ چنانچہ نصیحت کا باب کھلا ہے اور جو شخص ہماری کوتاہیوں پر شرعی دلیل کے ساتھ متنبہ کرے گا تو ہم اس کے شکرگزار ہوں گے۔

آخر میں، مَیں اپنے تمام مجاہد بھائیوں کو بالخصوص ان بھائیوں کو جو قاعدۃ الجہاد سے منسلک ہیں اور ان مجاہد بھائیوں کو جو رباط والے ملک شام میں موجود ہیں، اس حدیث میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا:

> ''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر صبر کرنے والا کوئی نہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شریک ثابت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ پھر بھی ان کو عافیت، مصائب سے دوری اور رزق ودیگر نعمتیں عطا کرتا ہے'' (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی)

میرے محبُوب بھائیو! یقیناً ماضی قریب میں سب وشتم، باطل تہمتیں اور بڑوں پر زبان درازیوں جیسی تکلیف دہ باتیں زبان زدِ عام ہوئیں، جو دلوں کو زخمی کرنے اور رُلا دینے والی ہیں۔ لیکن میں آپ کو اللہ پاک کے خلق اپنانے اور بردباری ووقار جیسی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دیتا ہوں۔ اس بات کی ترغیب دیتا ہوں کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے اور ظلم کا سامنا انصاف سے کریں۔ فتنوں سے محفوظ رہنے کو کسی دوسری چیز کے برابر نہ سمجھیں اور حق پر ڈٹے رہیں، باقی رہی جھاگ! تو وہ یونہی جاتا رہتا ہے!

میں خود کو اور آپ سب کو شہد کی مکھی یا کھجور کے درخت کی طرح بن جائے کی دعوت دیتا ہوں...... کہ ہماری چھاؤں ٹھنڈی ہو، ہمارے پھل میٹھے ہوں، ہمارا منظر خوب صورت ہو، ہمارا وجود سراسر نفع وخیر ہو...... اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اس طرح بن جائیں، آمین

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

15 اپریل: صوبہ کاپیسا...... ضلع تگاب...... مجاہدین کو حملہ...... افغان فوجی ٹینک تباہ...... 5 فوجی اہلکار ہلاک

اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

اس امت کی پہچان......سینوں میں کتاب اللہ، کاندھوں پر تلوار:

شرحِ سیر کبیر میں ہے:

''تورات میں اس امت کی یہ وصف بیان کی گئی ہے:

اناجیل فی صدورھم،وسیوفھم علی عواتقھم

''کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہوگی اور تلواریں ان کے کاندھوں پر ہوں گی''۔[شرح السیر الکبیر؛الجزء الأول، باب فضیلۃ الرباط،للإمام الأئمۃ أبوبکر محمد بن أبی سھل السرخسی]

وہ دعوت اور وہ شریعت جس میں اس جہاد کا تصور سب سے زیادہ اور اعلیٰ پیمانہ پر پایا جاتا ہے، وہ تمام دعوتوں اور شریعتوں سے افضل ہے۔اس کو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں یوں بیان فرمایا:

''تمام شریعتوں میں زیادہ مکمل شریعت وہ ہے جس میں جہاد کا حکم پایا جائے۔کیونکہ خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کو کچھ چیزوں کو کرنے اور کچھ کو نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کے غلام کسی مرض میں مبتلا ہو رہے ہوں اور اس نے اپنے خاص لوگوں میں سے ایک کو یہ حکم دیا کہ ان غلاموں کو کوئی دوائی پلائے۔پھر اگر وہ شخص ان مریضوں کو مجبور کر کے ان کے منہ میں دوائی ڈالے تو یہ بات نامناسب نہیں سمجھی جائے گی۔مگر شفقت و محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے اس دوائی کے فوائد بیان کر دیے جائیں تاکہ وہ خوش دلی سے اس کو پی لیں۔

لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے اندر حکمرانی، سرداری کی محبت، نفسانی خواہشات، اخلاق باختہ عادتیں اور شیطانی وسوسے غالب ہوتے ہیں، اور ان کے آباواجداد کی رسمیں ان کے اندر بہت گہری سرایت کیے ہوتی ہیں، تو ایسے لوگ ان فائدوں پر کان نہیں دھرتے اور جس چیز کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اس کی فکر نہیں کرتے، اور نہ اس کے فائدوں میں غور کرتے ہیں، تو ان لوگوں کے حق میں رحمت کا تقاضہ یہ نہیں کہ صرف ان سے فائدے بیان کیے جائیں بلکہ رحمت ان کے حق میں یہی ہے کہ ان پر سختی کی جائے، جس طرح تلخ دوا پلانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔اور مغلوب کرنے کی یہی صورت ہے کہ جو لوگ زیادہ شریر ہوں ان کو اتنی ہی قوت سے قتل کیا جائے، یا ان کی قوت توڑ دی جائے اور ان کے مال چھین لیے جائیں تاکہ وہ بالکل بے بس ہو جائیں۔

اس صورت میں ان کی ماننے والی عوام اور ان کی اولاد خوشی اور اطاعت کے ساتھ ایمان میں داخل ہو سکتے ہیں(جیسا کہ فتحِ مکہ کے بعد ہوا۔راقم)، کیونکہ سرداران قوم صرف اپنی سرداری بچانے کے لیے اپنی رعایا کو حق سے روکتے ہیں۔اسی چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کو لکھ کر بھیجا کہ تجھ پر (تیرے)خادموں کا وبال ہے۔لہٰذا بسا اوقات لوگوں کو مغلوب کرنا ان کے ایمان کا سبب بن جاتا ہے۔اسی کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے:**عجب اللّٰہ من قوم یدخلون الجنۃ فی السلاسل**

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر خوش ہوگا جن کو قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑ کر جنت میں داخل کیا جائے گا''۔نیز انسان کے حق میں یہی رحمتِ کاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حق کی طرف ہدایت دے اور ظالموں سے اس کو چھڑائے''۔

آگے شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تجھ کو قریش اور عرب کے حال سے سبق حاصل کرنا چاہیے جو حق کے اعتبار سے سب سے دور تھے اور کمزوروں پر ظالم ترین تھے اور باہم خوں ریزی کیا کرتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیا اور ان کے سرکشوں کو، جو نہایت طاقت ور اور شریر تھے، قتل کیا۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہو گیا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار ہو گئے۔تو اگر ان لوگوں کے خلاف شریعت میں جہاد نہ ہوتا تو رحمت(یعنی ایمان لانا۔راقم)ان کے حق میں کیونکر حاصل ہوتی؟ نیز جب اللہ تعالیٰ عرب و عجم سے ناراض ہو گیا تو ان کی دولت و شہنشاہیت مٹانے کا حکم دے دیا۔سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم فرمایا کہ وہ اس کے راستے میں لڑیں تاکہ جو بات اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے، وہ حاصل ہو(یعنی اللہ تعالیٰ کا دین غالب کر کے خلافت قائم کرنا۔راقم)۔وہ اس بات میں ملائکہ کی مانند ہو گئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں کوشش کرتے رہتے ہیں''۔

(بقیہ صفحہ ۴۷ پر)

16 اپریل: صوبہ جوزجان......ضلع آقچہ......مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ......19 فوجی ہلاک، متعدد زخمی

امریکی ڈالروں کے بعد چینی سرمایہ کاری.....لیکن ہدف، اسلام اور مسلمان ہی!

حذیفہ خالد

چینی صدر کی آمد کے ساتھ ہی سرکاری اور غیر سرکاری میڈیا ایسے راگ الاپنے میں مصروف رہا جیسے پاکستان کے تمام مسائل کے حل کی کنجی چین کے پاس ہے! معاشیات کی معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انٹرمیڈیٹ کا طالب علم بھی اگر حکومت کے جاری کردہ پچھلے چند سالوں کے پاک چائنہ تجارتی اعداد وشمار پر نظر ڈال لے تو اس دعویٰ کی دھجیاں اڑ جائیں گی کہ چین سرمایہ کاری کر رہا ہے یا پچھلی کئی دہائیوں سے پاکستان کی صنعتوں کو ہڑپ کرتے ہوئے اپنی مصنوعات کو پاکستان کی منڈیوں میں زبردستی ٹھونس رہا ہے......

اس حقیقت کا صحیح اندازہ صرف اُن صنعت کاروں کو ہوگا کہ جن کی فیکٹریاں چائنہ سے امپورٹ ہونے والی غیر معیاری اور سستی مصنوعات کے باعث بند ہوگئیں...... یہ صورت حال کسی ایک سیکٹر تک محدود نہیں بلکہ اس میں سیالکوٹ کی سرجیکل انڈسٹری سے لے کر، آٹو پارٹس، الیکٹرانکس، کھیلوں کے سامان، گارمنٹس، پلاسٹک کی مصنوعات، ٹیکسٹائل، جیولری سمیت ملک کی کوئی ایسی انڈسٹری باقی نہیں بچی جو چینی مصنوعات کی پاکستان میں کھپت سے متاثر نہ ہوئی ہو......

پاکستان اور چائنہ میں آزادانہ تجارت کا معاہدہ جولائی ۲۰۰۷ء میں نافذ العمل ہوا جس سے اصلاً تو چائنا ہی مستفید ہوا...... ۲۰۰۶۔۰۷ء کے دوران میں پاکستان اور چین کے مابین تجارت کا حجم ۴.۱۰ بلین ڈالر تھا جو آزادانہ تجارت کے معاہدے کے بعد صرف پانچ برس کے عرصے میں ڈبل ہو کر ۸.۹۰ بلین ڈالر تک جا پہنچا اور اس اضافے کے ثمرات چائنہ ہی نے سمیٹے، جس کی قیمت پاکستانی صنعتوں کے بند ہونے سے ادا ہوئی......

اس نام نہاد چینی سرمایہ کاری کا دوسرا حصّہ پاکستانی سول وملٹری حکمرانوں کے ان معاہدوں پر مشتمل ہے جس میں اپنے کمیشن کے حصول کے لیے ہوس کے پجاری ان بے ضمیر سیاست دانوں اور جرنیلوں کو پاکستان کے غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی کو چائنہ منتقل کر کے غیر ضروری اور غیر معیاری ٹیکنالوجی کی خریداری پر کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی...... چند سال قبل پاکستانی حکومت نے چین سے ٹرین امپورٹ کرنے کا معاہدہ کیا جس کے لیے ایک لمبا چوڑا وفد معائنے (سیر سپاٹے) کے غرض سے چائنا گیا، معاہدہ کے بعد جو ٹرینیں پاکستان کو سپلائی کی گئیں ان کو پاکستانی ٹریکس پر لانے سے معلوم ہوا کہ بوگیاں اتنی باہر ہیں کہ پلیٹ فارم سے ٹکرا جاتیں، اب یا تو بوگیوں میں تبدیلی کی جائے یا پورے پاکستان کے ریلوے پلیٹ فارموں میں، دونوں کام ناممکن تھے لہٰذا امپورٹ کردہ ان ٹرینوں کو سکریپ بنانا ہی مناسب سمجھا گیا......ملکی سرمایہ کو کمیشن کے حصول کے لیے اس طرح بے دریغ لٹانے کی یہ ادنیٰ سی مثال تھی......

حالیہ دنوں میں جس معاشی راہ داری کا ذکر زور وشور سے کیا جا رہا ہے دیکھنے کی بات ہے کہ یہ منصوبہ بنیادی طور پر کس کے معاشی مفادات کے تحفظ اور فروغ کا ضامن ہوگا، پاکستان کا یا چائنہ کا......ایک عرصہ تک چینی حکومت گوادر پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی، گرم پانیوں کا یہ وہی ساحل ہے جس کو روس سے بچانے کے لیے خصوصی لائحہ عمل تیار کیا گیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے جنگ میں کودنا بھی ان نیم پاکستانی ومغربی اور خاکی دانش وروں کے نزدیک گھاٹے کا سودا نہیں تھا......آج اسی اہم بندرگاہ کا کنٹرول چین کے ہاتھ میں دیتے ہوئے معاشی خوش حالی کا ڈھول پیٹا جا رہا ہے......اتنے اہم قومی اثاثہ جات کو اپنی نااہلی اور ڈالروں کی ہوس میں چند ٹکوں کے عوض دشمنوں کے ہاتھ دینا، اسے جرم نہ کہا جائے تو پھر کیا کہیں......فرض کریں پی آئی اے کو اگر پراویٹائز کیا جا چکا ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ کوئی پرائیویٹ کمپنی کسی جنگ زدہ علاقے سے پاکستانیوں کو واپس لا سکتی؟

چین کی پاکستان کو معاشی نقصان پہنچانے کی پالیسیاں پاکستان کی بچی کھچی اور تباہ حال معیشت کو ہڑپ کرنے کے مترادف ہے......۱۶ مارچ ۲۰۱۵ء کو ڈان نیوز میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق چائنہ جو دنیا بھر میں اسلحہ کی سپلائی میں اب تیسرے نمبر پر آچکا ہے، پچھلے چار سالوں کے دوران اس کی ایکسپورٹ کا ۴۱ فی صد حصّہ پاکستان کو سپلائی کیا جانے والا اسلحہ ہے......جب کہ پاکستان کے بعد بنگلہ دیش اور برما چینی اسلحے کے بڑے خریداروں میں سے ہیں......

ملکی دفاع کے نام پر عوام پر ٹیکسوں کے بوجھ لاد کر حاصل ہونے والی رقوم جہاں ایک طرف مغرب کے نمک خوار جرنیلوں کی جیبیں گرم کرتی ہیں دوسری طرف خریدا جانے والا اسلحہ اور گولا بارود مسلمانوں پر ہی برستا ہے......شمالی وزیرستان میں کیے جانے والے آپریشن کے دوران ایسٹ ترکستان موومنٹ آف جہاد پاکستانی افواج کے خصوصی نشانے پر رہی......چین میں مسلمانوں کی نسل کشی روکنے اور اسلامی شعائر کی حفاظت کے لیے چینی حکومت کے خلاف جہاد کا علم تھامنے والی اس چھوٹی سی جماعت کو اگر سر چھپانے کی جگہ مل سکی تو وہ پاکستان اور افغانستان کے قبائلی علاقہ جات تھے...... پاکستانی حکومت نے جہاں اسلام دشمنی کا بدترین مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے صلیبی آقاؤں کا ساتھ نبھایا

17 اپریل: صوبہ ننگرہار.................ضلع لعل پور.................مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ.................2 فوجی ٹینک تباہ.................3 اہل کار ہلاک.................4 زخمی

وہیں چینی کمیونسٹ حکومت کے لیے بھی توقعات سے بڑھ کر کام کیا......اپنے ناپاک افعال کو بھر پور طریقے سے کیش کرانے کے لیے چینی صدر کے دورے سے قبل ذرائع ابلاغ میں فوج کی جانب سے ایسٹ ترکستان مومنٹ آف جہاد کو ختم کرنے کا اعلان اور پھر اس خبیث کی آمد سے ایک دن قبل ایک اور کارڈ کھیلا گیا وہ اس طرح کہ پانچ مجاہدین جن کا تعلق مشرقی ترکستان [جواب سنکیانگ کہلاتا ہے] کی تحریک جہاد سے تھا اور جو ایک عرصہ سے پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی قید میں تھے، کو قید سے نکال کر شہید کیا گیا اور خون مسلم کو بہا کر چینی صدر کو ''تحفہ'' دیا گیا!!!

واضح رہے کہ متحدہ ترکستان پر قبضہ کرنے کے لیے روس اور چین دونوں ہی زور آزمائی کرتے رہے بالآخر دونوں نے متحدہ ترکستان کو تقسیم کرلیا اور مغربی ترکستان پر روس کا قبضہ اور مشرقی ترکستان پر چین کا قبضہ بلا کسی بین الاقوامی مداخلت کے قبول کرلیا گیا۔مشرقی ترکستان رقبہ کے لحاظ سے پاکستان سے بڑا ہے اس کی آبادی دو کروڑ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے اور مسلمان واضح ترین اکثریت میں ہیں۔مشرقی ترکستان کا دارالحکومت کاشغر ہے جسے قتیبہ بن مسلم باہلیؒ نے پہلی صدی ہجری میں فتح کیا......چین کا پہلا قبضہ ۱۷۶۰ء میں ہوا تھا، ۱۸۶۳ء میں آزادی کی پرزور تحریک اٹھی اور اُس نے مشرقی ترکستان کو واگزار کرالیا۔یعقوب خان بادولت کی قیادت میں مشرقی ترکستان ایک مستقل ملک قرار پایا اور یعقوب خان نے عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز خان کی بیعت کا اعلان کیا......روس اور چین وسطی ایشیا میں بھلا کسی آزاد مسلم اسلامی ملک کو کب گوارا کرتے تھے چنانچہ محض ۱۳ برس بعد چین نے مشرقی ترکستان پر دوبارہ قبضہ کرلیا......

چین کے مسلم آبادی کے اس خطے میں ڈھائے جانے والے مظالم ایسے ہیں جو طاغوت اکبر امریکہ جیسا ملک بھی امریکہ میں نہیں ڈھاسکا......ائمہ مساجد کے لیے ڈانس کورس کرنا لازمی ہے......پچھلے دنوں ایسی اطلاعات اور تصاویر بھی منظر عام پر آئیں کہ ایغور مسلمانوں کو کاشغر میں ایک مسجد کے سامنے زبردستی ڈانس کروایا گیا......حجاب اور برقعے کے خلاف تو سرکاری سرپرستی میں مہم کافی عرصے سے جاری تھی......بسوں اور سٹیشنوں پر سیکورٹی اہل کاروں کو خصوصی طور پر تعینات کیا گیا تاکہ وہ برقعہ پہننے والی مسلمان خواتین اور داڑھی والے اشخاص کو بس یا ٹرین میں سفر سے روک سکیں......

سال ۲۰۱۵ء کے آغاز میں ہی برقعہ کے خلاف قانون سازی مکمل کرلی گئی......صرف حجاب پہننے پر ہی خواتین کو عدالت کی جانب سے حالیہ دنوں میں دو سال قید کی سزا سنائی گئی......جب کہ خاتون کے شوہر کو داڑھی رکھنے کے جرم میں چھ سال قید کی سزا سنائی گئی......پچھلے سال رمضان المبارک میں سرکاری ملازمین اور طالب علموں پر روزے رکھنے کی پابندی رہی......یہاں تک کہ بعض اداروں کی جانب سے مسلمانوں سے روزہ نہ رکھنے کے حلف نامے بھی مانگے گئے اور انکار کی صورت میں نوکری سے برخواست کردیا گیا......

قید و بند کی صعوبتوں اور تشدد سے تنگ آکر جو چینی مسلمان سالوں قبل ہجرت کرکے مجبوراً افغانستان میں سکونت اختیار کرچکے تھے چینی حکومت نے مسلم دشمنی میں ان بے کس و مجبور مسلمانوں کا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا......امریکہ جب افغانستان پر حملہ آور ہوا تو ان چینی مسلمانوں کو بھی القاعدہ اور طالبان سے تعلق کے الزام میں گرفتار کرکے گوانتاناموبے بھیج دیا گیا......

یہ حقیقت بھی کسی المیے سے کم نہیں کہ سعودی عرب سمیت خلیج کی مال دار ریاستوں کو چینی حکومت کے سنکیانگ میں ڈھائے جانے والے مظالم پر نہ ہی کوئی تشویش ہوئی اور نہ ہی پاکستان سمیت دنیا کے کسی ملک نے کسی بین الاقوامی فورم پر اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی......انسانی حقوق کے تحفظ کی دعوے دار این جی اوز جو پاکستان میں قادیانیوں، شیعوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی مذہبی آزادی کے غم میں گھلی جارہی ہیں اور آئے روز نت نئی رپورٹس اور ڈاکومنٹری رپوٹس تیار کرواتی ہیں، ریلیاں اور مظاہرے منعقد کرتی ہیں، ان کے لیے چینی حکومت کی جانب سے مسلمانوں پر لگائی جانے والی مذہبی پابندی کبھی بھی بحث کا موضوع نہیں رہا......

چینی حکومت کے مظالم پر پاکستان کی حکومت بھی کیا آواز بلند کرتی، پاکستان کی مذہبی سیاسی جماعتیں بھی بنیادی طور پر صرف ان جگہوں کے لیے آواز اٹھاتی نظر آتی ہیں جہاں ان کی سیاسی و نظریاتی وابستگی ہے اور جس معاملے کے لیے بولنا پاکستان کی خفیہ خاکی طاقتوں کو گراں نہیں گزرتا......مصر میں اسلام پسندوں کے ساتھ جو کچھ ہوا بلاشبہ ظلم تھا لیکن کیا شام میں ڈھایا جانے والے ظلم کا کسی طور مصر سے موازنہ کیا جاسکتا ہے کہ مصر کے لیے تو آواز بلند کی جائے لیکن شام کے معاملے پر خاموشی اختیار کی جائے کہ کہیں فرقہ واریت کو ہوا دینے کا لیبل نہ لگ جائے......یہی معاملہ چینی حکومت کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور اس سے پاکستان کی مذہبی سیاسی جماعتوں کی لاعلمی اور لاتعلقی کا ہے......حکومت سے کیسے گلہ کیا جائے جب ان مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی اس حوالے سے عوام میں آگہی کے لیے نہ ہی کوئی مہم چلائی اور نہ ہی کبھی ہمدردی کے دو بول بولے......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے پر رحم کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت و مہربانی کرنے میں بدن کی طرح ہے۔ جب اس کے بدن کا ایک عضو بھی دکھتا ہے تو اس دکھن کی وجہ سے بدن کے باقی سارے اعضا بھی بخار و بے خوابی میں اس کے شریک حال ہوجاتے ہیں''(مسلم)۔

(بقیہ صفحہ ۴۰ پر)

18 اپریل: صوبہ لغمان......ضلع دولت شاہ......مجاہدین کا گھات لگا کر حملہ......ایک افغان فوجی ہلاک......دوسرا زخمی

اخلاقی اقدار کا دفاع......ہم پر فرض بھی قرض بھی

طارق حسن

مغربی تہذیب جس اخلاقی بگاڑ اور مادر پدر جنسی آزادی کے دور سے گزر رہی ہے وہ ایک دن میں اس مقام تک نہیں پہنچا بلکہ اس دجل وفریب کے جمہوری نظام جس میں مذہب کو سیاست سے یہ یکسر نظر انداز کر دیا گیا اس کا ہی ثمر ہے......اسی کی بدولت وہ سب کچھ گنواتے گنواتے شرم وحیا بھی گنوا بیٹھے۔نشاۃ ثانیہ کے بعد یورپ میں تبدیلیوں کا جو عمل شروع ہوا، وہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی تک بہت تیز ہو گیا......صنعتی انقلاب نے معاشرتی اقدار پر زبردست اثرات مرتب کیے، دیہی زندگی تیزی سے شہری زندگی میں بدلنے لگی، مشینوں کے شہر میں عورت مرد جتنی ہی مفید کارکن تھی...... چنانچہ بڑھتی ہوئی افرادی قوت کی طلب کے جواب میں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ میدان عمل میں اترنے لگیں اور مرد وزن کے اختلاط کے مواقع کثرت سے پیدا ہو گئے......

بیسویں صدی میں تجارتی مسابقت کی فضا میں نت نئی مصنوعات مارکیٹ میں آ رہی تھیں......ان کے لیے ضروری تھا کہ صارفین کی توجہ ان کی طرف مبذول ہو...... ایسی عورتیں جو مذہبی اور اخلاقی حدود وقیود سے خود کو مبرا سمجھتی ہیں وہ شیطان کے ترکش کا سب سے خطرناک ہیں...... چنانچہ شیطانی دجل کے نظام کی مرہونِ منت خواتین کارکنوں کا ایک نیا استعمال وجود میں آیا اور اشتہارات کی صنعت میں خواتین کی نسوانی کشش کا بے دریغ استعمال کیا جانے لگا......میڈیا نے اپنی مقبولیت کی سب سے آسان راہ یہ ڈھونڈی کہ انسانوں کے سفلی جذبات کو بھڑکایا جائے......اخبارات، رسالے، فلم، ٹی وی اور اب انٹرنیٹ ہر ایک کی مقبولیت کا راز اسی ''ٹوٹکے'' میں پوشیدہ ہے......وہ رسالے اور فلمیں جو خاص طور پر اسی مقصد کے لیے وقف ہیں، خود ایک بہت کامیاب کاروبار ثابت ہوئے......صہیونی حکما کے پروٹوکول میں یہ لکھا ہے کہ

> ''یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم اس بات کی کوشش کریں کہ ہر جگہ اخلاقی حالت دگرگوں ہو جائے تاکہ ہر جگہ ہم غلبہ حاصل کر سکیں......فرائڈ ہماری جماعت کا آدمی ہے اور وہ کھلم کھلا جنسی تعلقات کے مناظر پیش کرتا رہے گا تاکہ نوجوانوں کی نظر میں کوئی چیز بھی مقدس نہ رہے اور ان کا سب سے بڑا مقصد اپنی جنسی خواہشات کی تسکین بن جائے اور اس صورت میں ان کے اخلاق کا جنازہ نکل چکا ہوگا''......

فکر وعمل کے اس پس منظر میں مغربی دجل کا معاشرہ عفت وعصمت کے تصورات کو گنوا بیٹھا ہے......خاندان کی وہ ڈھال جو عفت وعصمت کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے اور جس کی پناہ میں بچے اور بوڑھے اپنی تمام تر ناتوانی کے ساتھ عافیت سے زندگی بسر کرتے ہیں، مغربی معاشرے میں ختم ہو چکی ہے......گو مادی سہولتوں کی فراوانی، انسانی جان کی اہمیّت کے شعور اور ریاست کے ہر فرد کی ذمہ داری کو اٹھا لینے کی بنا پر وہاں صورت حال اپنی تمام تر سنگینی کے باوجود کسی نہ کسی طور قابو میں رکھی گئی ہے لیکن آخر کب تک؟ ریت ہاتھوں سے پھسلتی چلی جا رہی ہے اور ایسی صورت میں مٹھی کو جتنا مرضی سختی سے بھینچ لیں بالآخر اُسے خالی ہونا ہی ہے!!! مغرب کی نشاۃ ثانیہ میں معاشرے کی اٹھان اور بنیاد چونکہ ہوس وشہوت پرستی پر رکھی گئی ہے، جس کے باعث پورے کے پورے معاشرے قحبہ خانوں کا روپ دھار چکے ہیں......وہاں عفت، عصمت، پاکیزگی جیسی بنیادی انسانی اقدار کا قحط ہے......اگر کوئی یہ چاہے کہ وہاں رشتہ ازدواج میں بندھے اور اُس کی تمنا ہو کہ اُس کے نکاح میں جو خاتون آئے وہ باعصمت ہو، باکرہ ہو، باکردار ہو، شرم وحیا کا مرقع اور عفت و پاکیزگی میں ڈھلی ہو تو اُس کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا کیونکہ اُن معاشروں میں ایسی خواتین کی ایک فی صدی تعداد بھی باقی نہیں جو اپنے گوہر عصمت کو محفوظ رکھ سکی ہو......

وہاں کی افواج تک جسم فروشی کا اڈہ بن چکی ہیں اعداد وشمار کے مطابق صرف ایک سال ۲۰۱۴ء میں ۴ لاکھ جنسی زیادتی کے کیس رجسٹر ہوئے......ان اعداد وشمار کے مصدقہ ہونے کا اعتراف پنٹاگون کی جانب سے کیا گیا ہے جب کہ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی خواتین کو انصاف فراہم کرنے کے بجائے ان واقعات کو فراموش کر دینے پر قائل کیا گیا......حال ہی میں سابق سی آئی اے کے ڈائریکٹر ڈیوڈ پیٹریئس نے اپنی محبُوبہ کو جسمانی تعلقات کے عوض خفیہ معلومات تک رسائی فراہم کرنے کے جرم میں سزا پائی......

اسی طرح تعلیمی اداروں کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ۲۰۱۱ء کے اعداد وشمار کے مطابق جنسی زیادتی کے ۳ ہزار تین سو تیس مقدمات جسٹر ہوئے جب کہ غیر رجسٹر کیسز کی تعداد ۵۱ فی صد زیادہ ہے......ان واقعات میں لڑکیوں کے بجائے لڑکے زیادہ متاثر ہوئے ہیں......ایسی طرح آئے روز کاروباری مراکز سے لے کر تمام گوشہ ہائے زندگی میں یہی حیوانی خصائل مغربی معاشرے میں غالب نظر آتے ہیں اور ہر گزرتے سال کے ساتھ اس قسم کے واقعات میں مسلسل تشوش ناک حد تک اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے......دجالی مغربی معاشرے کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد جنسی خواہشات کی تسکین بن کر رہا گیا ہے......بدنام زمانہ فری میسن تنظیم کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر کہتا ہے......

''عورت کو اعتماد میں لینا ہمارا فریضہ ہے......اس لیے کہ جس دن بھی اس

نے اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھا دیا اسی دن ہم حرام تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور دین کی فتح و کامیابی کے لیے کوشش کرنے والوں کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا''......

مغربی مکارانہ دجالی تہذیب کے فریب میں آ کر ہمارے ہاں بھی خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دینے جیسے خوش نما نعروں کا چرچا سنائی دیتا ہے......انھی نعروں کی آڑ لے کر مشرق میں بھی مغرب جیسی ہی صورت حال کو پیدا کر رہا ہے جس میں سب سے اہم کردار مغرب کی این جی اوز ادا کر رہی ہیں......اگر غور کیا جائے تو ہمارے معاشرے سے اخلاقی خوبیاں جیسے زہد و فقر، سچ، تقویٰ، حسن گفتار، صدق مقال، صبر، توکل، قناعت، شکر، سخاوت، لوگوں پر شفقت، حسن ظن، عدل و انصاف، برابری و مساوات، ادب، اور اخلاص وغیرہ کو ختم کرنے کے لیے مغربی این جی اوز میدان میں اتر چکی ہیں......ان کے طریقہ واردات کو دیکھا جائے تو پاکستان جہاں مردوں میں بے روزگاری کی شرح ۶۰ فی صد تک ہے ان پر توجہ دینے کی بجائے صرف اور صرف عورتوں کو چادر اور چار دیواری سے باہر نکالنے کے اقدامات کیے جا رہے ہیں، کئی ایسے شعبے جہاں خواتین کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر تھا اُن شعبوں میں بھی یو ایس ایڈ کی جانب سے ایک کئی منصوبوں پر بھی عمل کیا جا رہا ہے......مثال کی طور گاڑی چلانا، حال ہی میں پاکستان کے دو بڑے شہروں پنڈی اور اسلام آباد کے لیے یو ایس ایڈ نے ۲۰۰ خواتین کو تیار کیا ہے، اسی طرح حکومت پنجاب کی 'پنک رکشہ سکیم' بھی ہے......استعماری قوتوں کی ان اقدامات کا اثر ہمارے معاشرے میں بھی مغربی معاشرے جیسا ہی نکل رہا ہے، انھی سامراجیوں کا ایک پوپ کہتا ہے:

''شراب کا جام اور حسین و جمیل دوشیزہ امت محمد یہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں وہ اثر رکھتی ہے جو ہزار توپیں نہیں رکھتیں......لہٰذا اس امت محمد یہ کو مادے اور جنس و شہوت کی محبت میں غرق کر ڈالو''......

آزادانہ مرد و زن کے اختلاط کے باعث ہمارے معاشرے کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے واقعات کی بھرمار ہو چکی ہے......مخلوط تعلیمی سرکاری اور نجی سرکاری اداروں' جن میں سرفہرست یونی ورسٹیاں ہیں' میں چیکنگ، امتحانی نتائج میں نمایاں کارکردگی، بہتر گریڈ اور قواعد و ضوابط میں نرمی کے عوض اساتذہ اور دوسرے عملے کی جانب سے جنسی ہراساں کیے جانے کے واقعات آئے روز ہماری نگاہوں کے سامنے گھومتے ہیں، لیکن ان اداروں کی انتظامیہ اور جنسی زیادتی سے متاثرہ افراد ذاتی بدنامی سے بچنے کے لیے اور واقعات کو چھپانے کی غرض سے ان معاملات کو ختم کرنے کو ہی ترجیح دیتے ہیں......اسی طرح دیگر کاروباری اداروں کے اندر اگر اجمالی نگاہ ڈالیں تو وہاں پروموشن اور بونس کے حصول کی غرض سے عزتوں کو پامال کرنے کے قصے زبان زدِ عام ہیں، انھی سرکاری اور نجی کاروباری اداروں سے اگر کسی مجبور لاچار عورت کا واسطہ پڑھ جائے تو یہ عزت پامال کیے بغیر مدد کرنے کو تیار نہیں ہوتے، یہ کاروباری ادارے اپنی بڑی بڑی کاروباری ڈیلز کو پُرکشش بنانے کے لیے متعلقہ طاقتور شخصیات کو ایسی لڑکیاں مہیا کی جاتی ہیں، جوان کے ساتھ جنسی روابط بھی قائم کرتی ہیں......دیگر شعبہ جاتِ زندگی پر نگاہ ڈالی جائے تو جسم فروشی کا دھندہ چلانے والوں کا نیٹ ورک پورے پاکستان میں منظّم طور پر پھیلا ہوا ہے، صرف لاہور میں جسم فروشی کے کم از کم ۱۶۷۳ اڈے ہیں، جن میں زیادہ تر تعداد افواجِ پاکستان اور دیگر سکیورٹی اداروں کے ٹھکانوں کے آس پاس ہے کیونکہ ان کے گاہک زیادہ تر انھی ادارے سے منسلک افراد ہوتے ہیں، یہ سارا گھناؤنا کاروبار پولیس کی سرپرستی اور ملی بھگت سے چلتا ہے بلکہ اب تو پاکستان سے شریف گھرانوں کی نو عمر خوش شکل لڑکیوں کو بہتر مستقبل اچھی جاب دلانے کا خواب دیکھا کر بیرونِ ملک جسم فروشی کے لیے سمگل کیا جا رہا ہے۔ ۱۲ فروری کو پنجاب اسمبلی میں حکومتی جماعت کا رکن شیخ علاؤالدین روتا نظر آیا کہ'' لاہور ایئرپورٹ سے خلیجی ممالک جانے والی ہر فلائٹ سے مجبُور نوجوان لڑکیوں کو عیاشی کے لیے ایکسپورٹ کیا جاتا ہے''...... پاکستان میں رائج مفسد اور باطل نظام ہی برائی کی اصل جڑ ہے کیونکہ یہی نظام ہے جو ایسے عناصر کی نہ صرف پشتی بانی کرتا ہے بلکہ اُن کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے جس کے باعث معاشرتی برائیوں بالخصوص فحاشی و عریانیت کا نہ تھمنے والا سیلاب امڈتا چلا آ رہا ہے، ہر ایسے عمل کی سرپرستی' جس سے فحاشی کی ترویج ہو اور جنسی جذبات بڑھکیں حکومت کے ہاتھ میں ہے، خواہ وہ موسیقی کی محفلیں ہوں یا فیشن شو، کلچرل پروگرام یا پھر فلم انڈسٹری، جب آوے کا آوا ہی بگاڑ کی پستیوں میں مبتلا ہو تو ان سے اچھائی اور انصاف کی اُمید رکھنا عبث ہے......

افواج پاکستان اور سکیورٹی ادارے جن کی اٹھان اور بنیادی تربیت کے اُصولوں کا خاکہ مغرب سے ورثے میں ملا ہے! حیوانی خصائل، شہوت پرستی کا سب سے بڑا گڑھ ہیں......جسم فروشی کے زیادہ تر اڈے انہی کی چھاؤنیوں کی پاس فوجیوں کو جنسی تسکین کا سامان بہم پہچانے کے لیے سالوں سے قائم ہیں......اب تو حالات اس سے کہیں زیادہ گھمبیر صورت اختیار کر چکے ہیں......شراب و شباب کے رسیا افسران ترقی پانے کے لیے اپنی شریک حیات کو اپنے آفیسرز کے سامنے پیش کرنے اور ماتحت فوجیوں کے اپنے آفیسروں کی بیویوں کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کے قصے تو پاکستانی معاشرے میں اب لطیفوں کا روپ دھار چکے ہیں......شہوت پرستی اور حیوانی خصائل کی رسیا اس فوج نے بنگال میں دو لاکھ مسلمان بہنوں کی عصمت دری جس طرح سے کی تھی دنیائے کفر بھی ان کا شر دیکھتے ہوئے کانپ اٹھی تھی......لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی ہماری ہزاروں عفت مآب بہنیں آٹھ سال سے خفیہ عقوبت خانوں میں ان کی درندگی کا نشانہ بن رہی ہیں......آزاد قبائل اور سوات میں امت کی پاک صفت، باحیا اور مقدس بیٹیوں کو انہوں نے اپنی شیطانی ہوس کا نشانہ بنایا......

دختر فروش فوج نے اپنے افسروں اور سپاہیوں کو جنسی تسکین فراہم کرنے کے

18 اپریل: صوبہ غزنی......ضلع شلگر......مجاہدین کا جنگ جوؤں اور افغان فوج حملہ......3 ہلاک......متعدد زخمی

لیے خواتین کو اپنی صفوں میں شامل کرنا شروع کر دیا ہے...... راول پنڈی کے علاقے میں واقع ان کے ایک سلیکشن سنٹر میں تحریری امتحان کے دوران محض ایک لڑکی کو کمرہ امتحان سے نقاب کرنے کے ''جُرم'' میں باہر نکال دیا گیا تھا......اس بات پر کچھ عرصہ ابلاغ پر بھی لے دے ہوتی رہی مگر قوم کے ''عظیم تر مفاد'' کی خاطر اس کو بہلا دیا گیا......خواتین کو فوج میں شامل کرنے کے اغراض و مقاصد کو عیاں کرتا ایک خط ہے جو کہ روزنامہ جنگ میں مستقل بنیاد پر کالم لکھنے والے صحافی نما پولیس افسر ذوالفقار چیمہ کو فوج کے ایک تربیتی ادارے میں زیرِ تربیت لیڈی افسر کی جانب سے لکھا گیا...... یہ خط ۴ مارچ ۲۰۱۴ء کو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا، ہم اس کے مندرجات من وعن پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین حقیقت حال خود دیکھ سکیں...........وہ لکھتی ہے:

''بہت ہی قابلِ احترام سر! میں بڑے شوق سے اس ادارے میں آئی تھی، اور واقعی معاشرے میں امن قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتی تھی...... مگر چند مہینوں میں ہی میرا سارا جوش وخروش ٹھنڈا پڑھ گیا، پہلے چند ہفتوں میں ہی اندازہ ہو گیا ہے، یہاں کوئی ڈسپلن نہیں ہے اور ماحول بھی خراب ہے، پھر آہستہ آہستہ غیر اخلاقی سرگرمیاں بڑھتی گئیں اور اس کا اثر ہمارے یعنی لیڈیز ہاسٹل تک بھی آ پہنچا...... پہلا دھچکا اُس وقت لگا، جب چند انڈر ٹریننگ لڑکیوں کو بلایا گیا اور پھر چھٹی کے نام پر نجانے کہاں بھیج دیا گیا، لڑکیوں نے کئی راتیں باہر گزاریں اور پھر یہ معمول بن گیا بات پھیلنے لگی کہ یہ سب کچھ ادارے کے سربراہ کے حکم پر ہو رہا ہے، وہ ایک دوسرے شہر سے اپنے خاص افسر ساتھ لائے ہیں اور انھی کے ذریعے ان غیر اخلاقی احکامات پر عمل ہو رہا ہے، پھر کسی نے ہمت کر کے اس ادارے کو رپورٹ کر دی تو انہوں نے ایک افسر کو انکوائری دی......انکوائری میں یہ ثابت ہو گیا کہ لڑکیاں یہاں سے گھر کے نام پر بھیجی جاتی ہیں لیکن وہ گھر نہیں جاتیں کیونکہ ان کے گھر والوں نے بتایا ہے کہ وہ گھر نہیں آئیں، لہٰذا جب ثابت ہو گیا کہ لڑکیوں کو غیر قانونی اور غیر اخلاقی مقصد کے لیے کہیں اور بھیجا جا رہا ہے تو پھر ایکشن ہونا چاہیے تھا مگر ایکشن کے بجائے ادارے کے سربراہ کے اکسانے پر زیرِ تربیت لڑکیوں نے اپنی انسٹرکٹر کے خلاف جلوس نکال دیا اور ان سے اختیارات واپس لے لیے اور اس کے بعد شرم حیا ختم ہو گئی، سب کچھ کھل کر ہونے لگا...... ماضی میں ایک سربراہ بہت بدنام تھے مگر موجودہ صاحب تو ان سے بہت آگے نکل گئے ہیں!

سر! اب تو یہ حال ہے کہ اس کے سربراہ رات کے وقت لڑکیوں کو اپنے گھر پر کسی بہانے سے بلا لیتے ہیں......اور وہ بے چاری جاتی ہیں، کیونکہ حکم نہ ماننے کی صورت میں نوکری سے محروم ہونے کا خطرہ ہے......اس کے علاوہ رات کو انتہائی گندی فحش فلمیں لڑکوں اور لڑکیوں کو اکھٹے بٹھا کر دکھائی جاتی ہیں......سر! آپ سوچ نہیں سکتے یہاں کیا ہو رہا ہے......خدا کے لیے آپ کچھ کیجیے......آپ کا نام بہت سنا ہے، اس لیے آپ سے اُمید کہ کچھ کریں گئے، اربابِ اختیار کو بتائیں کہ اتنے اہم تربیتی ادارے کو کیا بنا دیا گیا ہے......خدا کے لیے اسے بھی بچائیں......اور ہمیں بھی بچالیں......

فقط، آپ کی ایک بیٹی''

یاد رہے کہ اس تربیتی ادارہ کا خصوصی ہدف اور مقصد ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے لیے فوجیوں کو تیار کرنا ہے......اب اندازہ کیجیے کہ اس صلیبی جنگ کو لڑنے والوں کی اخلاقی حالت کس نہج پر جا پہنچی ہے......اہلِ اسلام اور مجاہدین کے خلاف کفار کی ''فرنٹ لائن اسٹیٹ'' بن کر فخر سے سینہ پھلانے والوں نے ایمان اور اسلام سے غداری کر کے اپنے ارتداد پر مہرِ تصدیق تو اول روز سے ہی ثبت کر دی تھی......اب ان مرتدین کے ہاتھوں نہ قوم کی عزت محفوظ ہے اور نہ ہی اپنی ''ہمجولیوں'' کی عصمت مامون ہے! اس مرتبہ ۲۳ مارچ کو اسلام آباد میں ہونے والی ''خاکی سرکس'' میں خواتین کے فوجی دستے نے بھی سلامیاں دیں......ان 'بے چاریوں' کے ساتھ خاکی افسر اور شراب کے نشے میں دُھت وقار راتوں کی تاریکیوں میں کیا کچھ نہیں کرتا ہو گا......اور یہ ایسے کیوں نہ ہوں کہ سینڈ ہرسٹ سے لے کر واشنگٹن وفلوریڈا کی صلیبی عسکری درس گاہوں میں انہیں یہی ہوس، شیطانی جذبات اور بے مہار جنسی اختلاط کے اسباق ہی تو گھوٹ گھوٹ کر پلائے جاتے ہیں!!! اگرچہ یہ الفاظ اور جملے ضبطِ تحریر میں لانا انتہائی تکلیف دہ تجربہ اور باعث آزار ہے لیکن ''بوٹ والوں'' کی خباثتیں بیان کرنے اور ان کے کریہہ وقبیح چہروں کو بے نقاب کرنے کے سوا چارہ بھی نہیں ہے!!!

افواج پاکستان میں خواتین کی شمولیت محض افسران کی عیاشی کے لیے ہی ہے......دورانِ تربیت ہی ان کو عزت اور پاک دامنی سے محروم کرنے بعد پاسنگ آؤٹ تقاریب میں اُن ہی اعلیٰ افسران کی اکثریت جوان خواتین کو گوہر عصمت سے محروم کرتے ہیں سب کے سامنے حیاباختہ ہونے کا میڈل اپنے ہاتھوں ان خواتین کے سینوں پر سجاتے ہیں، انہی حیوانی خصائل کی حامل فوج جو اپنی ہم پیشہ خواتین کی عصمت دری سے نہیں چونکتی!

یہ رذیل فوج میدان جنگ میں خصوصا قبائلی علاقوں میں جہاں ذرائع ابلاغ کی دسترس سرے سے موجود ہی نہیں وہاں ظلم وستم کے جو بازار بپا کیے ہوئے ہے اس کی حقیقت ابھی تک سوائے چند ایک واقعات کے دنیا کی نظروں اوجھل ہے......اڈیالہ جیل سے ایک اسیر مجاہد بھائی کا لکھا گیا ایک خط جس میں وہ لاہور سے گرفتار ہونے والے ایک مجاہد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''ان کے ساتھ ان کے پورے گھرانے کو گرفتار کیا گیا، ان کی پاک دامن بہن جو ایک یونی ورسٹی میں پڑھتی تھی ان کو گرفتار کرنے کے بعد خفیہ

19 اپریل: صوبہ کنڑ...............ضلع سرکانو...............مجاہدین کا افغان فوجیوں پر حملہ...............8 افغان فوجی ہلاک...............2 فوجی ٹینک بھی تباہ

ادارے کے اہل کار زیادتی کرنے لگے تو اس مجاہدہ بہن نے اپنی عزت بچانے کے لیے تیسری منزل سے نیچے چھلانگ لگا لی''......وااسلاماہ!!!

میری محبوب امت کے مظلوم مسلمانو! اب بھی وقت ہے اپنی آنکھیں کھولو مبادا کہیں بہت ہی دیر نہ ہو جائے......اب بھی وقت ہے انسانوں کو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی غلامی سے نکال کر ربِ کریم کے بنائے ہوئے عدل پر مبنی ضابتوں کی بندگی میں داخل کرنے والے مجاہدین کا ساتھ دو تا کہ جبر، گھٹن اور ظلم میں پستی انسانیت کو اسلام کی رحمتوں اور برکتوں کی طرف نکال لایا جائے، جس کے باعث ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکے...... جب قومیں اپنی اخلاقی پستی جھوٹ، فریب، خیانت اور مکاری کو فن کاری سمجھنے لگیں تو ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی جاتی ہے ......پھر ہوا چلتی تو ہے مگر ان پر قہر برسانے کو، بارش برستی تو ہے مگر ان کے گھروندے بہانے کو، ان کے کنوئیں جان لیوا بیماری کے جراثیموں سے بھر دیے جاتے ہیں، ان کی فصلوں میں زہر بھرا ہوتا ہے......رشتوں میں زہر بھر جاتا ہے، بیٹا باپ کو مارنے دوڑتا ہے، بیوی شوہر اور شوہر بیوی کا دشمن ہو جاتا ہے...... ہر بھائی دوسرے کے لیے قابیل بن جاتا ہے......جو اپنے پالنہار خدا کے ساتھ خیانت کرتے ہیں، کہیں بھی جائے امان نہیں پاتے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: امریکی ڈالروں کے بعد چینی سرمایہ کاری......لیکن ہدف' اسلام اور مسلمان ہی!

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص مسلمانوں کے مسائل معاملات کو اہمیّت نہ دے اور ان کے لیے فکر نہ کرے وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے'' (طبرانی، ترغیب)

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص کسی مسلمان کی مدد سے ایسے موقع پر ہاتھ کھینچ لیتا ہے جبکہ اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے موقع پر اپنی مدد سے محروم رکھیں گے جب وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا خواہش مند ہوگا......اور جو شخص کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرتا ہے جب کہ اس کی عزت پر حملہ کیا جا رہا ہو اور آبرو کو نقصان پہنچایا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائیں گے جب وہ اس کی نصرت کا خواہش مند ہوگا''......(ابوداؤد)

چینی مسلمانوں سے لاتعلقی کی اس انتہا کے باوجود چینی مسلمانوں کا جذبہ جہاد اور دین سے تعلّق کسی طور بھی کم نہیں...... یہاں تک کہ ہمیں شام کے محاذ پر بھی ہجرت کر کے آنے والے مشرقی ترکستان کے مسلمان' بشار الاسد کی ظالم حکومت کے خلاف جہاد میں برسرِ پیکار نظر آتے ہیں......جب کہ افغانستان اور آزاد قبائل میں ایسٹ ترکستان اسلامی موومنٹ کی صورت میں مشرقی ترکستانی مسلمانوں کا مضبوط جہادی مجموعہ موجود ہے، جس سے منسلک مجاہدین صلیبیوں اور اُن کے غلاموں کے خلاف مختلف محاذوں پر دادِ شجاعت دے رہے ہیں......

ایک جانب یہ غریب الدیار اور بے کس و بے بس ترکستانی مجاہدین ہیں جو اپنے فرض سے غافل ہوئے ہیں نہ ہی ملحد چین کا دہائیوں سے جاری ظلم و جور اُنہیں اُن کے دین سے کاٹ سکا ہے......دوسری طرف پاکستانی مسلمانوں کے سروں پر مسلط دنیا بھر کے کفر کے آلۂ حکمران ہیں جنہوں نے مسلمانانِ پاکستان کا دین سے تعلّق و رشتہ بھی تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اُن کی دنیا بھی برباد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں...... یہ مفسدین' عوام کو کبھی صلیبی جنگ کے صف اول کا اتحادی بننے کے دنیاوی فوائد گنواتے اور ''اپنی جنگ'' لڑنے کے بھاشن سنا کر اُس کے ثمرات و منفعت گنواتے نہیں تھکتے......لیکن آج حقیقت حال کا ہر ذی شعور فرد اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے کہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' نے اس قوم کس بے چارگی کی کیفیت میں لا چھوڑا ہے! اب اس ملک کے مسلمانوں کو ملحد چین کے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کے نتیجے میں آنے والے ''معاشی انقلاب'' کے خوش نما خواب دِکھائے جا رہے ہیں!

اے ہماری پیاری قوم! اپنے سروں پر مسلط ان انسان نما بھیڑیوں کو پہچاننے اور ان کے مکر و فریب سے نکلنے میں ہی آپ کی دنیا اور آخرت کی بھلائی مضمر ہے......یاد رکھیے! ۴۶ ارب ڈالر کی بجائے دنیا بھر کی دولت بھی اس ملک میں لا کر ''سرمایہ کاری'' میں جھونک دی جائے تو بھی آپ کو کسی قسم کا کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی......کیونکہ اس خطے کے مسلمانوں نے اپنے رب سے منہ موڑ رکھا ہے، اُس کریم پروردگار کے باغیوں کو اپنی گردنوں پر سوار کر رکھا ہے......ایسے میں ہفت اقلیم کے خزانے بھی ہاتھ آ جائیں تو بھی امن و خوش حالی اور چین و آسودگی کی زندگی خواب ہی رہے گی......ایک 'اکنامک کوریڈور' کی بجائے ایسے دسیوں ہزار منصوبے بھی آپ کو ذلت و ادبار سے نہیں نکال سکتے کیونکہ آپ کے خالق و مالک نے آپ کو عزت و سرفرازی کا واحد راستہ دکھا دیا ہے اور وہ راستہ ہے احکام شریعت کی پابندی اور نظام شریعت کا نفاذ!......یہی وہ وعدہ ہے جو ۶۷ سال پہلے ربِ کریم سے کیا گیا تھا لیکن اُسے ایک دن کے لیے بھی وفا کرنے کی نوبت نہیں آئی......پس جب تک اپنے پروردگار کی طرف پلٹنے، اُس کے بندگی کی طرف بلانے والوں سے دوستی اور اُس کی بغاوت پر اکسانے والوں سے برأت کا عزم مصمم نہیں کیا جاتا تب تک ''اکنامک کوریڈور' اور اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کے خواب' سراب بن کر سامنے آتے رہیں گے!!!

☆☆☆☆☆

19 اپریل: صوبہ زابل...... ضلع سیوری...... مجاہدین کا افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ......2 فوجی ہلاک...... 2 زخمی

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

سی آئی اے کے سابقہ سربراہ، مایہ ناز امریکی فور سٹار جنرل پیٹریاس (اپنے ہاں بڑے مقام کا حامل تھا) نے اعتراف جرم کرلیا.....اس نے اپنی محبُوبہ پاؤلر بریڈویل کو خفیہ دستاویزات تک رسائی دی تھی.....عراق جنگ میں امریکہ کے لیے بہترین خدمات انجام دینے والا، جنگ کا پانسہ پلٹ دینے والا، اس جرم کے ہاتھوں پٹخا گیا! اگر مقدمہ لڑتا تو دو سال قید بھگت سکتا تھا لہٰذا دستاویزات کی فراہمی اور FBI، CIA سے جھوٹ بولنے کا اقرار کرکے کم تر سزا قبول کرلی.....دو سال کی (Probation) یعنی محدود آزادی، قانون کی نگاہ تلے کڑی نگرانی اور ایک لاکھ ڈالر جرمانہ..... بیوی سے ماورا عشق کی یہ قیمت ادا کرنی پڑی.....اپنے مقتدر طبقوں کو گوروں ہی کی مثالیں دینی مناسب ہیں، یہ جمہوریت کے دعوے دار ہیں، ملکہ برطانیہ کے قانون، مغربی طرزِ حکمرانی کے پیروکار ہیں، گن بھی اسی کے گاتے ہیں.....شریعت کی خلافت کی بات کرنے والوں کو خوں خوار نظروں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں.....سوانہیں خلفائے راشدینؓ کی مثالیں دینا، بندر کو ادرک کھلا کر داد طلب نظروں سے دیکھنے کے مترادف ہے.....سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثالیں نگاہ خیرہ کن ہیں.....سیرت و کردار کے وہ ارفع نمونے ہیں کہ ان کی بلندی اور اپنی پستی شرم سار کیے دیتی ہے..... یہ جس مغرب کے لیے رطب اللسان رہتے ہیں جن سے تربیت لیتے ہیں انہی سے کچھ قاعدے قانون کی پاس داری سیکھ لیں! ہمارے ہاں شان دار گاڑیوں کے فلیٹ (عوام کی جان کے لاگو) قانون کا منہ چڑاتے پروٹوکول کے نام پر دندناتے پھرتے ہیں..... چند دن بیشتر کوئی وزیر کبیر، چھوٹا موٹا پروٹوکالیا دو پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے لیے ہوئے جس طرح پھنکارتا ہوا، ہماری گاڑی کو بزور چیخ چنگھاڑ پرے دھکیلتا ہوا آگے نکلا، ہم تا دیر نظام کی کم ظرفی، سطحیت، جہالت پر کڑھتے رہے.....ہم انہیں سپین تا چین پھیلی مملکت اسلامیہ کا خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ دکھا کر:

آپ بھی شرمسار ہو مجھ کو بھی شرمسار کر

کی کیفیت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے.....

کشکول بردار جھلملاتے ٹائی، سوٹوں، چمکتی دمکتی وردیوں پر سجے نگاہ خیرہ کن ستاروں، دھوم دھام، شان و شوکت کی گھن گرج کے پیچھے چھپی کرپشن کی کمبلا ہٹ، اخلاقی سرانڈ! سکینڈلز دن رات سامنے آتے رہتے ہیں..... جب باہم مفادات ٹکراتے ہیں، جھگڑ پڑتے ہیں تو خود ہی فریق مخالف (موافق مخالف بھی اس لوٹا نگری میں آئے دن بدلتے ہیں) کے کچے چٹھے کھول دیتے ہیں.....ہم انگلیاں دانتوں تلے داب داب انگلی لہولہان کر بیٹھتے ہیں مارے حیرت کے! الطاف حسین، عشرت العباد پر بگڑ جائے..... ذوالفقار مرزا، زرداری سے الجھ پڑے.....صولت مرزا پھانسی کا پھندا دیکھ کر سچ اُگل دے..... جاوید ہاشمی، عمران خان کے ہاتھوں زچ ہو جائے..... پھر ایسے ایسے سچ بولے جاتے ہیں جن پر مقدمے دائر کیے جائیں تو سارے لیڈر اندر اور عوام چین کی بانسری بجائیں.....

پیٹریاس نے تو ایک چھوٹے سے معاملے پر ہمت ہار دی معافیاں مانگ دوہرا ہوا..... یہاں مالی، اخلاقی، ہمہ نوع بدعنوانیاں، خلاف ورزیاں خوں ریزیاں سب پر این آر او پھر جاتا ہے..... پتہ نہیں بے چارے پیٹریاس کو این آر او کی کیوں نہ سوجھی..... ہمارے ہاں قتل و غارت گری سے لے کر دھوکا فریب تک سیکڑوں صفحات سیاہ کر دیں، سیاہی کم پڑ جائے، کاغذ ختم ہو جائیں! چلئے ہم اب یوم الدین، (جزا سزا کا دن، فیصلے کا دن) ہی کا انتظار کریں..... یہ زمین، اس پر ملی محدود مہلت عمل تو یہ قضیئے چکا نہیں سکتی.....

تاریخ یہی بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل نے کس ڈھٹائی سے انبیاء کو قتل کیا.....شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کو وقت کے فتویٰ گروں نے زندیق، خارجی، ملحد کہا..... ابن تیمیہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ رحمھم اللہ سب ہی حوالہ زنداں ہوئے، تعذیبوں کا نشانہ بنے.....امام مالک رحمہ اللہ کو (عیاذاً باللہ) گدھے پر بٹھا کر منہ کالا کر کے شہر میں پھرایا گیا..... (آج منہ کالا کرنے کو قلم کی سیاہی، ٹاک شوز اور شہر میں گدھے پر پھرانے کو ٹیلی ویژن چینلز کافی ہیں).....وقت کے حکمرانوں، سپاہیوں، عساکر کے کوڑوں عقوبت خانوں نے خوب آزمایا..... یہ سب بعد ازاں تاریخ کے امام کہلائے، صاحبانِ عزیمت جانے گئے.....اور دوسری جانب دنیاوی مفادات، حرص و ہوس کے پجاریوں کے لیے ہمیشہ ضرب المثل ہوگیا.....ننگ ملت، ننگ دیں، ننگ وطن! حق و باطل کی کشمکش کا ہر باب دونوں قسم کے کردار لیے ہوئے ہیں.....

اسمبلیاں اندھا دھند بلا سوچے سمجھے بل بنا بنا پاس کیے جارہی ہیں.....نفرت انگیز لٹریچر پھیلانے پر ۵۰ لاکھ جرمانہ..... پڑھے لکھے معزز لوگ خوار وزار کیے جارہے ہیں..... پچھلے دنوں شنید ہے کہ شبلی نعمانی تلاش کیے جارہے تھے گرفتار کرنے کو! ان بڑھوں کی ایک فوج اردو بازاروں، پبلشروں پر چھوڑ دی گئی..... برہنہ تصاویر، فحش لٹریچر، غیر اخلاقی مواد تو ان کے ہاں نفرت انگیز نہیں..... دین بے زاری کا بخار چڑھا ہوا ہے.....

(بقیہ صفحہ ۴۲ پر)

19 اپریل: صوبہ زابل..................ضلع شینکئی کے مرکز، فوجی چوکی اور گاڑیوں پر مجاہدین کا حملہ..................خفیہ ادارے کی ضلعی سربراہ سمیت 3 اہل کار ہلاک

ایک بار پھر ''بلڈی سویلینز''

صہیب احسن

۱۵ اپریل کو راولپنڈی شہر کی ریخ روڈ پر پاکستانی فوج (رائل انڈین آرمی) کے ایک میجر کی گاڑی سے موٹر سائیکل کے تصادم پر میجر ''ساب'' کی گاڑی کو معمولی خراشیں آ گئیں، اور بعض فوجی پے رول پر موجود صحافیوں کے بقول گاڑی کی قیمت ''ایک لاکھ روپیہ'' گر گئی۔ ہمیشہ سے ہی مظلوم عوام پر اپنی تمام تر طاقت کا مظاہرہ کرنے والی اس فوج کے میجر ساب بھی ''بلڈی سویلینز'' کی حرکت پر جلال میں آ گئے اور موٹر سائیکل سوار نوجوان کو اپنی ''بیلٹ'' سے پیٹنے پر ہی بس نا کیا بلکہ اس کے ساتھ موجود اس کی ہمشیرہ کو بھی زدوکوب کیا، اس کے کپڑے پھاڑ کر اسے سڑک پر گھسیٹا۔ اور پھر ارد گرد ''بلڈی سویلنز'' کا ہجوم جمع ہوتے دیکھ کر واپس گاڑی میں بیٹھ گئے اور ''کمک'' طلب کر لی۔ اگلے ہی دن تھانہ میں رپورٹ کے ذریعہ چار لوگوں کو تشدد کے الزام میں ''اندر'' کروا کر میجر ساب نے اس نظام کے انصاف کا ''روشن'' چہرہ سب پر مزید عیاں کر دیا۔ اس موقعہ پر میڈیا کا کردار ہمیشہ کی طرح شرم ناک ہی رہا۔ بھینس کے پل سے گر جانے کی خبر کو ''سب سے پہلے بریک'' کرنے والا میڈیا، دارالحکومت سے متصل ایک مرکزی شہر میں اس واقعہ سے ''بے خبر'' رہا، اور فوج کے وقار پر ضرب آنے کے خدشے نے اسے ''دیکھتے ہوئے بھی ان دیکھا'' کر دیا۔ کہیں کسی نے چھوٹی سرخی لگائی بھی، تو میجر کی جگہ ''کار سوار''، اور کہیں ''سرکاری افسر'' لکھ کر، فوج کے ''وقار'' کو بلند رکھتے ہوئے بلڈی سویلنز کو یاد دلایا کہ ان کی جان، مال عزت کی قیمت ابھی اتنی نہیں ہوئی کہ اسے ''افسر شاہی'' کی کار کی خراشوں کے مقابل اہمیّت دی جائے۔ اور ایک بار پھر سے باور کروایا کہ ''وطن کی حفاظت'' کے جھوٹے دعویٰ کے نام پر اسی دیس کے باسیوں کی جان، مال اور عزت سے کھیلنا ان کا حق ہے۔

افسوس کے یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ جدید وطنی ریاستوں کے تصور، اور ان ہی کی سرحدات کی حفاظت کے نظریہ پر قائم یہ فوج، جو برطانیہ کی قائم کردہ پف رجمنٹ (پنجاب اور ریگولر فرنٹیئر فورس) کا ہی ایک تسلسل ہے، اس قسم کے واقعات کی ایک تاریخ رکھتی ہے۔ اولاً تو خود ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز کو دہلی فتح کرنے میں مدد دینے اور بعد از اں خلافتِ عثمانیہ کے سقوط میں ''کرائے'' کے سپاہیوں کا کردار ادا کرنے والی یہ فوج قیام پاکستان سے لے کر آج تک ''گورے آقا'' کی اس محنت کا مکمل نمونہ رہی جو اس نے ''بھوری چمڑی والے مقامی انگریز'' پیدا کرنے کے لیے کی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں ہی ''اسلامی'' فوج کے عیسائی سپہ سالار نے کشمیر میں فوجیں داخل کرنے سے انکار کر دیا، لیکن اسی سال وزیرستان اور وانا بازار پر بم باری کر کے اس فوج نے اپنی ڈاکٹرائین واضح کر دی، کہ یہ اسی انگریز فوج کا تسلسل ہے، جس کا مرکزی دشمن آج بھی مغربی سرحد پر بیٹھے حمیتِ دینی رکھنے والے غیور قبائل ہیں۔

بھارت کے ساتھ ہونے والی تین جنگوں میں بزدلی کی تاریخ رقم کرنے والی یہ فوج کبھی بلوچستان میں فوجی آپریشنوں کے ذریعہ اہلیانِ پاکستان کا قتلِ عام کرتی رہی، اور کبھی بنگال میں مسلمانوں کے خون سے ہولی اور ان کی عصمتوں کی پامالی کی شرم ناک داستانیں رقم کرتی رہی۔ خود سرکاری تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ، جو حمود الرحمٰن کی سربراہی میں قائم کیا گیا تھا' نے ۱۹۷۱ء کی جنگ میں اس فوج کے افسران کی بے غیرتی کی ان شرم ناک ''حرکتوں'' سے پردہ اٹھایا کہ خود اشرافیہ ہی کو اس رپورٹ کو چھپانا پڑ گیا۔ شراب و کباب کے رسیا اور اسلام سے کوسوں دور، یہ وہی طبقہ ہے جو کل بھی اپنے گورے آقا سے جائیداد اور مراعات کے حصول کے لیے ہندوستان کی مقامی آبادی پر ظلم کے پہاڑ توڑتا رہا، اور چند ٹکوں کے عوض کبھی عثمانی خلافت کی فوجوں سے برسرِ پیکار رہا اور کبھی ہندوستان میں اٹھنے والی مختلف تحریکوں کو کچلنے میں انگریز کا وفادار۔ اور آج بھی ڈالر کی چکا چوند اسے بنیادی انسانی اخلاقیات سے بھی گری ہوئی حرکتیں کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

یہی فوج ہے جو بریگیڈیئر ضیا الحق کی قیادت میں اردن کے شاہ حسین کے ''نوٹوں'' کی لالچ میں پچیس ہزار فلسطینی مسلمانوں کا خون بہا دیتی ہے، اور بربریت کی وہ مثال رقم کرتی ہے کہ خود اردنی حکام بھی اعتراف کرتے ہیں کہ اتنی سرعت سے پیش رفت کی ہمیں توقع نہیں تھی۔ (یہ سرعت اس لیے کہ جنابِ ضیا الحق صاحب نے راستہ میں آنے والے ہر ذی روح کا صفایا کر دیا اور اپنی روایات برقرار رکھتے ہوئے عورت بچے اور بوڑھے کی کسی تفریق سے خود کو دور رکھا)۔ پھر اسی فوج کا سربراہ ہے جو ایک امریکی فون کال پر ڈھیر ہو جاتا ہے، اور امارتِ اسلامیہ افغانستان اور مسلمانانِ افغانستان کی جانوں کا سودا کر لیتا ہے، یہ مسلمانوں کے خلاف کفار کے اتحادی بن کر ارتداد کی بدترین صورتوں کو اپنانے والی فوج ہی ہے......جس نے شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ہونے کا ثبوت دینے کے لیے سیکڑوں عرب مجاہدین پکڑ کر کفار کے حوالے کیے، یہی فوج ہے جو امت کی بیٹی عافیہ صدیقی کو ڈالروں کے عوض بیچ ڈالتی ہے، جس کا سربراہ اعتراف کرتا ہے کہ میں نے چند ہزار ڈالروں کے بدلے ایک چھ ماہ کے بچے کو بھی اپنے ''آقا'' کو بیچ ڈالا۔ ایسے وقت میں جب کہ مجاہدینِ اسلام کے ہاتھوں ۹/۱۱ کی مبارک کارروائی کی بدولت رحمان اور شیطان کے گروہوں میں تفریق واضح ہو گئی تھی، انگریز کی تربیت یافتہ اس فوج نے اپنا سارا وزن کفر کے پلڑے میں

20 اپریل: صوبہ ہلمند..................ضلع خانشین..................پولیس اہل کاروں پر مجاہدین کا حملہ..................2 پولیس گاڑیاں مکمل طور پر تباہ..................9 اہل کار ہلاک اور زخمی

ڈال دیا۔ اور کفر سے عزت کی طلب میں امت سے غداری کرلی، یہ بھولتے ہوئے کہ عزت تو تمام صرف اللہ رب العزت ہی کے لیے ہے، رب تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعاً (النساء : ۱۳۹)

''کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ کہ ساری کی ساری عزت تو اللہ ہی کے لیے ہے''۔

اسی فوج نے اس ملک میں ''رٹ آف دی سٹیٹ'' یا آئین کی عملداری کے نام پر نفاذِ شریعت کے لیے اٹھنے والی ہر آواز کو بزورِ قوت مٹانا اپنا اولین فرض جانا، مولانا صوفی محمد فک اللہ اسرہ کی نفاذِ شریعت محمدی ہو یا مجاہدین طالبان کا سوات میں شریعت کا قیام۔ قبائل کے غیور عوام کی اسلام، جہاد اور مجاہدین سے محبت ہو یا اہلیانِ پاکستان کی دین دوستی۔ ہر آواز کو کہیں توپ و تفنگ سے اور جیٹ طیاروں کی بم باریوں سے، کہیں جبری لاپتگیوں کی صورت، کہیں علاقوں سے بے دخلی و بے خانماں کرنا، اور کہیں مساجد سمیت تمام انفراسٹرکچر تباہ کرکے، دبانے کی پوری کوشش کی، اور پھر بھول گئے کہ

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (سورة الصف: ۸)

لال مسجد و جامعہ حفصہ شہیدہ کی معصوم طالبات اور پاکیزہ نفوس داعیانِ کلمہ حق ہوں، یا خروٹ آباد میں ارضِ شیشان کی معصوم غیر مسلح حاملہ خواتین...... اس فوج نے اسلام سے معمولی سا تعلق ثابت ہوجانے پر کہیں فاسورس سے جلا ڈالا، اور کہیں کیمرے کی آنکھ کے سامنے ہاتھ پیر باندھ کر تو اتر سے برسٹ فائر کرکے اپنی ''بہادری'' اور اسلام دشمنی پر مہر لگائی۔

پس مسلمانانِ پاکستان کو جان لینا چاہیے کہ وطن کے تحفظ کے جھوٹے دعوے (سکوتِ ڈھاکہ و کارگل میں بدترین ناکامی) کے نام پر موجود یہ مسلح گروہ المعروف فوج ہی نفاذِ شریعت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ فوج اور ایوانِ اقتدار میں موجود طبقہ کل بھی انگریز آقا سے خدمت کے صلہ میں ''وکٹوریا کراس'' حاصل کرنا باعث فخر سمجھتا تھا، اور آج بھی مسلمانوں کا خون بہانے کے عوض امریکہ میں حاضریاں لگوا کر اور گلے میں ان کے عطا کیے ہوئے میڈل لٹکا کر گویا وفاداری کا سرٹیفکیٹ وصول کرتے ہیں۔ پاکستان پر حاکم خائن نواز شریف کی حالیہ کچھ دنوں میں برطانیہ میں خلافتِ عثمانیہ کی فوجوں کے خلاف گیلی پولی کے محاذ پر مارے جانے والے صلیبی فوجیوں کی یاد میں منائی جانے والی صد سالہ تقریبات میں شرکت کرنا، واضح کرتا ہے کہ اس گروہ کی تمام تر ہمدردیاں اور مددکن کے ساتھ ہے۔ مسلمانانِ پاکستان کو جان لینا چاہیے کہ رب کی زمین پر رب کے نظام کا فرض ان کے ہی کندھوں پر ہے، جس سے دامن کسی طور نہیں چھڑایا جاسکتا۔ اور اس نظام کے نفاذ کی راہ میں حائل اس ظالمانہ اور طاغوتی نظام اور اس نظام کی رکھوالی اس فوج سے بزورِ قوت چھٹکارا پانا فرض بھی ہے، اور وقت کا اہم ترین تقاضا بھی!

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہفت کشور جس سے ہو تسخیر

سوبے جانے بوجھے خوردبین لگا لگا کر یک طرفہ یلغار مخصوص طبقہ ہائے فکر کے خلاف جاری وساری ہے...... پہلے ہی یونیسکو کی رپورٹ شرح تعلیم کے حوالے سے تشویش ناک اعداد و شمار پاکستان کے حوالے سے دے رہی ہے...... مشاہدہ یہ ہے کہ تعلیم جو فہم، گہرائی، وسعت پیدا کرے، مدارس میں رہ گئی ہے...... انگریزی، اردو ملغوبہ تعلیم میں طالب علم زبان غیر سے ہی نمٹتے رہ جاتے ہیں...... (یہی لارڈ میکالے کا مقصد تھا) تعلیمی گہرائی کیونکر پیدا ہو؟ فہم و فراست کہاں سے آئے؟ یعنی قوم ہمہ گیر سطحیت کی بیماری کا شکار ہے......

ترقی، دنیا کی قوموں کے برابر کھڑے ہونے کی خواہش میں سڑک بنا، پل بنا، میٹرو بنا! ظاہری چمک دمک، سینٹورلیس نوعیت کے شاپنگ مال ترقی کی معراج ہے...... جس کے پیچھے خطِ غربت سے نیچے بیٹھے سسکتے عوام اور دمکتے آئس کریم، کچپ ٹپکاتے اشتہا انگیز کھانوں والے بل بورڈز تضاد کی علامت ہیں! میٹرو کی گھن گرج اور دوسری جانب بیماریوں میں رلتے، کیڑے مکوڑوں کی طرح مرتے، صاف پانی اور دو وقت کی روٹی، طبی سہولتوں سے محروم ابلتے گٹروں، کوڑے کے ڈھیر پر پلتے ریوڑوں کے ریوڑ نما انسان! دیہاتوں کی کسمپرسی کا تذکرہ ہی کیا...... بڑے شہر نا کارہ نکاسئ آب کے مارے، ایک بارش ہوجائے تو سڑکیں تالاب بن جاتی ہیں، ٹاؤن پلاننگ کی قلعی کھل جاتی ہے...... ۴۶ ارب ڈالر کے منصوبوں کی خوش خبریاں......

دوسری جانب مایوس کن خیانت پیشہ ہاتھوں کی کارفرمائیاں حوصلہ شکنی کرتی ہیں...... نالائقی کا عالم تو یہ ہے کہ مشاہد حسین ایک عدد تھنک ٹینک (جو دانش و تحقیق بکھیر نے کو کمر بستہ تھا) نے اپنا نام تک درست نہ رکھا؟ مخفف بنا Randi...... تو اصحاب فہم شرمسار ہوگئے...... اخباروں میں شور مچا تو ٹینک میں کھلبلی مچی، نام بدلا اور اب مخفف ہوا Radi! اب آپ چاہیں تو رنڈی سے ردی بہتر جان کر قبول کرلیں...... ٹینک بھر دانش سے ایک بھلا نام نہ نکل پایا؟ آگے فکر کی جولانیاں کیا رنگ دکھائیں گی! اصلاً ہم دماغ سے نہیں شکم سے سوچنے کے عادی ہیں...... ملک کے طول و عرض میں شکم پرستوں کا بول بالا ہے...... ملک خداداد پاکستان ان سنہرے خوابوں کو بھول چکا جو اس کے بنانے والوں نے ہماری آنکھوں میں اتارے تھے...... اب ڈراؤنے خواب فکر و فہم رکھنے والوں کو دہلاتے ہیں! سعودی عرب ایران، یمن کشاکش میں گھرا پاکستان...... امریکہ، بھارت کی خشمگیں نگاہوں کے بیچ چین سے پینگیں بڑھاتا پاکستان...... حالات کے تھپیڑے رخ متعین کرتے ہیں...... قوم کے بزرجمہر واضح، دوٹوک، پختہ فکر اور دوراندیشی سے محروم ہیں......

[یہ مضمون ایک مقامی روزنامہ میں شائع ہو چکا ہے]

20 اپریل: صوبہ غزنی......ضلع مقر......مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کو نشانہ بنایا......5 جنگ جو ہلاک

مصر و بنگال سے آ رہی ہے صدا......کوئی رستہ نہیں ماسوائے جہاد!!!

عمار ثاقب

یہ ۲۰۰۴ء کا واقعہ ہے جب فلپائن کے باشندے کو عراق کی ایک تنظیم 'خالد بن ولیدؓ بریگیڈ' نے یرغمال بنایا اور فلپائن کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عراق سے اپنے فوجی واپس بلا لے...... باوجود اس کے کہ فلپائن کی حکومت پر امریکہ، برطانیہ اور دوسرے کئی ممالک کا سخت دباؤ تھا کہ وہ اپنے فوجی عراق سے نہ نکالے لیکن فلپائن کی حکومت نے کسی دباؤ کو خاطر میں نہیں لایا اور اپنے ایک شہری کی جان بچانے کے لیے چند دنوں کے اندر اپنے فوجیوں کو واپس بلا لیا...... واضح رہے کہ جس شہری کی وجہ سے فلپائن حکومت نے امریکہ سے تعلقات خراب ہونے کی پرواہ نہ کی، وہ ایک ادنیٰ سا ڈرائیور تھا۔

بہر حال اس واقعے کو بیان کرنے کا مقصد حب الوطنی کے حق میں دلائل دینا نہیں تھا بلکہ چند مغالطوں کو واضح کرنا تھا جس میں آج ہم مبتلا ہیں...... مجاہدین اسلام کے خلاف جنگ میں رائے عامہ ہموار کرنے اور عوام کو مجاہدین کے خلاف کھڑا کرنے کے لیے آج جس ہتھیار کو استعمال کیا جا رہا ہے وہ وطن پرستی کا بت ہے......

اس ملک پر قابض جرنیلوں کا ٹولہ جب چاہے گا اس بت کو تراشے گا، استعمال کرے گا اور جب چاہے گا خود ہی اس کو توڑ ڈالے گا یا یوں کہیں کہ بیچ کھائے گا اگر حب الوطنی کی ان جرنیلوں اور پاکستان فرسٹ کا نعرہ لگانے والوں کے نزدیک کوئی حیثیت ہوتی تو سلالہ واقعے میں جانیں دینے والے فوجیوں کا کس طرح یہ سودا کرتے ہیں...... کیا یہ درست ہوگا کہ اسی ٹولے سے ہم امید لگائیں کہ وہ بنگلہ دیش کی سرزمین پر پاکستان کا دفاع کرنے والوں کا آج ذرہ برابر بھی دفاع کریں گے؟ جب کہ تاریخ گواہ ہے کہ انگریز کی تیار کردہ اس فوج نے اگر وفاداری کا عہد نبھایا ہے تو صرف برطانیہ اور امریکہ سے...... خبر آئی تھی کہ سپہ سالار موصوف جنرل راحیل شریف کو اس کی ''اعلیٰ خدمات'' کے عوض امریکی فوج کے اعلیٰ ترین اعزاز سے نوازا گیا ہے...... جن قبائلیوں نے کشمیر میں ہندوستان سے جنگ کی آج وہی قبائل انکی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح چبھتے ہیں...... آج ان قبائلیوں کی حب الوطنی پر تو شک کیا جاتا ہے لیکن امریکہ سے آنے والی ایک ٹیلی فون کال پر ڈھیر ہونے والوں کی نیت پر شک کرنا ناقابلِ معافی جرم ہے......

بنگلہ دیش میں پاکستان کی بقا کی جنگ لڑنے والے جماعت اسلامی کے کارکنوں نے جو کچھ کیا ایک مسلمان ملک کے اتحاد کو قائم رکھنے کی غرض سے کیا...... لیکن یہ بہت بڑی ناانصافی ہوگی کہ بنگلہ دیش میں پاکستانی افواج کی جانب سے روا رکھے جانے والے مظالم کو جماعت اسلامی کے کارکنوں کے کھاتے میں ڈال دیا جائے...... بنگلہ دیش کی عوام جنہوں نے قیام پاکستان کی تحریک کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کیا، ان جرنیلوں اور سیاست دانوں کے اقتدار کی ہوس کی بھینٹ چڑھ گئے جنہوں نے انگریزوں کے جانے کے بعد اس مملکت کو اپنی جاگیر ہی سمجھا...... جب تک معاملہ بنگلہ دیش کی عوام پر بہادری کے جوہر دکھانے کا تھا کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی اور جی بھر کے ان کے خون سے ہاتھ رنگے لیکن جب بات ہندوستان کی افواج کا مقابلہ کرنے کی آئی تو ایسے ہتھیار ڈالے گئے جو اس فوج کے ماتھے پر بدنما داغ کی مانند رہے گا...... سانحہ مشرقی پاکستان کے مرکزی کرداروں میں سے ایک کردار جنرل نیازی کے متعلق محمد اجمل نیازی لکھتا ہے......

> ''جب میں ۱۹۸۰ کے اوائل میں بھارت گیا تو مجھے ایک محفل میں وہ ویڈیو دھوکے سے دکھائی گئی جس میں میرے قبیلے کے جرنیل نیازی کے ہتھیار ڈالنے کے مناظر تھے...... اس سے پہلے جنرل نیازی کے سر پر جوتے مارے گئے، اس کے منہ پر تھوکا گیا...... کاش وہ خودکشی کر لیتا''۔

جنرل نیازی جو کسی بھی قسم کے مواخذے سے محفوظ رہا سقوط ڈھاکہ کے بعد بغیر کسی شرمندگی کے تیس سال زندہ رہا...... اس کے مرنے پر اے ایچ جعفر نے ایک مضمون لکھا، جس میں کہا گیا:

> ''جنرل نیازی پان کے منافع بھرے کاروبار میں پوری طرح ملوث تھا پاکستان کی ڈوبتی بیڑی کے تلاطم خیز دنوں میں یہ ملٹری چیف اور ایڈمنسٹریٹر کا حال تھا''۔

ایک طرف یہ جرنیل ''حب الوطنی'' کی اعلیٰ مثال قائم کر رہے تھے دوسری طرف امت کے غم میں گھلنے والے وہ سادہ مسلمان تھے جو پہلے سے بٹی امت کو مزید ٹکڑے ہوتے دیکھنا نہیں چاہتے تھے...... اس وقت بھی قربانیاں دیتے رہے اور آج بھی بنگلہ دیش کی سیکولر حکومت کے بغض کا نشانہ بنتے ہوئے تختہ دار پر جھول رہے ہیں...... جماعت اسلامی سمیت پاکستان کی تمام مذہبی سیاسی جماعتوں کے لیے یہ لمحہ فکر یہ ہے جو جمہوری نظام میں اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے کئی دہائیوں سے تگ و دو کر رہی ہیں...... ہر حکومت اپنے کڑے وقت میں ان سے مدد لیتی ہے یہ عسکریت پسندی کی مذمت کر کے اپنا وجود بے ضرر اور امن پسند بھی ثابت کرتے ہیں...... اس کے باوجود حکومت اور فوج کو جب موقع ملتا ہے یہ آنکھیں پھیر لیتے ہیں اور انہیں نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

جب کہ ان اسلام پسند جماعتوں کے مدمقابل کمیونسٹ، سیکولر اور بے دینوں

20 اپریل: صوبہ ہلمند...... صدر مقام لشکر گاہ شہر...... پولیس اسٹیشن پر فدائی حملہ...... نظم عامہ کمانڈر حیات اللہ اور انسداد دہشت گردی افسر عبدالاحد سمیت 23 اہلکار ہلاک...... 30 زخمی

کے جتھوں کو دیکھا جائے تو اسلام پسندوں کے خلاف یوں صف آرا ہیں جیسے اسی مقصد کے لیے دنیا میں آئے ہیں......کم و بیش ۷ دہائیاں گزر جانے کے باوجود اسلام کا نفاذ تو دور کی بات، کسی ایک جزو کی قانون سازی کے لیے بھی اگر کوئی بل اسمبلی میں پیش کیا جاتا ہے تو اس کی روک تھام کے لیے بھی مختلف گروہ ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں...... بلکہ اب تو نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ توہین رسالت کے قانون کے خلاف بھی مستقل بنیادوں پر میڈیا میں مہم جاری ہے......

اخوان المسلمون کے دہائیوں پر مشتمل قربانیوں کے طویل سفر اور جدوجہد کے بعد جمہوری راستے سے اقتدار میں آنا اور امریکی اور عرب طواغیت کے حمایت یافتہ ڈکٹیٹر کے ہاتھوں ان کی حکومت کا ٹوٹنا ان تمام واقعات میں جماعت اسلامی سمیت تمام دینی سیاسی جماعتوں کے لیے ایک واضح پیغام ہے جو جمہوری راستوں سے اس ملک میں اسلام کے نفاذ کا خواب دیکھ رہی ہیں ......ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ جمہوریت کو ناگزیر قرار دینے والا امریکہ صرف اس وقت تک جمہوریت کی حمایت کرے گا جب تک اسلام پسند افراد اس نظام میں مغلوب ہیں......لیکن جیسے ہی دین دار طبقوں میں سے کچھ گروہ اپنی اساسیات پر سمجھوتے کر کے اس نظام کے ذریعے اقتدار کی مسندوں پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو اُن کی یہ ''جسارت'' بھی کفر کسی طور ہضم نہیں کر پاتا......

بنگلہ دیش اور مصر میں پچھلے کئی سالوں سے اسلام پسندوں پر روا رکھے جانے والے مظالم یہ حقیقت کھول کر بیان کر رہے ہیں کہ دین سے وابستگی رکھنے والا کوئی فرد یا گروہ' دنیا بھر میں قائم شیطانی سرمایہ دارانہ نظام جمہوریت اور کفر کے سرداروں کو قابل قبول نہیں......وقتی طور پر وہ چند ماہ یا چند سالوں کے لیے آپ سے آنکھیں موند سکتے ہیں لیکن اول تو وہ کسی صورت اسلام پسندوں کو معاشروں پر حاوی ہونے کا موقع دینے کو تیار نہیں......لیکن اگر کبھی عوام کے ووٹوں سے دینی طبقات برسر اقتدار بھی آ جائیں تو روزِ اول سے اُن کے پر کترنے اور اُنہیں محدود سے محدود تر کرنے کے سارے جتن کیے جاتے ہیں......پھر اسی پر بس نہیں چلتا بلکہ ہلکا سا موقع ملنے پر بھی کہیں سیسی اور کہیں حسینہ واجد کی صورت میں اُن پر عرصہ حیات تنگ کرنے والے مسلط کر دیے جاتے ہیں......پھر ملا عبدالقادر رحمہ اللہ، قمر الزمان رحمہ اللہ جیسے دین کے لیے درد رکھنے والے پھانسیوں پر جھولتے دکھائی دیتے ہیں اور محمد مرسی و محمد بدیع جیسے نظام اسلامی کے خواب دیکھنے والے زندانوں کی نذر کیے جاتے ہیں......

لہٰذا اے ہماری پیاری اور محبوب امت! خوب جان لیجیے! اس نظام کو جب اور جہاں موقع ملے گا یہ آپ پر وار کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں برتے گا......آپ کتنی ہی ''بقائے باہمی'' کی پالیسی اپنا لیں یہ نظام آپ کو نہیں بخشے گا......خود کو 'ماڈریٹ' بنانے کے جتنے بھی جتن کر لیں، آپ کفر کے لیے سرے سے ناقابل قبول ہیں......

قطع نظر اس بات کے، اس نظام میں رہتے ہوئے اسلام کا نفاذ ممکن ہے یا نہیں، یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ ہم مغرب کے مسلط کردہ اس نظام کے متعلق ان علما کرام کی رائے کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں جنھوں نے اس نظام کی شرعی حیثیت اور اس کے سینے میں چھپی غلاظتوں کو کھول کھول کر بیان کیا......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ سے لے کر حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ، علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ، قاری طیب رحمہ اللہ، مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ، مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ، مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا شاہ محمد حکیم اختر رحمہ اللہ، مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ و رحضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ، یہ وہ نام ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں......آج جمہوری نظام میں شامل بہت سی دینی جماعتیں ان علمائے کرام کا نام بھی خوب استعمال کرتی ہیں اور خود کو ان علما کا جانشین سمجھتی ہیں......لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ان تمام علما نے بڑے واضح انداز میں جمہوریت کا رد فرمایا......مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ادیان کی جنگ ؛ دین اسلام یا دین جمہوریت میں نہ صرف ان تمام علمائے کرام کے فتاوی جات کو جمع کیا ہے بلکہ فقہا، مفسرین اور محدثین کی کتابوں سے دلائل بھی لیے ہیں تا کہ کسی بھی مکتبہ فکر کو کوئی شک یا تردد نہ رہے......

یہ اسی جمہوری نظام کا ثمر ہے پہلے سے تقسیم ہوئی امت مزید گروہوں میں بانٹ دی گئی......ایک مذہبی جماعت کے مظلوم، اسیر اور شہدا دوسری جماعت کے لیے بیگانے ٹھہرے اور دوسری جماعت کے مظلوموں کے لیے ان کے پاس ہمدردی کے بول نہیں......یہی تقسیم بین الاقوامی معاملات میں بھی موجود ہے......کیا یہ افسوس ناک نہیں کہ شام میں ہونے والے مظالم پر اس لیے خاموشی اختیار کی گئی کیونکہ اس معاملے میں بولنے پر روافض کا مکروہ چہرہ سامنے آتا ہے اور جماعتی موقف کو ٹھیس پہنچتی ہے...... چلیے مان لیا کہ آپ نظریاتی طور پر اخوان المسلمون کے قریب تھے اور ان پر ہونے والے ظلم کو آپ نے شام میں ہونے والے ظلم سے بھی زیادہ محسوس کیا لیکن پھر تو ہمیں یہ امید بھی ہوگی کہ مصر کی صورت حال سے سبق سیکھا جائے......اگر اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو ایسا نہ ہو کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے......بجائے اس کے کہ ہم دہائیوں کی قربانی کے بعد اقتدار تک پہنچیں اور اسلام نافذ کرنے کا خواب پورا کرنے سے پہلے ہی امریکہ کا کوئی زرخرید جرنیل ہمارا تختہ الٹ دے......تو کیوں نہ اصل حل کی طرف آج ہی سے رخ کیا جائے اور ان دین دشمنوں سے وہی معاملہ رکھا جائے جو مجاہدین رکھ رہے ہیں یعنی یہود کے ایجاد کردہ اس نظام سے مکمل برات اور کلی بغاوت کریں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے نفاذ کو اپنا مشن بنا لیں!

☆☆☆☆☆

21 اپریل: صوبہ قندوز..................قندوز شہر..................پولیس اہل کاروں پر حملہ..................گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے ایک موقع پر ہلاک..................2 زخمی

ارضِ شام کی موجودہ صورت حال

جنید منصور

ارضِ شام کی موجودہ صورت حال ایرانی حمایت یافتہ بشار یالاسد کی حکومت کے لیے ان چار سالوں میں سب سے زیادہ دشوار ہو گئی ہے......۲۰۱۵ء کا سال بشار قصائی کی حکومت کے لیے مسلسل ولگا تار شکستیں لے کر آیا ہے۔

سال کے شروع میں ہی ایرانی رہ نمائی اور لبنانی و ہزارہ شیعوں کی بڑی تعداد کی مدد سے حلب اور درعا میں مجاہدین کے خلاف بڑے آپریشن شروع کیے گئے جو کہ بشار فوج اور حامی ملیشیا کے لیے شدید جانی و مالی نقصانات کا باعث بنے اور مجاہدین نے نا صرف اس کثیر الملکی شیعہ فوج کے جنگ جوؤں کے حملے کو کامیابی سے روکا بلکہ ان کو انہی کی دفاعی لائینوں سے بھی پیچھے دھکیل دیا اور بہت علاقے آزاد کرا لیے گئے۔

کامیابیوں کا یہ سلسلہ اس کے بعد بھی نہ رکا اور درعا میں مجاہدین نے 'بصرہ الشام' کے اہم قصبے کو بشار سے آزاد کروا لیا...... یہ بصرہ الشام شام اور اردن کی بارڈر کراسنگ کے پاس ہے اور اس کی دفاعی اہمیّت اسی وجہ سے ہے......اس فتح کے کچھ ہی دنوں میں مجاہدین نے اردن اور شام کی بارڈر کراسنگ پہ حملہ کیا اور سخت لڑائی اور بم باری کے باوجود ساری بارڈر کراسنگ سے بشاری فوج اور اس کی حامی ملیشیات کو جانی نقصان پہنچانے کے بعد بھگا دیا گیا اور بارڈر کراسنگ مجاہدین کے پاس آ گئی۔

اس کے ساتھ درعا میں ہی مجاہدین کی دمشق کی جانب پیش قدمی سست روی سے جاری رہی...... بشار نے دمشق کی جانب مجاہدین کو بڑھنے سے روکنے کے لیے بصرہ الشام پر حملہ کیا، اس حملے میں بڑی تعداد میں ہزارہ ملیشیا' بشار کی مدد کر رہی تھی......اس حملے کی نوعیت اور نتیجہ حلب کے حملے جیسا ہی رہا اور رافضی بڑی تعداد میں لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے جب کہ بہت سے ہزارہ شیعہ قیدی بنا لیے گئے......

سب سے اہم اور بڑی فتوحات حالیہ مجاہدین کے اتحاد 'جیش الفتح' کی طرف سے ادلب کے صوبے میں بشاری فوج کو دھول چٹوانا ہے......تقریباً ایک ماہ پہلے جیش الفتح کے مجاہدین نے صوبہ ادلب کے مرکزی اور ہم نام شہر ادلب کو بڑی لڑائی کے بعد فتح کر لیا، دفاعی تجزیہ نگاروں کے لیے یہ کامیابی بہت حیران کن تھی...... بھاری نقصانات کے بعد اس کے بعد بشاری قریبی شہروں جسر الشغور اور اریحا کی طرف پسپا ہو گئیں......اس کے ایک ماہ بعد ہی جیش الفتح کی ۱۲ ہزار کی جمعیت نے بیک وقت اریحہ، جسر الشغور، المسطومہ ملٹری بیس اور القرمیز ملٹری بیس پہ حملہ کیا اور تین چار دن کی شدید لڑائی کے بعد مجاہدین نے جسر الشغور شہر اور اس کے بعد القرمیز ملٹری بیس سے روافض کا خاتمہ کر دیا اور بقیہ فوج پسپا ہو گئی......ان فتوحات نے سب کی آنکھیں کھول دیں، اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل اپنے بندوں کے شامل حال اس طرح رہا کہ یہ کامیابیاں خود مجاہدین کی امیدوں سے بھی زیادہ تھیں......اب کوئی دن جاتا نہیں کہ اریحہ اور المسطومہ کا بیس بھی فتح ہو جائیں گے، ان شاء اللہ!

اس لڑائی میں بشاری فوج کے بڑے بڑے افسران بڑی تعداد میں ہلاک ہوئے......اور اب بشار کی فوج کا ایک بڑا حصّہ اریحہ اور المسطومہ میں محصور ہو کر فرار کے راستے تلاش رہا ہے......ان فتوحات میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غنائم کے انبار سے نوازا اور اسلحے کے بڑے ذخیرے مجاہدین کے ہاتھ آئے......

ایک اور قابلِ ذکر بات ایک بہت بڑا شہر فتح ہوا، ایک بڑا بیس فتح ہوا لیکن مجاہدین کے طرف سے کسی اقلیت پہ زیادتی کا کوئی ایک بھی واقعہ پیش نہ آیا......جب کہ بشاری فوج کے پسپا ہوتے ہی بشار نے عام شہری علاقوں پر بم باری شروع کر دی اور صرف درکوش کے گاؤں میں کم از کم ۱۳۰ افراد کو مار دیا گیا، یہ صرف ایک علاقے کی مثال ہے۔

جلد ادلب سے رافضی افواج کا صفایا ہو جائے گا اس کے بعد مجاہدین کے سامنے جنوب کی جانب حمص اور حماء کے شہر ہیں اور اسی جانب پیش قدمی ہو گی......ان علاقوں میں فتوحات سے الاذقیہ کا ساحلی علاقہ براہِ راست مجاہدین کے نشانے پہ ہو گا جو کہ شام میں بشار الاسد کا آبائی علاقہ اور علویوں کا گھر ہے اور بشاری حکومت کی سب سے بڑی پریشانی الاذقیہ کا دفاع ہے کیونکہ الاذقیہ و دمشق کی بنیادوں پہ ہی بشاری حکومت کھڑی ہے...... یہ جنگ جب رافضیوں کے گھر میں پہنچے گی تو ان کو پتا چلے گا کہ جنگ ہوتی کیا ہے!!! مسلمانوں کی زمینوں پہ جنگ اور بم باریوں سے یہ روافض خون کی ہولی کھیلتے رہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا بشار اپنے اتحادیوں کے گھروں پہ بھی ویسے ہی بم باری کرے گا جیسے وہ مسلمانوں کے گھروں پہ ۴ سال سے بم باریاں کرتا آیا ہے؟

دمشق کے نواح میں بھی مجاہدین کے پوزیشن مستحکم ہو رہی ہے اور حالیہ دنوں میں رجمنٹ ۱۳۷ سے بشار کا صفایا کر دیا گیا......ادلب اور درعاء دونوں علاقوں کی جانب سے دمشق کی جانب مجاہدین کی پیش قدمی بشار کے گرد پھندا کس رہی ہے اور بشاری فوج کو لبنانی، ایرانی و ہزارہ شیعہ ملیشیات کا سہارا ہونے کے باوجود اس کی فوج کا مورال تیزی سے گر رہا ہے......تعداد اور اسلحے میں واضح برتری کے باوجود بشاری فوج' مجاہدین کے سامنے جم کر لڑنے سے قاصر ہیں......

21 اپریل: صوبہ ہلمند..................ضلع سنگین..................مجاہدین ka پولیس اہل کاروں کی چوکی پر حملہ..................10 اہل کار ہلاک اور زخمی

بشاری افواج میں غیر ملکی شیعوں کی تعداد کا تناسب اب مجاہدین میں مہاجرین کے تناسب سے زیادہ ہوگیا ہے اور یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ ان تمام معاملات کے پیچھے ایران ڈوریاں ہلا رہا ہے اور اسی رافضی ایران کے اشارے پہ لبنانی حزب اللہ بشار کو سہارے دیے ہوئے ہے اور یہی ایران اپنے ملک میں مقیم ہزارہ شیعہ پناہ گزینوں کو پیسے کا لالچ دے کر شام میں لڑنے کے لیے بھیج رہا ہے۔

حیرت انگیز طور پہ شامی افواج میں ایرانی اثر ورسوخ پہ شامی انٹیلی جنس کے جرنیل رستم غزالی نے اعتراض کیا تو اس ماہ اس جنرل کو دمشق میں تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا، اس بات سے آپ شام میں ایرانی کردار کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں......

ایک اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ پاکستانی شیعوں کی ارضِ شام میں قابلِ ذکر تعداد میں ہلاکتوں کے بعد پاکستانی شیعہ شام میں ''الزینبیہ بریگیڈ'' کے نام سے گروہ بنا کر بشار شیعہ حکومت کے دفاع کے نام پہ میں شامیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں اور پاکستان سے شام بھیجنے کے لیے پاکستان میں کھلے عام منظّم گرہ شیعوں کو شام بھیج رہے ہیں...... سوشل میڈیا پہ کھلے بندوں یہ لوگ منظّم انداز سے کام کر رہے ہیں اور شیعوں کو بڑے لالچ اور پیسہ دے کے شام وعراق بھیجا جاتا ہے...... پاکستانی دفاعی اداروں کی ان معاملات میں جان بوجھ کر خاموشی سے بھی کچھ سوال کھڑے ہو رہے ہیں جن کو لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سوال بہت آسان ہیں...... یہ بات بعید از قیاس ہے کہ پاکستانی ادارے ان سرگرمیوں سے بے خبر ہوں گے!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یا اللہ مجاہدینِ اسلام کو جلد از جلد فتح سے ہم کنار فرما اور مجاہدین کو شرعی بنیاد پہ خلافت کا نظام قائم کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اسلامی نظام کے لیے مسلح جدوجہد

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ انسان کو مارنا کہاں کی شرافت ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

''ان کا یہ عمل (قتال) سب اعمال سے بڑھ کر ہے۔ اور قتل ان کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ اس کی نسبت حکم کرنے والے کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: **فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم**...... ''تم نے ان کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا''۔

اس کے علاوہ جہاد اور دعوت پر محدثین اور فقہائے کرام نے بڑی مفصل بحثیں کی ہیں جن کا یہاں موقع نہیں۔ یہاں صرف جہاد کے فضائل کے اسباب بیان کیے جاتے ہیں۔

جہاد کے فضائل کے اسباب:

اس عمل کے افضل ہونے کی وجہ سے قرآن و حدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ہم صرف جہاد کے فضائل کے اسباب بیان کریں گے۔

جہاد کے فضائل کے اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''أزالة الخفاء'' میں فرماتے ہیں:

''جہاد کے فضائل کی بنیاد چند اصولوں پر ہے:

أ۔ جہاد میں تدبیرِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کے انتظامی معاملات، دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نظام قائم کر کے امن و امان قائم کرنا اور انسانوں کی بھلائی کے لیے کام کرنا) اور اس کے الہام (جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی کام کرانا چاہتا ہے تو اس کے لیے کسی بندے کے دل میں ڈالتا ہے کہ وہ یہ کام کرے)، دونوں موجود ہیں، (یعنی عبادت بھی) لہٰذا اس کو کرنا رحمتیں حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اور اس زمانہ (یعنی شاہ صاحب کے زمانہ میں جب کہ خلافت قائم تھی، تو پھر اِس وقت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ راقم) میں جہاد کا ترک کرنا بڑی نعمت سے محروم رہنا ہے۔

ب۔ جہاد ایک دشوار عمل ہے۔ اس میں سخت تکلیف گوارا کرنے، جان و مال قربان کرنے اور گھر بار اور وطن چھوڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس ایسی مشکل عبادت وہی کر سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے دین پر خلوص کے ساتھ ایمان رکھتا ہو، اور دنیا کے مقابلے میں اس نے آخرت کو اختیار کر لیا ہو، اور خدا تعالیٰ پر ٹھیک ٹھیک بھروسہ ہو۔

ج۔ ایسی خواہش (جہاد) کا دل میں واقع ہونا اسی وقت ہوسکتا ہے جب اس کو فرشتوں کے ساتھ مشابہت ہوجائے (یہ شاہ صاحب نے مجاہد کا مرتبہ بیان کیا ہے نہ کہ شرط)

د۔ جہاد شعائرِ الٰہی (نماز مساجد وغیرہ) اور اس کے دین اور تمام اللہ کی رضا والے کاموں کی حفاظت کا سبب ہے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ جہاد کرنے والوں کے فضائل کے اسباب بیان کیے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے اتنے زیادہ فضائل کیوں بیان فرمائے؟ جو جہاد کرنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی فضیلت رکھتے ہیں کہ ان کی تشبیہ فرشتوں کے ساتھ ہوجاتی ہے۔ یہ اس کی وجوہات شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہیں نہ کہ شرائط۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

21 اپریل: صوبہ پکتیا...............ضلع پٹھان...............ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ...............3 پولیس اہل کار ہلاک

جہادِ شام...... ماضی، حال، مستقبل

حسان کوہستانی

شام میں ۷/اپریل ۲۰۱۱ء تک ہونے والے احتجاج میں مظاہرین کا مطالبہ بنیادی طور پہ اصلاحات کا تھا لیکن ۸/اپریل کے بعد مظاہرین کے نعرے اور پوسٹر بدلنا شروع ہو گئے۔اس ساری صورت حال کی سنگینی کی ذمہ داری بشارالاسد کی حکومت کی طرف سے طاقت کا اندھادھند استعمال اور لاکھوں ہزاروں مظاہرین کے جائز مطالبات کو بھی مسلسل نظرانداز کیے جانا تھا۔ ۲۲/اپریل جمعے کے روز شام کے ۲۲ شہروں میں مظاہرے ہوئے اور ہر مظاہرے میں لوگوں کی تعداد لاکھوں میں تھی...... بشاری حکومت کے پرتشدد رویے سے لوگ اتنے عاجز آ گئے کہ اب کھلم کھلا بشار سے کسی قسم کی بات چیت سے انکار کیا جا رہا تھا......

۲۵/اپریل ۲۰۱۱ء کو شامی فوج نے مظاہرین کے خلاف باقاعدہ فوجی کارروائیوں کا آغاز کر دیا...... جن میں ٹینک، بکتربند گاڑیاں اور بھاری آرٹیلری کا آزادانہ استعمال شروع ہو گیا...... یہ آگ وخون کے نئے ایک نئے باب کا آغاز تھا، پہلے مظاہرین کی ہلاکتوں کی تعداد جو درجنوں میں ہوتی تھیں وہ سیکڑوں میں ہونے لگ گئیں، مساجد کو خصوصی طور پہ فوجی کارروائیوں میں نشانہ بنایا گیا......

سب سے پہلا باقاعدہ فوجی آپریشن درعاء میں کیا گیا اور ۵ مئی تک طاقت کے استعمال سے درعاء میں مظاہروں پہ قابو پا لیا گیا......اس فوجی آپریشن اور کریک ڈاؤن میں شامی فوج نے دمشق کے گردونواح کے قصبوں اور شہروں کا محاصرہ کر کے ان کے راستے سیل کر دیے......اس دوران میں سیکڑوں نہتے شہری ہلاک کر دیے گئے اور ہزاروں گرفتار ہوئے......درعاء کے بعد بانیاس، حمص، تل کلاخ، الاذقیہ اور دوسرے بڑے شہروں میں یہی عمل دھرایا گیا......مئی کے سارے مہینے میں ایسی کارروائیاں جاری رہیں لیکن ہر فوجی آپریشن کے بعد دوبارہ مظاہرے شروع ہو جاتے ،لوگوں کا جذبہ کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہو رہا تھا...... ۲۶ مئی کے مظاہرے میں بشارالاسد اور لبنانی حزب اللہ کے صدر حسن نصراللہ کی تصاویر جلائیں گئیں کیونکہ حسن نصراللہ نے بشار کی کارروائیوں کی تقریری حمایت کی تھی......

اس دوران میں بشاری حکومت نے ہر طرح کی آزادی کی خبروں اور آزاد صحافت پہ پابندی لگا رکھی تھی اور ارضِ شام کے حالات کی سنگینی کا دوسرے ممالک کے عوام کو بہت کم علم تھا......عالمی میڈیا نے بھی اس صورت حال کو ویسی کوریج نہ دی جس طرح کے سنگین حالات تھے......اگر یہی کچھ کسی مغربی ملک میں وقوع پزیر ہوا ہوتا تو چند گھنٹوں میں مشرق سے مغرب تک پل پل کی رپورٹنگ شروع ہو جاتی لیکن خیر یہ ایک الگ موضوع ہے......

اُس وقت شام کے حالات کی جو تھوڑی بہت خبریں اور حالات کا پتا چلتا رہا ان میں مقامی لوگوں کی بنائی ہوئی ویڈیوز کا بڑا ہاتھ تھا...... ۲۸ مئی کو سوشل میڈیا پہ درعاء کے ایک مظاہرے کی ویڈیو منظرِ عام پہ آئی جس میں مظاہرین نے ایک ۱۳ سالہ لڑکے حمزہ علی الخطاب کی تصاویر اٹھائی ہوئیں تھیں......مظاہرین کے مطابق شامی حکومت نے اس بچے کو گرفتار کر کے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا...... ہیومن رائٹس واچ نے شامی حکومت سے اس واقعے کی شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا، ہیومن رائٹس واچ کے نمائندے سے بات کرتے ہوئے حمزہ کے رشتہ داروں نے بتایا کہ جب حمزہ کی لاش واپس کی گئی تو اس کا جسم گولیوں سے چھلنی تھا، اس کا جبڑا، گردن اور دونوں گھٹنے ٹوٹے ہوئے تھے، بچے کے اعضائے مخصوصہ بے دردی سے کاٹ دیے گئے تھے......حمزہ کے اس ہولناک قتل کی وجہ سے بہت ہنگامے ہوئے اور مظاہروں میں مزید شدت پیدا ہو گئی......اس سے پہلے شام کے دو بڑے شہر حلب اور دمشق خاموش تھے اور یہاں بشار کے خلاف قابلِ ذکر مظاہرے نہ ہوئے تھے لیکن حمزہ کے قتل کے بعد ۳۰ جون کو حلب میں ہزاروں افراد حمزہ کے تصاویر اٹھائے سڑکوں پہ آ گئے...... ہمیشہ کی طرح بشار کے کان پہ جوں بھی نہ رینگی اور اس نے سرے سے اس واقعے کو ماننے سے ہی انکار کر دیا اور الزامات کو جھوٹ قرار دیا۔

بشاری حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کا سب سے پہلا عملی مظاہرہ ۴ جون ۲۰۱۱ء کو ادلب کے شہر جسر الشغور میں پیش آیا جب شامی فوج نے ایک عمارت پر کھڑے ہو کر ایک جنازے پہ فائرنگ کر دی جس سے ہلاکتیں ہوئیں......بپھرے مظاہرین نے اس عمارت کو آگ لگا دی جس سے ۸ سیکورٹی اہل کار ہو گئے......اس کے بعد مظاہرین نے ایک پولیس سٹیشن پہ قبضہ کر کے وہاں سے ہتھیاروں پہ قبضہ کر لیا......اب مظاہرین مسلح ہو گئے اور آنے والے دنوں میں سیکیورٹی فورسز میں جھڑپیں ہونا شروع ہو گئیں......بہت سے اہل کاروں نے عام لوگوں پہ گولی چلانے سے انکار کر دیا جس پر خفیہ پولیس اور انٹیلی جنس والوں نے ایسے فوجیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بہت سے فوجی شامی فوج سے بڑے تعداد میں اسلحے سمیت منحرف ہونا شروع ہو گئے۔

۶ جون کو مسلح مزاحمت اور منحرف فوجیوں نے ایک شامی فوج کے قافلے پہ گھات لگا کر حملہ کیا، شامی فوج کے جسر الشغور پہ جوابی بڑے حملے شروع کرنے کے خدشے کے بعد تقریباً ۱۰ ہزار لوگ ترقی کا بارڈر کراس کر کے ترکی چلے گئے......

21 اپریل: صوبہ پکتیا...............ضلع احمد خیل...............بارودی سرنگ دھماکہ...............پولیس اہل کاروں کا ٹینک تباہ...............4 پولیس اہل کار ہلاک...............2 زخمی

۱۴ جون کو پہلی بار عرب لیگ نیند سے بیدار ہوئی اور شامی حکومتی مظالم کی مذمت کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر ڈالی......۱۶ جون کو اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکرٹری بان کی مون نے بھی کچھ ایسی ہی مذمت کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور شامی عوام پر ''احسانِ عظیم'' کیا...... ۲۴ جون کو جمعہ کے روز سارے شام میں مظاہرے ہوئے اور پہلی دفعہ دمشق میں بھی بشار مخالف مظاہرے کیے گئے اور ہمیشہ ہی کی طرح دمشق میں بھی گولیاں چلائی گئیں جس سے ۶/افراد ہلاک اور درجن سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے......

۱۶ جولائی کو عراقی بارڈر کے پاس البوکمال میں پرتشدد مظاہرین سیکورٹی فورسز کے کنٹرول سے باہر ہو گئے اور مظاہرین نے شامی فوج کے اسلحے کے بڑے ذخیرے پہ قبضہ کر لیا......اس مظاہرے میں شامی انٹیلی جنس کے ۱۰۰ اہل کار منحرف ہو گئے......

یکم جولائی کو حمص میں بشار کے خلاف تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ ہوا جس میں آ ساری عیسائیوں نے بھی شرکت کی......اس کے بعد بشاری توپوں کا رُخ حمص کی جانب مڑ گیا...... ۲۹ جولائی ۲۰۱۱ء کا دن شامی مزاحمت میں ایک بہت اہم دن تھا...... اس دن بشار کی فوج سے منحرف افسران اور اہل کاروں نے مل کر فری سرین آرمی یا جیش الحر کے قیام کا اعلان کر دیا......اس جماعت کے قیام کا مقصد بشار کی حکومت کا تختہ الٹنا اور شامی عوام کے بشاری پنجے سے آزاد کروانا تھا......

۸/اگست کو اس وقت کے سعودی بادشاہ عبداللہ نے شام سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا جس کے بعد اور عرب ممالک نے بھی اس کام کی تقلید کی اور اپنے سفیر واپس بلا لیے۔ہیکرز کے آن لائن عالمی گروپ ''انونیمس'' نے شامی وزارتِ دفاع کی ویب سائٹ ہیک کر لی اور ویب سائٹ پہ شامی فوج کو فوج سے بغاوت کا پیغام نشر کر دیا۔

اگست کے مہینے میں بھی بشار کی جانب سے قتل، گرفتاریوں اور تشدد کا سلسلہ جاری رہا......۱۸/اگست کو پہلی دفعہ مغربی ممالک نے بھی شام کی صورت حال کی ہولناکی کو مانتے ہوئے بشار کے استعفیٰ کا مطالبہ کر دیا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس صورت حال کو فرقہ واریت کا رنگ دینے میں بھی بشار الاسد کے حکومت کا ہاتھ ہے......مظاہروں کے شروع میں مارچ ۲۰۱۱ء کے مہینے میں ہی شامی حکومت مظاہرین کو باقاعدہ طور پہ تکفیری، دہشت گرد وغیرہ جیسے الزامات سے نواز چکی تھی......ان الزامات کا مقصد شام میں شیعہ علوی آبادی کی حمایت حاصل کرنا تھا، جس میں بشار کامیاب رہا اور حکومتی توپوں کا رُخ ہمیشہ کی طرح اہل سنت کی طرف ہی رہ گیا......اس کے بعد ایران و لبنانی حزب اللہ عناصر کی شام میں مداخلت اور ان کی طرف سے اہل سنت کو خاص طور پہ نشانہ بنانے سے خاص طور پہ اس مزاحمت کو مزید فرقہ واریت کا رنگ دیا گیا......

۲۳/اگست کو اس وقت کے مزاحمتی گروہوں کا اتحاد ''سیرین نیشنل کونسل'' قیامِ عمل میں لایا گیا تاکہ شامی مزاحمت کو منظم کر کے ایک چھتری تلے لایا جائے......اس تنظیم سازی کے باوجود بھی اس میں شامل تمام مزاحمتی گروپ بشمول فری سیرین آرمی مختلف سیاسی، لسانی و مذہبی نظریات کے گروہوں کا ایک ایسا مجموعہ ہی رہا جس میں بہت پہلے سے جلا وطن لوگ، منحرف فوجیوں جیسے مختلف پسِ منظر کے لوگ شامل تھے...... یہ مختلف گروہ مختلف محاذوں پہ بشاری قوتوں کے خلاف اپنے طور پر سرگرم تھے......

ستمبر ۲۰۱۱ء تک شامی مزاحمت بڑی حد تک منظم ہو گئی اور شام کے مختلف حصوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں......اب شامی عوام نہتے نہیں تھے اور ان کے مسلح مزاحمت اس قابل ہو چکی تھی کہ بشاری قبضے سے علاقے آزاد کروا کر ان پہ کنٹرول قائم رکھ سکے...... ۱۲ ستمبر کو شام میں علویوں کے تین مشہور عالموں نے شامی حکومت کی طرف سے بشاری حکومت کی طرف سے اہل سنت پہ مظالم کی مذمت کر دی اور بشاری میڈیا کی ان رپورٹس کو بے بنیاد قرار دیا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ علویوں کو قتل اور اغوا کیا جا رہا ہے، اپنے مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ بشاری حکومت علویوں کے بارے میں ایسی جھوٹی افواہیں پھیلا کر ان کو عدم تحفظ کا احساس دلانا چاہتی ہیں تاکہ علوی جو کہ بشار حکومت کی بنیاد ہیں، وہ مکمل طور پہ بشار کی حکومت کی حمایت پہ مجبور ہو جائیں۔

ستمبر اور اکتوبر میں جیش الحر اور دوسرے گروہوں نے شام کے بڑے شہروں میں بشاری فوج کے خلاف باقاعدہ لڑائی شروع کر دی اور اس دوران میں سب سے بڑی اور شدید لڑائی حمص کے قصبے الرستان میں ہوئی جو کہ اب تک شامی جہاد میں لڑی جانے والی سب سے بڑی اور خونی لڑائیوں میں شمار ہوتی ہے......ایک ہفتے کی لڑائی کے بعد جیش الحر شدید بم باری کے باعث علاقے سے پسپا ہو گئی اور بیشتر مزاحمت کار قریبی شہر حمص کی طرف چلے گئے......اکتوبر تک بشار کے خلاف جنگ مزید پھیل چکی تھی، اکتوبر کے پہلے ہفتے میں ادلب کے پہاڑی سلسلے جبل الزاویہ میں شدید لڑائی ہوئی......نتیجہ یہ نکلا کہ مزاحمت کاروں نے ادلب شہر کا ایک بڑے حصّے کو بشار سے آزاد کرا لیا۔

شام میں واقعات کی ترتیب سے یہ بات واضح ہے کہ شامی عوام نے ۲۰۱۱ء کے آخر وسط میں مظاہرے چھوڑ کر مسلح جہاد کے راستے کو اپنانا شروع کر دیا تھا کیونکہ بشار الاسد کے پنجۂ خونیں سے نجات کا یہی ایک واحد حل بچا تھا......روزانہ جب ہلاکتوں کی تعداد بڑھتی، عوام کا خون بہتا رہا لیکن بشار کی حکومت نے ذرا سا بھی جھکنے سے انکار کر دیا......یہی وہ محرک تھا جس سے لوگوں احساس ہوا کہ ان مظاہروں اور قربانیوں کی بشار کو ذرا بھی پرواہ نہیں اور بشار تب تک لوگوں کو مارتا رہے گا جب تک مظاہرے یا مظاہرین میں سے کوئی ایک ختم نہیں ہو جاتا...... یہ انقلاب، یہ مزاحمت، یہ جہاد خود بشار الاسد کے مظالم ہی کا نتیجہ تھا......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

22 اپریل: صوبہ زابل.................صدر مقام قلات شہر.................مجاہدین کا افغان فوجیوں پر حملہ.................5 افغان فوجی ہلاک.................ایک رینجر گاڑی تباہ

افغانستان میں نئے جہادی آپریشن ''عزم'' کے بارے مرکزی شوریٰ امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالی

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِله، فَإِنِ انتَهَوْاْ فَإِنَّ اللّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ(الانفال: ۳۹)

مسلمان بھائیو اور مجاہد عوام!

افغانستان میں برسرِ پیکار مجاہدین کے ۱۳ سالہ جہاد کی بدولت امریکہ کی سرپرستی میں استعماری صلیبی قوتیں افغانستان سے اپنی قابض افواج کا بڑا حصّہ نکالنے پر مجبور ہوگئیں ہیں۔ اگرچہ جارحیت پسندوں نے افغانستان میں عسکری مہم ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے، لیکن عملی طور پر انہوں نے سیکورٹی معاہدے کے تحت افغان سرزمین اور فضا پر اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے۔ اسی طرح سیاست، میڈیا، ثقافت، تعلیم اور دیگر محاذوں پر حسبِ سابق منافقانہ پروپیگنڈوں کی جارحانہ مہم جاری رکھی ہے۔ اب بھی نام نہاد سیکورٹی معاہدے کے تحت قابض افواج عوام کے خلاف ڈرون حملے جاری رکھنے اور رات گئے ظالمانہ آپریشن کرنے کی مہم میں پیش پیش ہیں۔ بلکہ کٹھ پتلی حکومت کے جنگی سسٹم کے تمام تر اختیارات بھی اُن ہی کے پاس ہیں۔ تاہم ہمارے عوام بیرونی تسلط اور پروپیگنڈے کو سمجھنے میں بہتر سوچ کے حامل ہیں۔ وہ ملک پر قبضے کی ظاہری اور پوشیدہ مہمات سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جارحیت پسند قوتیں اپنی اس سازش میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکیں گی کہ جنگ کی شکل تبدیل کرکے افغان اہلِ اسلام کو جہاد جیسے مقدس عمل سے روک لیں۔ اگر استعماری قوتیں چاہتی ہیں کہ اس پریشان کُن جنگ سے چھٹکارا حاصل کریں تو جلد از جلد اپنی تمام بقیہ افواج، جاسوسی اور خصوصی عسکری آلات افغانستان سے نکال لیں۔ اس کے علاوہ اپنا تمام جنگی و سیاسی میکنزم ختم کر کے ملک کے اندورنی معاملات میں مداخلت اور تسلط ختم کریں۔

تاکہ افغانستان مکمل طور پر بیرونی تسلط سے آزاد ہو اور اس سرزمین پر اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہو۔ امارت اسلامیہ اس عزم کا اعادہ کرتی ہے کہ قابض افواج اور ان کے حواریوں کے خلاف جہاد جاری رکھا جائے گا۔ اس سلسلے میں امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے 'عزم' نام سے موسمِ بہار کی آمد کے موقع پر ملکی سطح پر جمعہ ۵ رجب المرجب ۱۴۳۶ ہجری بمطابق ۲۴ اپریل ۲۰۱۵ء کی صبح پانچ بجے اللہ اکبر کے نعروں کی گونج میں آپریشن شروع کیا جائے گا۔

آپریشن کا نام 'عزم' اور رجب کی پانچویں تاریخ کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ عزم مضبوط ارادے کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے جن مخصوص پیغمبروں کو دشمن سے مقابلے کے لیے استقامت دی ہے، انہیں اولوالعزم پیغمبر قرار دیا گیا ہے۔

فاصبر كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ(الاحقاف: ۳۵)

اسی طرح اللہ تعالی نے نیک کام کے بارے میں مشورہ کرنے کے بعد عزم اور توکّل کی ہدایت فرمائی ہے۔

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ(آل عمران: ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان آپریشنز کے سلسلے میں کفر اور فسق کے خلاف مسلمان عوام کا جہادی عزم مزید مضبوط فرمائیں گے۔ جیسے عزم نام سے آپریشن شروع کرنے کے لیے پانچ رجب کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا ہے، اور یہ دن ہجرت کے ۱۵ ویں سال یرموک کے معرکے میں مسلمانوں کی شاندار فتح اور کفار کی عبرت ناک شکست کی تاریخی اہمیّت کی حامل ہے، اسی طرح ہمیں اللہ تعالی سے امید ہے کہ رواں سال کا آپریشن بھی ملک پر قابض افواج کے خلاف موثر ثابت ہوگا۔

عزم آپریشن امارت اسلامیہ کی قیادت، ماہرین عسکریت اور تجربہ کار ساتھیوں نے باہمی مشاورت سے طے کیا ہے، جس کا پہلا ہدف قابض افواج، بالخصوص جارحیت پسندوں کے مستقل فوجی اڈے، جاسوسی اور سفارتی مراکز سمیت کٹھ پتلی حکام، اُن کے فوجی اجتماعات اور خصوصاً جاسوسی، وزارتِ داخلہ اور دفاع کے حکام اور دیگر شرپسند شخصیات ہوں گی۔ حسب سابق آپریشن عزم میں جدید عسکری تجربوں سے کام لیا جائے گا۔ دشمن کو نیست و نابود کرنے والے فدائی حملے کیے جائیں گے۔ دشمن کی صفوں کے اندر سے حملے ہوں گے۔ اس کے بڑے اور محفوظ ٹھکانے بھاری اسلحے اور طویل رینج والے میزائلوں سے نشانہ بنائے جائیں گے۔ اسی طرح اسلام مخالف زخمی فوجیوں کو مزید تڑپانے کے لیے براہ راست حملے ہوں گے۔ شہروں میں چُھپے دشمن کو کاری ضرب لگانے جیسے اقدامات عزم آپریشن کے اہم نکات میں شامل ہیں۔

عزم آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین ملک کے کونے کونے میں اپنی منصوبہ بندی سے ایک مکمل عسکری میکنزم تشکیل دیں گے۔ عوامی جان و مال کی حفاظت کے لیے موثر اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۶۳ پر)

23 اپریل: صوبہ پکتیا.................ضلع زرمت.................افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ.................4 فوجی موقع پر ہلاک.................5 شدید زخمی

عزم عملیات اور شرعی عدالتوں کا فوری انصاف!

سعود میمن

صلیبی غلام بھی بھاگ رہے ہیں:

مجاہدین کے مقابلے میں عاجز آنے کے بعد اکثر و بیشتر صلیبی اتحادی سے فرار ہو چکے ہیں، جب کہ کفر کا سردار امریکہ اپنی جھوٹی عزت اور کروفر کو گنوانے کے بعد بھی ''اچھے دنوں'' کے انتظار میں اپنے دس ہزار فوجیوں کا قیام افغانستان میں افغان سیکورٹی فورسز کی تربیت کے بہانے بڑھا دیا ہے.....لیکن افغان فوجیوں کی اپنی حالت اتنی پتلی اور ناگفتہ بہ ہے کہ وہ ہر طرح کی 'صلیبی تربیت' اور بے تحاشا وسائل اجاڑنے کے باوجود خود بھی 'اجڑے گلشن' کا سا حال لیے پھرتے ہیں! امریکی کانگریس میں پیش کی جانے والی رپورٹ کے مطابق مجاہدین کے حملوں نے افغان فورسز کو مکمل طور پر منتشر کر دیا ہے

اشرف غنی کی معافیاں اوردہائیاں:

افغان کٹھ پتلی صدر اشرف غنی نے اپنے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران میں آقاؤں کی چاپلوسی بھی کی اور طالبان سے معافی تلافی کے بیانات بھی دیے.....حتیٰ کہ امریکی کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ'' طالبان سے معافی مانگنے کا طریقہ ڈھونڈا جائے کیونکہ طالبان کی شکایات جائز ہیں، ان کے کئی لوگوں کو جھوٹے الزامات میں قید کیا گیا، ان پر تشدد ہوا، نجی عقوبت خانوں میں اُنہیں ظلم کا نشانہ بنایا گیا، اب سوچنا یہ ہے کہ ہم ان لوگوں سے کیسے کہیں کہ ہم آپ سے شرمندہ ہیں''......

کٹھ پتلی افغان صدر نے اپنے گورے آقاؤں کے سامنے''ضرب کذب'' کی حقیقت کو بھی آشکارا کیا اور صاف الفاظ میں بتایا کہ''وزیرستان آپریشن سے دہشت گرد ختم نہیں ہو رہے، افغانستان منتقل ہو رہے ہیں''.....ظاہر ہے اشرف کی یہ معافیاں اور دہائیاں مستقبل قریب میں پیش آنے والے حالات کا اندازہ کرنے کو کافی ہیں......

۲۰۰۲ء میں مغربی دانش وردہائی دیتے تھے کہ'' طالبان' امریکی یلغار سے اپنی قوت بچا کر آزاد قبائل میں مجتمع ہو رہے ہیں''......پھر اللہ پاک نے اِنہی آزاد قبائل سے تحریک جہاد کی نصرت کے وہ اسباب پیدا فرمائے کہ پورے افغانستان میں ایک دہائی سے زائد صلیبیوں کی دُرگت بنتی رہی......اب صلیبیوں نے فرار ہوتے ہوئے اپنے وفاداروں کے ذریعے ان انصارانِ جہاد کو آزمائش و ابتلا میں ڈالا ہے لیکن انہوں نے اپنے جن بھائیوں کی نصرت کا حق ادا کیا، اب وہ بھائی اپنے ان محسنین کی آڑ، حفاظت اور نصرت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں......یوں فرض بھی نبھائے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرتوں سے فیض یابی کی سبیلیں بھی پیدا ہو رہی ہیں......یہ سارا منظر نامہ صلیبی غلاموں اور اُن کے آقاؤں کے لیے سوہانِ روح سے کم نہیں.....تبھی وہ معافیوں کی بھیک مانگنے کے راستے تلاشنے پر بھی زور دے رہے ہیں اور مستقبل کے''خطرات'' سے بھی سہمے جاتے ہیں!

امریکی غلام کابینہ:

جان کیری کی نگرانی میں بننے والی اشرف غنی اور عبداللہ عبداللہ کی اتحادی حکومت نے بالآخر ۶ ماہ بعد ۱۶ رکنی کابینہ کا اعلان کر ہی دیا......نئے وزرا عبدالباری جہانی، اسداللہ ضمیر، محمد گلاب منگل، محمود بلیغ، عبدالستار مراد، محمد اللہ، سعادت منصور نادری، عبدالبصیر انور، عبدالرزاق واحدی، علی احمد عثمانی، ہمایوں رسا اور اسداللہ حنیف شامل ہیں......جب کہ اس ۱۶ رکنی کابینہ میں ۴ عورتیں بھی شامل ہیں۔

کابینہ کسی کی اوربرسرزمین حکومت کسی کی:

مغرب نواز کابینہ اور امریکی کاسہ لیسوں پر مشتمل وزرا کے جتھے اکٹھے کرنے سے افغانستان کے غیور عوام کے دلوں کو جیتا جا سکتا ہے نا ہی اُن پر حقیقی معنوں میں حکومت کی جا سکتی ہے......یہ کابینہ بھی سابقہ حکومت کی طرح بدعنوان، امریکی غلام اور اپنے اپنے مفادات کے اسیر افراد پر مشتمل ہے......جب کہ طالبان سادگی، بے لوثی، اخلاص، مسلمانوں سے ہمدردی اور اُن کی بھلائی کے خواہاں ہیں......اُنہیں اہلِ اسلام کی خیر خواہی کے مقابلے میں نہ مالی منفعت عزیز ہے نہ ہی عہدہ و مناصب میں دل چسپی ہے......یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے مسلمانوں کی تمام امیدوں کو مرکز اور محور طالبان مجاہدین ہی ہیں اور مجاہدین بھی اپنے رب کے فضل واحسان سے ان امیدوں پر پورا اتر رہے ہیں......عدل وانصاف کی فراہمی کے حوالے سے طالبان کے شرعی طریقہ کار، بلا روک ٹوک فراہمیٔ انصاف اور کسی بھی قسم کے بھاری بھرکم اخراجات کے بغیر عوام کو فوری عدل کی فراہمی نے عوام میں مجاہدین کی جڑیں بھی مضبوط تر کی ہیں اور شرعی نظام کی برکتوں سے فیض یابی کا موقع بھی عطا کیا ہے......

طالبان کی طرف سے شرعی اصول وضوابط کے مطابق فوری اور سستے نظام انصاف کا جائزہ لینے کے لیے گزشتہ مہینے پیش آنے والے واقعات میں سے دو کا تذکرہ اس طرح ہے:

۱۰ اپریل کو صوبہ فراہ کے ضلع بکوا میں امارت اسلامیہ کی شرعی عدالت نے تین اغوا کاروں کو موت کی سزا دی۔ جمعہ بازار کے علاقے میں مجاہدین نے ان تین اغوا کاروں کو شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق شرعی سزا دی، جنہیں ۲۰ روز قبل صوبائی دارالحکومت فراہ شہر کے قریب مجاہدین نے تمام شواہد سمیت گرفتار کیا تھا۔ اغوا کاروں میں نبی جان، سید حبیب اور داؤد شامل تھے، جنہوں نے اپنے جرائم کا اعتراف کرتے ہوئے

23 اپریل: صوبہ میدان وردگ......ضلع جلگہ......مجاہدین اور افغان فوج کے درمیان جھڑپ.........ٹینک اور فوجی رینجر گاڑی تباہ......ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس سربراہ کریم داد سمیت 7 اہل کار ہلاک

۲۱افراد کو اغوا کے بعد قتل کرنے کا انکشاف کیا.....اس کے علاوہ ۲۵ موٹرسائیکلوں اور ۳۱ گاڑیوں کو بھی چرانے کا اعتارف کیا.....تینوں نے اقبال جرم کرتے ہوئے کہا کہ ہرات، قندہار اور فراہ وفراہ رود شاہراہ پر سیکورٹی فورسز کی تعاون سے مسافروں کو بھی لوٹا کرتے تھے.....تینوں اغوا کاروں کو مکمل تحقیقات اوران کے جرائم کے پایۂ ثبوت پر پہنچ جانے کے بعد امارت اسلامیہ کی شرعی عدالت نے سنادی، جس پر مجاہدین نے عمل کیا۔

جنوری ۲۰۱۵ء کے آخری ہفتے میں صوبہ غزنی کے منگور دیہہ علاقیہ میں تین افراد نے ایک خاتون ڈاکٹر اور اُن کے شوہر کو قتل کیا اور اُن کے گھر میں موجود سامان لوٹ کر فرار ہوگئے.....مقتولین کے رشتے داروں پولیس میں رپورٹ درج کرائی لیکن تفتیشی افسران نے دوماہ تک کوئی کارروائی نہیں کی، جس پر مقتولہ خاتون کے بھائی نے طالبان کے مقامی کمانڈر سے رابطہ کیا اور انہیں تمام صورت حال بتائی، کمانڈر نے انہیں غزنی میں طالبان کی شرعی عدالت کے قاضی صاحب سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا..... چنانچہ مقتولہ کے بھائی نے طالبان قاضی سے انصاف طلب کیا، جنھوں نے مقامی طالبان کمانڈر کی مدد سے ایک خصوصی تفتیشی ٹیم تشکیل دی۔اس تفتیشی ٹیم نے صرف ۲۰ روز میں قاتلوں کا سراغ بھی لگایا، ان کو گرفتار بھی کیا اور خاتون ڈاکٹر کے گھر سے لوٹا جانے والا سامان بھی بازیاب کرالیا۔ دورانِ تفتیش تینوں ڈاکوؤں انور، فضل احمد اور عارف نے قتل اور لوٹ مار کا اعتراف کیا۔ چنانچہ مقتولین کے ورثا سے دریافت کیا گیا کہ وہ قصاص چاہتے ہیں یا دیت؟ ورثا نے قصاص کا مطالبہ کیا، جس پر تینوں قاتلوں کو ۱۸/اپریل کی صبح سر میں گولیاں مار کر قصاص لیا گیا.....اس موقع پر ہزاروں افراد موجود تھے، جو قاتلوں سے قصاص کے منظر کو ملاحظہ کر رہے تھے۔

صلیبی کٹھ پتلی سیکورٹی فورسز کا عوام پر ظلم وستم:

۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء کو صوبہ غزنی کے دہ یک اور شلگر اضلاع میں کابل انتظامیہ کی وزارت دفاع نے مجاہدین کے خلاف 'نصرت' نامی آپریشن کا آغاز کیا، جس میں تمام علاقوں سے مجاہدین کا صفایا کروانے کا دعویٰ کیا گیا۔ غزنی شہر، صوبہ پکتیکا اور دیگر علاقوں سے سیکڑوں فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں نے جن کے ہمراہ ۲۰۰ کے لگ بھگ فوجی بکتر بند گاڑیاں، ٹینک اور رینجر گاڑیاں بھی تھیں، اس آپریشن میں حصّہ لیا اور ۲/اپریل کو گیارہ روزہ ناکامی اور بھاری نقصانات اٹھانے کے بعد شلگر ضلع سے مکمل طور پر فرار ہوگئے......افغان فورسز نے اس آپریشن کا آغاز ضلع دہ یک کے مختلف علاقوں سے کیا، جو پانچ روز کے بعد مکمل شکست سے دوچار ہوا، لیکن ضلع شلگر کے سلطان باغ، عیدو، سیدوال، نظر خان، چارخانہ، زرین، غلام صدیق قلعہ، عاشق وال، لیوان، خانان قلعہ، گبرو، علی قلعہ، ماموروال، نسوخیل، اخندخیل، نانیٔ، مستوفی، کمال خیل، حیاتوال اور سردہ گاؤں میں فوجی قوت اور ساز وسامان کے ذریعے عوام کے خلاف آپریشن کو جاری رکھا.....شہریوں کی گھروں کو توپوں، مارٹر گولوں اور بھاری ہتھیاروں کا نشانہ بنایا، لوٹ مار کے بازار کو گرم رکھا اور شہریوں کو ہدف بناتے ہوئے ۲۵۵ مکانات کو مسمار اور ۷۰ سے زائد عام شہریوں کو شہید اور زخمی کردیا......درجنوں پرائیویٹ گاڑیاں اور موٹرسائیکلیں تباہ کردی گئیں، سیکڑوں مال مویشی ہلاک ہوئے...... جب کہ مجاہدین نے بھی دشمن پر تابڑتوڑ حملے، بارودی سرنگ اور حکمت عملی کے تحت دھماکوں کے سلسلے کو جاری رکھا، جس کے نتیجے میں ۱۸ فوجی ٹینک، ۳ رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ ۹۲ فوجی، پولیس اہل کار اور جنگجو ہلاک جب کہ ۶۳ زخمی ہوئے، مجاہدین کے ہاتھوں ایسے شدید نقصان اٹھانے کے بعد ۲/اپریل کو افغان فورسز علاقے سے پسپا ہوگئیں۔

عزم عملیات:

امارت اسلامی افغانستان نے امسال موسم بہار میں صلیبیوں اور اُن کے حواریوں کے خلاف مربوط ومنظّم کارروائیوں کو''عزم عملیات'' کے نام سے کرنے کا اعلان کیا ہے...... یہ عملیات ۲۵/اپریل سے پورے افغانستان میں شروع ہوچکی ہیں...... صرف پہلے دن (یعنی ۲۵/اپریل کو) مجاہدین نے عزم عملیات کے سلسلے میں ملک بھر میں ۳۲۷ چھوٹے اور بڑے حملے کیے ہوئے، جن میں دشمن کے مراکز، فوجی تنصیبات، چوکیوں، گشتی پارٹیوں اور قافلوں کو نشانہ بنایا گیا۔اس آپریشن کے دوران میں سیکڑوں، سیکورٹی فورسز، پولیس اہل کار اور جنگ جو ہلاک اور زخمی ہونے کے علاوہ دشمن کو بھاری مالی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔

۲۵/اپریل کو عزم جہادی آپریشن آغاز میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ بدخشاں ضلع جرم میں دو فوجی ہیلی کاپٹروں کو مار گرائے۔کابل انتظامیہ کی ہیلی کاپٹر مذکورہ ضلع کے فرغامنج کے علاقے میں مجاہدین پر بم باری کی غرض سے آئے تھے، جنہیں مجاہدین نے اینٹی ایئر کرافٹ گن کا نشانہ بنایا، جس سے دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں میں سوار اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

۲۵ اور ۲۶/اپریل کی درمیانی شب عزم جہادی عملیات کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے رابط اہل کاروں نے صوبہ روزگان کے صوبائی پولیس چیف کو قتل کردیا۔ رات گیارہ بجے کے لگ بھگ مجاہدین کے دو رابط اہل کاروں نے ترین کوٹ شہر کے مربوطہ سرخوم کے علاقے میں صوبائی پولیس چیف کمانڈر گلاب خان کو محافظ سمیت کارروائی میں قتل کردیا۔ پولیس چیف علاقے میں چوکیوں کا دورہ کر رہا تھا، جسے مجاہدین نے نشانہ بنایا۔ واضح رہے کہ کارروائی انجام دینے والے دونوں اہل کار ۲۸/اپریل کو دوپہر کے وقت بحفاظت اپنے ٹھکانوں کو پہنچ گئے۔اس سے پہلے تقریباً ایک ماہ قبل مجاہدین نے سابق پولیس چیف مطیع اللہ خان کو کابل شہر کے وسط میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

☆☆☆☆☆

24اپریل: صوبہ فراہ......ضلع بالا بلوک......ضلعی مرکز اور سیکورٹی فورسز پر مجاہدین کے حملے......2 فوجی ٹینک تباہ......10 اہل کار ہلاک..........فوجی افسر نجیب سمیت 9 شدید زخمی

(قسط پنجم)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابو محمد

جدید صلیبی ٹیکنالوجی کو نا قابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد...... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

ان دیکھی مسرتیں:

wks کے ۲۰ دانے مکمل ہوتے ہی ہماری جان میں جان آئی اور پچھلے صفحات میں تحریر مایوسی و دیگر مشکلات کے تناظر میں ہونے والی پریشانی کافور ہوگئی، ہم ایک مرتبہ پھر تازہ دم اور پرعزم ہوگئے...... کیونکہ نئے تیار کردہ تمام دانوں کی کارکردگی تسلی بخش تھی جس کا مظاہرہ عملی تجربات کی بھٹی میں کامیابی سے کیا جا چکا تھا......

کام کی تھکاوٹ سے چُور ہونے کے باوجود ہم اس کامیابی پر سرشاری کی سی کیفیت محسوس کر رہے تھے کہ آخر کار ہم اپنے مہمان کو کچھ نہ کچھ ہدیہ دے کر ہی بھجوار ہے ہیں...... اب عملی کام ان مجاہدین کا تھا کہ وہ اس کو استعمال کرنے کے بعد کیا فوائد اور کارکردگی بتلاتے ہیں......

کم خرچ بالا نشین:

ناکام ہوجانے والی ڈیوائسز کی پیکنگ کے لیے تو ہم نے بہترین انجکشن مولڈنگ ڈائی بنوا کر اس کی حفاظت کا انتظام کر رکھا تھا لیکن بعد میں ہنگامی طور پر بننے والی wks کی پیکنگ کا مسئلہ درپیش تھا...... ان نازک پرزہ جات کو مضبوط پیکنگ اور کور کی ضرورت تھی...... فوری طور پر ٹیوب لائٹ کی چوک میں wks فٹ کرنے کا پروگرام بنایا گیا، بازار سے ۲۰ عدد مکمل چوکس لائی گئیں، پھر ان کا اندرونی سامان نکال کر wks کی کٹ ضروری آئٹلریشن کرنے کے بعد فٹ کر دی گئی......

ایمرجنسی اور وقت کی کمی کے باعث استعمال کیے جانے والا پیکنگ کا یہ طریقہ ۲ سال تک ایسے چلا جیسا یہ چوک' ٹیوب لائٹ کے لیے نہیں بلکہ wks کے لیے ہی بنائی گئی ہو...... بعد میں ہم نے اخراجات میں کمی کے لیے چوکس کی صرف بیرونی باڈی ہی خریدنا شروع کر دی اور ان میں wks کٹ فٹ کر کے محاذ جنگ پر روانہ کرنا شروع کر دیں...... اس پیکنگ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ یہ عام استعمال کی چیز تھی اور دورانِ سفر میں تلاشی وغیرہ کی کوفت اور پکڑے جانے کے خطرے سے محفوظ تھی نیز کم خرچ بالا نشین بھی تھیں......

موسم بدلنے سے پہلے پہلے:

تین دنوں میں ۲۰ عدد wks مکمل طور پر تیار ہو چکے تھے اور حاجی صاحب کی طرف سے آنے والا مہمان بھی اسی دوران میں اپنی تربیت مکمل کر چکا تھا اور اس قابل ہو گیا تھا کہ اپنے ساتھیوں کو بھی تربیت دے سکے...... لہٰذا ہم نے خوشی، نیک تمناؤں اور نیک خواہشات کے ساتھ اپنے مہمان کو یہ ڈیوائسز دے کر رخصت کیا اور سکھ کا سانس لیتے ہوئے رب کریم سے دعا کی کہ ''اے رب رحمٰن! مجاہدین اسلام کی نصرت فرما''...... ہم اپنی سی کوشش کر چکے تھے اور اپنی محنت اور رت جگوں کے اچھے نتائج کے منتظر اپنے مہربان رب سے فضل کی امید لگائے بیٹھے تھے......

اب ہم منتظر تھے کہ میدان سے اپنی اس ایجاد کے نتائج سے متعلّق معلوم کر سکیں...... اس انتظار میں ایک عجیب طرح کی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت تھی، جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ گرمیوں کا موسم تھا اور یہ موسم عسکری کارروائیوں کے لیے بڑا اسود مند ہوتا ہے...... وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا اور ہم موسم تبدیل ہونے سے پہلے پہلے دشمن کو بہت سا نقصان پہنچانا چاہتے تھے......

خوش خبری:

آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور wks کی اچھی کارکردگی کی خوش خبریاں سننے کو ملنے لگیں...... اس خوش خبری کے ساتھ ساتھ ایک نقص کی شکایت بھی پہنچی کہ مائن+wks زمین میں دبانے کے تین دن بعد ممکنہ ہدف آنے پر وائرلیس سے ٹون دینے کے باوجود کام نہیں کر رہی...... یعنی اگر مطلوبہ ہدف تین دن سے پہلے آجائے تو ٹھیک ورنہ چوتھے دن یہ کام کرنا چھوڑ دیتی ہے......

یہ بات بڑی تشویش ناک اور پریشان کن تھی کیونکہ دورانِ جنگ میں بعض اوقات دشمن جلد نشانے پر آجاتا ہے لیکن دوسری صورت میں کئی کئی دن انتظار بھی کرنا پڑتا ہے...... نیز دبائی ہوئی مائن کو بار بار نکالنا اور دوبارہ دبانا آسان کام نہ تھا کیونکہ یہ بہت حساس معاملہ ہوتا ہے اور ذرا سی غفلت بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے، لہٰذا اس نقص کو دور کرنا بہت ضروری تھا۔

ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا تو واقعی محاذوں پر مصروف عمل مجاہدین کی شکایت درست نکلی...... وجہ یہ معلوم ہوئی کہ ان دنوں موسم اگرچہ گرم تھا لیکن افغانستان کے جن علاقوں سے یہ شکایت آئی تھی وہاں سال کے بارہ مہینے موسم ٹھنڈا ہی ہوتا ہے، لہٰذا وہاں کی سردی اور زمین کی نمی کی وجہ سے بیٹری کام کرنا چھوڑ دیتی تھی......

ہم نے بار بار اس طرح ناکام ہوجانے والی ڈیوائسز کو نکال کر ان کو تھوڑی دیر دھوپ لگا کر کچھ دیر بعد ان کو بلاسٹ کرنے کے لیے ٹون دی تو وہ بلاسٹ ہوگئیں...... بیٹری کو حرارت ملنے پر وہ دوبارہ کام کرنا شروع کر دیتی تھی...... ہم نے بیٹری کا یہ نقص دور

24 اپریل: صوبہ لوگر............... ضلع چرخ............... مجاہدین کا کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ............... 4 فوجی ہلاک............... 2 زخمی

کرنے کے لیے اقدامات کیے جس کے نتیجے میں wks کی بیٹری ۸ دن تک کام کرنے کے قابل ہوگئی......

ڈیوائسز کی باقاعدہ پروڈکشن :

تجربات کی کامیابی اور نقائص کو دور کرنے کے بعد wks کی دن رات تیاری جاری تھی ۔ زیادہ تیاری کے لیے زیادہ افرادی قوت کی ضرورت تھی کیونکہ تیاری کے ساتھ ساتھ دیکھ بھال، ترسیل اور حساس معاملہ ہونے کی وجہ سے تمام امور کو راز میں رکھنے جیسے مسائل کا سامنا تھا......محاذِ افغانستان کے طول وعرض میں ۲۰ عدد کامیاب تجربات کے بعد تمام کمان دانوں میں wks کا چرچا ہونے لگا......حاجی صابر صاحب نے ہمیں اس ضمن میں تفصیلاً آگاہ کیا، ہم نے ان کی کارگزاری کے تناظر میں زیادہ سے زیادہ تیاری اور ترسیل کے طور طریقوں پر سوچنا شروع کر دیا......

پہلی مشکل یہ تھی کہ ہم خود بنا کر ہر ضلع کے کمان دانوں کو فرداً فرداً مہیا نہیں کر سکتے تھے،اس طرح کام کے بہاؤ اور رفتار میں بھی کمی آجاتی، پھر طالبان کے ساتھ گزارا گیا وقت کام آیا اور سوچا کہ منظّم اور مربوط نظام چلانے کے لیے مرکزی کمان دانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں تمام تفصیلات اور فوائد سے آگاہ کیا جائے اور اُنہی کی نگرانی میں ترسیل کا تمام کام ہو......وہی یہ طے کریں کہ ڈیوائس کی ترسیل کہاں کہاں اور کیسے کیسے کرنی ہے......

ان حالات میں ہمارا ملا برادر صاحب فک اللہ اسرہ سے رابطہ ہوا اور اُن کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا، وہ بخوشی اس کام پر آمادہ ہو گئے اور اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے ایک معاون کمال شہید صاحب' جو شبرغان کے رہائشی تھے' سے ہمارا تعارف کروایا اور یہ طے پایا کہ ہمارے ساتھ تمام معاملات کمال شہید صاحب سنبھالیں گے......

کمان دانوں کی ڈیمانڈ:

یہ مرحلہ طے ہو جانے کے بعد اب دوبارہ زیادہ سے زیادہ تیاری کے لیے بااعتماد ساتھیوں کی ضرورت پیش آئی ،ایسے ساتھی جو مخلص اور محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ رازدار بھی ہوں......اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے ساتھی جلد ہی میسر آگئے اور ہم نے ورکشاپ میں زور وشور سے کام شروع کر دیا...... پوری پوری رات ڈیوائسز تیار کرنے کے لیے لیب میں گزر جاتی......

ملا برادر فک اللہ اسرہ کے معاون کمال شہید کو باقاعدہ سپلائی مل رہی تھی اور وہ آگے پورے افغانستان میں کام کی نوعیت اور علاقہ کی مناسبت سے کمان دانوں کی ضروریات کے مطابق تقسیم کا کام بخوبی کر رہے تھے......wks استعمال کرنے والوں کو ترسیل کرنے والوں کی خبر نہ تھی کہ کون ترسیل کر رہا ہے اور ترسیل کی ذمہ داری نبھانے والوں کو تیار ہونے کا معلوم نہ تھا کہ کون تیار کر رہا ہے......wks کی ترسیل ایک نظم کے ساتھ پورے افغانستان کے محاذوں پر جاری وساری تھی......اس کے بعد اعداد وشمار گواہ ہیں کہ اس مربوط وجامع نظام کے تحت wks کارروائیوں سے صلیبیوں اور ان کے آلہ کاروں کو کس قدر شدید نقصان اٹھانا پڑا......

جان جوکھوں میں ڈال کر مائن دبانا:

چند ماہ کے بعد wks میں ایک اور شکایت سامنے آنے لگی جو کہ محدود پیمانے پر تھی ......ہم نے خراب ہونے والے اِکا دُکا نمونے منگوا کر ٹٹولے تو پرزوں کے جل جانے کا معلوم ہوا......اس شکایت کا تناسب ایک فی صد کے قریب تھا اور ہم ۱۰۰ فی صد رزلٹ کے خواہاں تھے......کیونکہ مجاہدین جان جوکھوں میں ڈال کر مائن دباتے تھے اور دشمن کے ہدف پر آجانے کے بعد جب مسنون دعائیں پڑھ کر مائن بلاسٹ کرتے تو بعض اوقات خراب پرزوں کے باعث ناکامی ہو جاتی تھی جو کہ کسی بھی طرح قابل قبول نہ تھی......

لہٰذا ہم نے اس نقص کو دور کرنے کے لیے عمدہ کوالٹی کے پرزے منگوانا شروع کیے، مارکیٹ میں یہ پرزے کافی مہنگے مل رہے تھے، پھر تگ ودو کر کے ایک ایسا تاجر مل گیا جو مطلوبہ پرزے سنگاپور کے ریٹ پر ہمیں دینے لگا جس سے یہ نقص بھی بفضلہٖ تعالیٰ دور ہو گیا اور نتائج بالکل مطلوبہ اور ۱۰۰ فی صد درست آنے لگے......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''جہاد کے پہلے سال میں،لوگ ہم تک پہنچنے کے قابل نہ تھے۔ہم تعداد میں تھوڑے تھے، اور ہم پہاڑ کی چوٹی پر تھے؛ کوئی ہمارے قریب نہیں آسکتا تھا،کوئی ہمیں مدد دینے کے قابل نہ تھا ہم چائے بنانے کے لیے آگ بھی نہیں جلا سکتے تھے، کہ کہیں دھواں نہ بلند ہو جائے (اور دشمن کو ہماری جگہ معلوم ہو جائے)اور یہ اِس حد تک تھا کہ حکومت تک نہیں جانتی تھی کہ ہم کہاں ہیں اور زمین ہم پر تنگ ہوتی جا رہی تھی راشن ختم ہو گیا تھا......اگر آپ بیمار ہو جائیں، آپ صبر سے برداشت کر سکتے ہیں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے گر جائے، آپ وہ بھی صبر سے جھیل لیں گے مگر بھوک! پھر کہاں جائیں گے؟ اُس کو کیسے برداشت کریں گے؟ آپ کچھ کھائے بنا کیسے زندہ رہ سکتے ہیں؟ میں نے نمازِ فجر ادا کی، اور جائے نماز پر تنگی کی حالت میں بیٹھ گیا، اور مجھ پر سُستی اور غنودگی غالب آرہی تھی......پھر اچانک پیچھے سے کسی نے میرے کندھے کو جھنجوڑا، وہ جائے نماز پر جلسہ کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا، اور اُس نے مجھ سے کہا: اے جلال الدین! تیرا رب تجھے ۳۰ سال تک کھا تا پلا تا رہا اور تُو نے اُس کی راہ میں جہاد نہ کیا - تو اگر وہ تجھے بُھلا دے، تو کیا تب تُو اُس کی راہ میں جہاد کرے گا؟!''

شیخ جلال الدین حقانی حفظہ اللہ

24 اپریل: صوبہ نیمروز......ضلع خاشرود......پولیس ہیڈکوارٹر پر حملہ...... 3 پولیس اہل کار ہلاک...... 2 زخمی

تم ہی تو غم ہمارا ہو!

ضرار خان

۳۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو پیش آنے والا واقعہ ذہن کے گوشوں سے شاید وقت کے دھارے نے دھندلا کر دیا ہے! مگر اس امت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی بہنوں کے تقدس کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتے ہیں...... ۳۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو جب اس ملک پاکستان کے متکبر اور قبیح فطرت انسان پرویز نے بہن عافیہ صدیقی کو پاکستان کے شہر کراچی سے اغوا کر کے اُن کے بچوں سمیت صلیبی سردار کو بیچ دیا...... کیا کوئی نہیں سوچ سکتا تھا کہ جنھیں مقدس گائے کی طرح پوجا جاتا ہے، جن کو میڈیا ملک وقوم کا محافظ اور نا جانے کیا کیا کہتا ہے اور جن کے گُن گاتے ہوئے مبالغہ آرائی کی تمام حدود سے پار کی جاتی ہیں، جی ہاں! میں اس ملک کی اُس مقدس گائے (فوج) کا ذکر رہا ہوں جس کی خیانتوں اور غداریوں سے تاریخ بھری پڑی ہے......

عافیہ بہن کس حال میں ہوں گی؟ یہ میری وہ بہن ہی بہتر جانتی ہے یا اُس کا رب...... مگر میں ایک نقشہ کھینچنا چاہتا ہوں کہ یہ کفار اور اُن کے نوکر اپنی قید میں کیا کیا ستم کرتے ہیں...... مجھے اس کا عملی مشاہدہ حالیہ کچھ سالوں میں ہوا...... میرا تعارف اتنا ہی کافی ہے کہ میں جہاد افغانستان میں مصروف تھا...... کہ پاکستان کی ''فرض شناس'' ایجنسیوں نے امریکہ کی وفا کو نبھاتے ہوئے مجاہدین اسلام کو قید کرنے کا سلسلہ شروع کیا، مجھے بھی انہی دنوں میں اغوا کر لیا گیا...... پھر ایک ظلم وسربریت کا طویل سلسلہ شروع ہوا جس کو مکمل بیان کرنے کی کوشش کروں گا...... جیسے ہی مجھے اغوا کیا گیا تو فوراً ایک گاڑی میں ڈال دیا گیا اور سر پر ایک کالا غلاف نما کپڑا ڈال دیا گیا جسے سے میری آنکھیں اور منہ گردن تک سب کچھ بند ہو گیا، سانس لینا بھی مشکل تھا...... اسی حالت میں بھی وہ لوگ مجھ پر تشدد کر رہے تھے، میرے علاوہ گاڑی میں چار لوگ تھے...... ایک گاڑی چلا رہا تھا جب کہ باقی مجھے بار بار مار رہے تھے...... میرے اطراف میں بیٹھے لوگ میرے چہرے پر مکے برسا رہے تھے اور آگے والی سیٹ پر بیٹھا ہوا بھی پیچھے کی طرف ہاتھ بڑا کر اپنا حصّہ ڈال رہا تھا...... کچھ دیر بعد میرے تمام اعصاب جواب دینے لگے، میں بار بار پوچھ رہا تھا میں نے کیا کیا ہے؟ مجھے وجہ تو بتاؤ؟ اس پر اُن کا غصہ مزید بڑھک اٹھتا...... بس اللہ جانے وہاں سے کتنا فاصلہ تھا جس کے بعد ایک جگہ گاڑی نے بریک لگائی اور مجھے گاڑی سے اتارا گیا...... ہاتھوں پر عجیب قسم کی ایک ہتھکڑی لگا دی گئی جو کچھ دیر بعد خود بخود سخت ہوتی جاتی تھی، جس وجہ سے کلائی کی جگہ سے خون کی گردش بند ہونا شروع ہو جاتی...... ہاتھوں کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہی تھی...... جب گاڑی سے اتار کر مجھے ایک جگہ بیٹھا دیا گیا تو میں یہ سمجھا کہ بس اب مجھے گاڑی تلے روند کر مار ڈالا جائے گا اور قصہ ختم...... مگر کچھ ہی دیر بعد ایک سخت آواز آئی...... او! ضرار تیرا نام ہے؛ میں نے کہا جی میرا ہی نام ضرار ہے...... پھر ایک میرے کالر سے پکڑ کر مجھے چلا رہا تھا...... آنکھیں تو بند تھیں مگر معلوم پڑ رہا تھا کہ سیڑھی پر دو قدم اوپر کی جانب چڑھایا گیا ہے پھر ایک دورازہ کھولا گیا...... اس کے بعد ٹھنڈک کا احساس ہوا...... (یہ گرمیوں کا موسم تھا) شاید اس کمرے میں اے سی لگا ہوا تھا...... یہاں کچھ دیر کھڑا رکھا گیا پھر ایک اور دورازہ کھولا اور اُس کمرے میں داخل کیا گیا...... وہاں سگریٹ کی شدید بدبو پھیلی ہوئی تھی...... میری آنکھوں اور سر سے غلاف ہٹا دیا گیا، سامنے ایک آفس کا ماحول تھا...... ایک کونے میں بڑی سکرین ٹی وی دیکھنے کے لیے لگی ہوئی تھی، میز اور ایک بڑی کرسی اور میز کے سامنے اور اطراف میں کئی کرسیاں تھیں...... درمیان جو جگہ خالی تھی وہاں میں کھڑا تھا......

مجھے دیکھتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے اشارہ کیا جو شخص مجھے لایا تھا اُس نے تین سے چار لوگوں کو دروازہ کھول کر بلایا...... جب سب اکھٹے ہو گئے تو ایک اور بیڑی لا کر میرے پاؤں میں ڈال دی گئی...... پھر مجھے زمین پر لٹا دیا گیا اور میرے پاؤں کے قریب ایک شخص جو اُن کا افسر معلوم ہوتا تھا، کرسی رکھ کر اس طرح بیٹھ گیا کہ میرے پاؤں کی بیڑی کرسی کے پائے تلے آ گئی اور ہلنا تک مشکل ہو گیا...... سر کی طرف بھی ایسا ہی ایک اہل کار بیٹھ گیا، اُس نے پاؤں میرے چہرے پر رکھ دیا اور ٹائر سے بنے ہوئے ایک لمبے سے آلے سے مارنا شروع کیا...... میری کیفیت یہ تھی کہ اپنی جگہ سے بالکل ہل نہیں سکتا تھا...... اس قدر مارا کہ شاید ایک ایک شخص نے ۴۰ سے زائد ضربیں لگائیں...... ۳ / ۴ اہل کار تھے جنھوں نے خوب مارا اور بالآخر تھک کر ہی چھوڑا گیا...... جب یہ سلسلہ کسی حد تک رک گیا تو میں سمجھا کہ شاید اب سوال وجواب ہوں گے اور مجھے فکر ہوئی کہ مزید ساتھیوں کے بارے میں پوچھا جائے گا...... مجھے کھڑا ہونے کا کہا گیا، اللہ تعالیٰ نے ہمت دی کہ لڑکھڑاتے ہوئے میں کھڑا ہو گیا مگر ایک ٹانگ پر بوجھ زیادہ ڈالا ہوا تھا ایک جانب جھکا سا ہوا تھا...... جو اُن کا افسر معلوم ہو رہا تھا، وہ کھڑا ہوا اور اپنے ساتھ رکھی ہوئی پتلی بانس کی چھڑی نکال لی، اب دو افراد نے مجھے بازوؤں سے پکڑ لیا...... ایک اہل کار نے کہا سر! اس کی شرٹ اتار دیں؟ مگر اُس نے غصّے میں کچھ نا سنا اور بس اسی بانس کے ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا...... یہ اس قدر زور کی لگتی تھی کہ میری چیخیں نکل رہیں تھی...... جو مغلظات وہ منہ سے بک رہا تھا وہ ایک مسلمان کی زبان بیان نہیں کر سکتی...... جب مجھے اغوا کیا گیا تو

24 اپریل: صوبہ نیمروز......شیشاوہ......بارودی سرنگ دھماکہ......فوجی ٹینک تباہ......7 اہل کار ہلاک

اُس وقت شام کے ۵ بجنے والے تھے مگر اس وقت رات کے نو بج چکے تھے...... جب وہ افسر مجھے مار مار کر بری طرح ہانپنے لگا تو اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ لگا لیا...... کمرے کے ایک کونے میں بڑی ٹی وی سکرین موجود تھی...... میرے ذہن میں ہی بات گھوم رہی تھی باقی ساتھی کسی طرح ان کے شر سے بچ جائیں...... پھر ایک اُن کا افسر جو اُس کمرے میں موجود تھا نہایت ہی غلیظ زبان والا تھا...... ویسے تو سب ہی ایک جیسے زبان کے مالک تھے مگر ایک اُن میں یہ نہایت ہی غلیظ تھا...... وہ موجود رہا باقی باہر نکل گئے...... کچھ دیر سوالات کرنے کے بعد کہنا لگا کہ تو اگر یہ بتا دے کہ کون کون پاکستان میں تیرے ساتھ کام کر رہا ہے تو میں تجھے خود چھوڑوں گا تو نے تو کیا ہی کچھ نہیں...... میں اُس کی چال سمجھ چکا تھا، جہاد افغانستان کے مطلق اِن دنوں یہ لوگ' کتوں کی طرح سونگھتے پھرتے تھے کہ کوئی مجاہد ملے...... کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آئی ایس آئی تو جہاد افغانستان کو سپورٹ کرتی ہے تو یہ سفید جھوٹ ہے...... یہ عبداللہ بن اُبی کی اولاد ہیں، جب وانا آپریشن میں جوتے پڑے تو ان لوگوں نے سوچنا شروع کیا اور جب پاکستان میں ان پر فدائی حملے ہوئے تو ان لوگوں یہ طے کیا کہ اگر ان کو مزید روکا گیا تو ان کی بندوقوں کا رخ ہماری طرف ہو جائے گا مگر اس وقت تک دیر ہو چکی تھی......

اپنی بات کو آگے لے کر چلتا ہوں آخر کار وہ افسر بھی کمرے سے نکل گیا......

اب ایک ہی چپراسی ٹائپ رہ گیا، وہ میرے قریب آیا میرے کان کے قریب دو ضربیں لگائیں...... اتنی مار کھانے کے بعد اُس کی یہ دو ضربیں مذاق سا معلوم ہوا...... بس بار بار میرے دل ایک ہی دعا جاری تھی یا اللہ! باقی ساتھیوں کو بچا لینا...... اُس نے میرا ایک کان مروڑا اور کہا اوئے مفت میں مارا جائے گا بتا دے ہم تجھے چھوڑ دیں گے...... مجھے اُس کی اس بات پر ہنسی سی آئی، جانے اللہ کی طرف سے ایک سکینت سی طاری تھی کہ اُن کی مار مجھے کچھ بھول سی گئی...... جب اُس نے میرے کان کو بُری طرح مروڑا تو میں نے کہا ایک منٹ سنو تو وہ رُک گیا...... مجھے ایسے ہی شرارت سوجھی، اُس نے جب میرا کان چھوڑ دیا تو وہ یہ سمجھا کہ میں کوئی خاص معلومات دینے والا ہوں...... بولا کیا ہے بول! میں نے کہا: یہ کان خراب ہے دوسرا پکڑ لو...... تو اُسے یہ بات انتہائی بری لگی اور پہلے تھپڑ مارے پھر جب دیکھا کہ اپنے ہی ہاتھ میں درد ہو رہی ہے تو مکے اور لاتیں رسید کی جو میری کمر کے عین وسط میں لگ رہیں تھیں...... اسی لمحے اُس کے دل میں اللہ نے کیا ڈالا (واللہ اعلم) کہ جب میں پکڑا گیا تھا تو میں روزے میں تھا، اب تک مجھے پانی تک نہ دیا گیا تھا...... اُس نے ایک اور ملازم کو بلایا جس کو میرے لیے کھانا لانے کو کہا گیا...... میرا چہرہ بری طرح سُوج چکا تھا...... خاص کر جبڑوں پر مکے کافی زوردار مارے گئے تھے جس کا احساس مجھے تب ہوا جب میرے سامنے کھانا آیا تو میں اپنے ہاتھوں سے جبڑوں کو حرکت دے کر کھانا چبانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا...... اس دوران میں اُن کا سب سے بڑا افسر نمودار ہوا جس کی اُبلتی ہوئی آنکھیں اور موٹی اونچی ناک تھی، جسے وہ شاہ جی کے نام سے پکار رہے تھے...... دوسرا نوجوان بھرے جسم کا مالک اُس سے چھوٹا افسر معلوم پڑتا تھا اُن کے بات کرنے کے انداز سے اُس کو وہ ذاکر کے نام سے پکار رہے تھے...... اور تیسرا جو وہاں اکثر دن بارہ بجے آتا تھا اُس کا نام معلوم نہیں مگر اُس کی نشانی یہ تھی کہ وہ باقیوں سے زیادہ گالیاں بکتا تھا اور شکل بھدی اور چہرے پر پھلبہری بیماری کے دھبے تھے...... یہ تین ایک ایجنسی کے معلوم ہوتے تھے...... اور چوتھا عینک والا تھا جو کم ہی آتا تھا، وہ شاید آیم آئی کا تک (یہ ساری معلوم مجھے وہاں رہ کر ہوئیں)......

جب شاہ جی نام کا افسر آیا ہوا تو آتے ہی مجھے کھانا کھاتا دیکھ کر غصّے میں آ گیا کہ میں ایک مجرم ہوں اور کرسی پر بیٹھا کر کھانا دیا جا رہا ہے...... میرے سامنے سے کھانا اٹھا لیا گیا اور تشدد کا آغاز پھر سے ہو گیا مجھ پر نیم بے ہوشی کی حالت طاری تھی...... میرے موبائل سے نکلے گئے تمام نمبر ٹریس کیے جا رہے تھے...... اُس میں وہ لوگ بھی جن کے پاس میں رہتا تھا...... وہ میرے جاننے والے لوگ تھے، اپنی نوکریاں کیا کرتے تھے...... ایک دوست وہ تھے جو کشمیر کی طرف جہاد کرنے والے گروپ سے تھے...... اور جو افغانستان جہاد سے وابستہ لوگ تھے الحمدللہ اُن کے موبائل نمبر میرے پاس موجود نہیں تھے...... جس ساتھی کا ذکر میں کر رہا تھا کہ وہ کشمیر جہاد سے وابستہ تھا اُس کا نام اسداللہ (رمزی نام) تھا...... اسداللہ کے گھر سے ہی میں نکلا تھا اور گجرات سے مجھے اغوا کر لیا گیا...... میں کب سے اُن کی نظروں میں تھا یہ مجھے بھی معلوم نہیں تھا......

اب رات کے بارہ بج چکے تھے تھے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور اُس کے اوپر کالی ٹوپی جو میری گردن تک آ گئی...... اب میرے ہاتھوں پر پیچھے کی طرف ہتھکڑی ڈال دی گئی اور پاؤں میں بیڑی ڈال دی گئی جو اتنی چھوٹی تھی کہ میں چھوٹے قدم لے سکتا تھا اگر تھوڑا سا بھی بڑا قدم لیتا تو یہ مزید سخت ہوتی جاتی اور اس کے اندر کی طرف والے کنارے اتنے تیز تھے کہ میری ایڑھی کے اوپر والے حصّے میں گوشت میں پیوست ہو جاتے اور مزید اندر گھستے چلے جاتے تھے...... اب مجھے گاڑی میں بٹھا دیا گیا میری آنکھیں مکمل طور بند تھیں جیسا کہ بتا چکا ہوں، مگر آواز سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ اب گاڑی چل رہی ہے...... مجھے گجرات سے گوجرانوالہ لایا گیا اور وہاں ایک مین روڈ پر میری آنکھیں کھولی گئیں تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ کونسی جگہ اور بے اختیار اُس جگہ کا نام منہ نکل گیا جس پر اُن کو تشویش ہوئی کہ مجھے کیسے اتنی جلدی پتہ چل گیا کہ یہ کونسی جگہ ہے...... اس موقعہ پر بھی میرے کان کے عین نیچے ایک تھپڑ رسید کیا گیا، اب میری نظر دائیں طرف گئی تو میرے ساتھ ایک کالی وردی میں ملبوس پولیس والا موجود تھا اور دوسری طرف سادہ سفید کپڑوں میں اہل کار تھا...... میں نے جوں ہی پولیس والے پر کچھ غور دیا تو اُس کی حالت عجیب سی ہوئی اور وہ خوف سے منہ میں کچھ پڑھنے لگا...... اُس کی یہ گھبراہٹ مجھے اچھی طرح محسوس

25 اپریل: صوبہ لوگر......... ضلع چرخ......... مجاہدین کا سیکورٹی اہل کاروں کی چوکیوں حملہ......... 9 اہل کار ہلاک......... 3 زخمی

ہورہی تھی......میں حیران ہوا کہ میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک انسان ہو جو اپنی مرضی سے حرکت بھی نہیں کرسکتا اور یہ اُس کے دیکھنے سے ہی اتنا گھبرا گیا! سوچیں جب اللہ کے شیر (مجاہدین) ان پر حملہ آور ہوتے ہیں تو اوباما کی اولاد کی حالت کیا ہوتی ہوگی......

گاڑی اس وقت اُس علاقے میں داخل ہو چکی تھی جہاں اُس بھائی اسداللہ کا گھر تھا...... مجھے بتانے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ موبائل سے اُن کی لوکیشن اُن کو معلوم تھی......گاڑی جس میں میں سوار تھا اُس کے سامنے ایک سفید گاڑی تھی جس میں اُن کا سسٹم جس سے اُن کو لوکیشن معلوم ہورہی تھی......مگر اللہ سے بار بار یہی دُعا کر رہا تھا اللہ نہ کرے کہ یہ اُن کے گھر میں گھس کر گرفتار کریں......میں اس وقت تک ان خبثا کی اصلیت سے واقف نہیں ہوا تھا کہ مسلمان، ایمان، حیا، پردہ، عزت، چادر چار دیواری جیسے الفاظ تو ان کے ہاں سرے سے موجود ہی نہیں...... یہ ایسے جنگلی اور وحشی درندے ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں......بس ڈالر، ڈالر اور بس ڈالر......اُس ساتھی اسداللہ کا گھر جس علاقے میں تھا وہاں چھوٹی چھوٹی گلیاں تھیں، اب نیند اور تشدد کی وجہ سے میری ہمت جواب دے چکی تھی مگر اسداللہ کا خیال آتا کہ اُن کا کیا بنے گا......ایک گلی میں لے جایا گیا اور پوچھا کہ اس گلی میں اسداللہ کا گھر ہے نا؟......میں کہا مجھے صحیح نظر نہیں آرہا، گاڑی اُس گلی میں داخل کر دی گئی اور کہا پہچان یہی ہے نا گلی، یہ وہی افسر تھا جس کے چہرے پر داغ تھے......میں نے کہا: مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے......یہ تو مجھے معلوم تھا کہ مجھے یہ ماریں گے مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ اس قدر ذہنی ٹارچر کیا جائے گا......میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سادے کپڑوں والے اہل کار نے میرے کمر پر تھپڑے مارنے شروع کیے کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ میرے کمر بری طرح زخمی ہے اور وہ میری کمر پر زخموں کو دباتا بس سوائے میرے منہ سے درد بھری لمبی آہ اور اللہ، اللہ کے سوا کچھ نہ نکلتا اور یہ بات اُن پر آگ بن کر برستی کہ درد ہونے میں ہم اللہ کو یاد کرتے ہیں......اُن کا افسر سامنے والے سیٹ پر بیٹھا تھا، جو بار بار پوچھتا تھا اور گالیاں بھی بکتا تھا...... مجھے لگا کہ اب شاید یہ مجھے یہیں اتار کر گولی مار دیں گے اُن کے لہجے ایسے ہی معلوم ہوتے تھے، پسٹل بھی ہاتھوں میں تیار تھے......جب گاڑی اُس گلی سے واپس گھمائی گئی تو مجھے معلوم ہوا کہ پیچھے تو قافلہ ہے پورا، جس میں ایلیٹ فورس کی گاڑیاں بھی شامل تھیں اور یہ گاڑی جس میں مجھے سوار کیا تھا یہ ڈبل کیبن ویگن تھی......اب کچھ دیر کے لیے گاڑی دور ایک جگہ پر کھڑی کر دی گئی......میں بھی یہی چاہتا تھا ٹائم یہیں پر گزر جائے اور ساتھیوں کو کسی طرح معلوم ہو جائے کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں......اس سارے معاملے میں صبح کے ۴ بج چکے تھے......

جب اُن کو معلوم ہو گیا کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا تو میرے موبائل میں ایک دوست کا نمبر تھا جس کے پاس اسداللہ کو آنا تھا، اُس کا نام عمران (رمزی نام) تھا......اسداللہ بھائی اپنے گھر والوں سمیت علاج کے لیے عمران بھائی (ان کا ذکر آگے چل کر آئے گا) کی طرف نکل پڑے تھے، اب یہ بات ایجنسی والے فون ٹیپ کرنے کی وجہ سے سن رہے تھے اور مجھے اُن لوگوں نے اُس گاڑی سے نکال کر ایلیٹ فورس والی گاڑی کے پیچھے لٹا دیا اور میری آنکھوں پر پٹی چڑھا دی گئی......میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اُن سب کے درمیان میں تھا اور وہ میرے اوپر بوٹ رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے......اب اُن کی باتوں سے لگ رہا تھا کہ یہ شہر کا بیرونی حصّہ ہے......اسی دوران مجھے ناشتہ کرنے کو کہا گیا تو روٹی جس پر گھی لگا ہوا تھا اور ساتھ میں کوئی سالن تھی، میری آنکھیں بند تھیں میں دیکھ نہیں سکتا تھا......بس ایک اہل کار نے ایک یا دو نوالے میرے منہ ڈالے جب میں نے کھانے میں دیر کرنے لگا تو اُس نے کہا تیرے باپ کا نوکر نہیں کہ اتنی دیر تک بیٹھا رہوں اور تو کھائے، یہ کہہ کر ناشتہ نما شے اٹھا لی گئی......دوسرا مجھے کہنے لگا کہ اسے کھانا دینے ضرورت ہی کیا ہے...... ہر پولیس والا حسب توفیق بکواس کر رہا تھا، کچھ دیر بعد گاڑیاں وہاں سے روانہ ہوگئیں......

اب واپس اُسی شہر کی طرف روانہ تھے جہاں سے لایا گیا تھا...... یہاں پر آتے ہی مجھے گاڑی سے اتر کر ایک تہہ خانے میں اُتارا گیا......اور ایک دیوار کے ساتھ بٹھا دیا گیا......میں ایسے بیٹھا تھا کہ دیوار کی طرف میرا منہ تھا، ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور گردن ٹوپی پہنائی گئی تھی......میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا شدید تھکن کا ہونا انسانی فطرت میں تھا اسی وجہ سے کوشش کی کہ سر کی ٹیک لگا کر سامنے موجود دیوار سے کچھ نیند کر لوں......مگر مجھے کیا معلوم تھا پیچھے ایک شخص میرے لیے کھڑا کیا گیا ہے کہ میں آرام نہ کروں...... مجھے احساس ہوا کہ سامنے کوئی دیوار ہے جس سے میں کچھ دیر ٹیک لگا سکتا ہوں، بس جوں ہی میں سر دیوار سے لگایا، ایک زوردار لات میری کمر میں لگی اور ساتھ میں ایک بڑی سی گالی بھی سنا دی یہ ایسی زوردار ضرب تھی کہ مجھے لگا کہ میری سانس اب واپس نہیں آئے گی......کچھ دیر بعد میری سانس بحال ہوگئی، کچھ یاد نہیں کتنی دیر ایسے بیٹھا گیا......بس تہہ خانے کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی، اس کے بعد کسی نے مجھے اٹھنے کا کہا اور گریبان کے پچھلے حصّے سے پکڑ کر اٹھایا اور تہہ خانے میں اُترنے کے بعد یہ تیسرا دروازہ کھلا تھا، جس سے مجھے اندر داخل کیا گیا تھا اب ایک لیٹرین میں داخل کر کے شلوار قمیض دے دی گئی تھی......جو میرے جسم سے کافی کھلی اور بڑی بھی تھے......چاہتے نا چاہتے میں نے پہن ہی لی...... مجھے لگا کہ شاید اب مجھے یہ طالبان کے سٹائل والے کپڑے پہنا کر جعلی پولیس مقابلہ بنا دیں گے اور ٹی وی پر ایک زبردست شہ سرخی بن جائے گی مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ اللہ نے اپنے اس کمزور بندے سے کیا کیا امتحان لینے ہیں......

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

25 اپریل: صوبہ لوگر.................ضلع برکی برک.................مجاہدین کا افغان فوجی چوکیوں پر حملہ.................5 اہل کار ہلاک

فمنهم من قضى نحبه

عامر عبدالباری

ان پہاڑوں کے کچے راستوں پر موٹر سائیکل پر سفر بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ ایک ہی سفر کرنے کے بعد جھٹکے کھا کھا کر جسم کا ایک ایک جوڑ درد کرنے لگتا ہے۔ راستے میں موٹر سائیکل گر جائے تو چوٹیں تو لازمی ہی لگیں گی۔ اگر کبھی موٹر سائیکل پنکچر ہو جائے تو بس پھر خود بھی پیدل چلو اور موٹر سائیکل کو بھی ساتھ گھسیٹ کر لاؤ۔ مگر جب بھی عبدالرحمٰن بھائی کو موٹر سائیکل پر ساتھ چلنے کا کہا جاتا بے چون و چرا اس چلنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ باوجود اس کے کہ موٹر سائیکل سے گر کر چوٹیں بھی کھائیں اور کئی دفعہ موٹر سائیکل خراب ہو جانے پر گھنٹوں پیدل بھی چلنا پڑا۔ جب کسی سفر کے دوران میں صلیبی اتحادیوں کے کیمپ کے پاس سے گزرنا ہوتا تو امریکی غلاموں سے دشمنی اور نفرت کے اظہار کے لیے اپنی کلاشن کوف کندھے سے اتار کر اس کا رخ ان کی طرف کر لیتے، جیسے ان سے کہہ رہے ہوں: اے امریکی غلامو! تمہارے علاج کے لیے سب سے موزوں چیز یہ کلاشن کوف ہی ہے۔

یہ عبدالسلام اور عبدالرحمٰن دونوں ہی بھائی ۱۲ اگست ۲۰۰۸ء کی ایک شام ڈرون کی بمباری میں شہید ہو گئے۔ برمل کے علاقے شینہ وانہ کا یہ چھوٹا سا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں کئی عرب اور مقامی مجاہدین کی قبریں موجود ہیں۔ انہی قبروں میں سے دو قبریں عبدالسلام بھائی اور عبدالرحمٰن بھائی کی بھی ہیں۔ اس قبرستان سے متصل آٹھ، دس مکانات پر مشتمل ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ جہاں رمضان ۱۴۲۹ھ (۲۰۰۸ء) میں امریکی ہیلی کاپٹر اترے تھے۔ جب بستی کے لوگ روزے کے لیے سحری بنانے میں مصروف تھے۔ ہیلی کاپٹروں میں آنے والے امریکی ان گھروں میں گھس گئے اور وہاں موجود مردوں، عورتوں اور کمسن بچوں کو اکٹھا کر کے، اللہ کے سامنے جھکنے والے سَروں سے اپنی نفرت اور بغض و عناد کے اظہار کے لیے ان سب کو عین پیشانیوں پر گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ کیا عمریں ہیں بچوں کی؟ ۷ ماہ، ۳ سال، ۵ سال، ۱۳ سال، ۱۵ سال، یہ خاتون ۸۰ سالہ، یہ بابا جی ۷۵ سالہ۔ امریکی جاتے ہوئے تین مردوں کے سر بھی کاٹ کر لے گئے کہ مسلمانوں کے کٹے سروں کے ساتھ یادگار فوٹو سیشن کا اہتمام ہو سکے۔ مگر پاکستان کی سرحدوں کے رکھوالے اپنے مورچوں میں چاق و چوبند ان ہیلی کاپٹروں کی رکھوالی کرتے رہے کہ مبادا مجاہدین اس طرف آ جائیں اور صلیبیوں کے کام میں خلل ڈالیں۔ دفاعِ پاکستان کے ٹھیکے داروں کی اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور 'پاک' فضائیہ کا مضبوط دفاعی نظام اپنی ہی سرحدوں میں بسنے والے پاکستانیوں کو فنا کرنے میں مصروف رہا۔ آزاد صحافت اور ہر خبر پر نظر کا دعوے دار میڈیا، انسانی حقوق اور آزادی کے علم بردار ہلاکو و چنگیز کی اولاد کے اس وحشیانہ فعل پر اپنی غلامی کے ثبوت میں آنکھیں بند کیے رہا۔ ہاں...... یہ کوئی امریکی تو نہ قتل ہوئے تھے کہ پاکستانی میڈیا شور مچاتا یا اخباروں کے صفحات کالے کیے جاتے۔ یہ تو مسلمان عورتیں اور بچے تھے کہ آج اُمت کے خون کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، پانی سے بھی سستا کہ پانی بھی آج کل پیسوں میں ملتا ہے۔

دبلے پتلے جسم، درمیانے قد، سبز آنکھوں، روشن چہرے اور چہرے پر خوبصورت داڑھی والے یہ نوجوان عبداللہ (شبیر بھائی) ہیں۔ پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے سر جھکائے آگے آگے چلے جا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس جگہ کا نام تو انگور اڈا ہے۔ مگر انگور ہیں کہ سارا بازار چھان مارا ہے ملتے ہی نہیں۔ یہ کیسا انگور اڈا ہے؟؟ عبداللہ بھائی بڑی تیزی سے اتر رہے تھے اور میں احتیاط سے قدم رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ اتر رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمارے درمیان فاصلہ بڑھ گیا۔ میں نے اپنے پیچھے آنے والے ساتھی سے کہا عبداللہ بھائی تو بڑے پھرتیلے ہیں۔ وہ ساتھی انہیں پہلے ہی سے جانتے تھے، کہنے لگے بھائی ابھی تو آپ نے ان کی پھرتیاں دیکھی نہیں ہیں۔ یہ اپنی یونیورسٹی میں تھنڈر سکواڈ کے رکن تھے۔ میں نے کہا کہ ارے پھر تو جب بھی ایم کیو ایم والوں سے لڑائی ہوتی ہوگی تو سب سے زیادہ مار عبداللہ بھائی ہی کو پڑتی ہوگی۔ کہنے لگے نہیں بھائی ایم کیو ایم والوں سے ان کو کیا مار پڑتی ہوگی...... جن جن ایم کیو ایم والوں کو ان سے مار پڑی ہے، شاید ابھی تک ٹیڑھے ہو کر ہی چلتے ہوں گے۔ اور اپنے جسم پر جگہ جگہ پڑنے والے نشان دیکھ کر ان کو یاد کرتے ہوں گے کہ بھائی کس سے پالا پڑا تھا۔ اصل میں یہی تو جان تھے تھنڈر سکواڈ کی۔ میں نے کہا کیوں بھائی کوئی پہلوان ہو تو کہو، یہ تو بے چارے خود سنگل پسلی ہیں۔ تو دوسرے ساتھی پھر کہنے لگے بھائی اصل میں عبداللہ بھائی مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ بھی ہیں۔ میں نے کہا: او ہو!! اچھا میں ان کی شخصیت کے اس پہلو سے متعارف نہیں تھا۔ چلو اچھا ہوا ان کی شخصیت کا یہ پہلو بھی میرے سامنے آ گیا۔ موقع ملا تو میں بھی ان سے کراٹے سیکھوں گا۔

عبداللہ بھائی پڑھائی مکمل کرنے کے بعد میڈیا کے شعبے سے منسلک ہو گئے۔ مگر ساتھ ساتھ یہ بھی جانتے تھے کہ سب سے بڑا میڈیا آدمی کا اپنا ''کردار'' ہے۔ چنانچہ فرضِ عین کی پکار پر اپنے بہترین کردار کے میڈیا کو لیے سرزمینِ خراسان میں آ بسے۔

ایک دفعہ ہم کچھ ساتھی بیمار تھے اور آرام کے لیے دور کے ایک مرکز میں رہ

25 اپریل: صوبہ لغمان......ضلع نہر سراج......مجاہدین اور افغان فوج کے مابین جھڑپیں......پانچ فوجی ٹینک تباہ......متعدد فوجی ہلاک

رہے تھے۔عبداللہ بھائی لمبا سفر طے کر کے ہماری عیادت کے لیے آئے۔کمرے میں بیٹھے ہوئے چند لمحے ہی گذرے تھے کہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کیا بات ہے کہ آپ اپنے کمرے کو صاف نہیں رکھتے۔دیکھیں بستر کیسے اُلٹ پلٹ پڑے ہوئے ہیں۔کمرے کی جھاڑ پونچھ بھی نہیں کی ہوئی۔بھائی کچھ خیال کیا کریں۔اسی طرح کے کئی جملے کہتے رہے کہ شاید کوئی اٹھ کر بستروں کو لپیٹ دے مگر کوئی کیا اٹھتا یہ تو کمرہ ہی بیمار ساتھیوں کا تھا۔کسی کے گھٹنے پر چوٹ ہے تو کسی کو کمر درد کی شکایت کسی کو ہاتھ پر زخم ہے تو کسی کو بخار ہے۔پہلے ہم نے خیال کیا کہ شاید ویسے ہی مذاق کر رہے ہیں۔ہم نے بھی سستی کا مظاہرہ کیا کہ بیماری میں ویسے ہی آدمی کا کوئی کام کرنے کا دل نہیں چاہتا۔عبداللہ بھائی اٹھے اور اپنے پاس پڑے ہوئے بستر کو لپیٹنے لگے ایک، پھر دوسرا، پھر تیسرا۔خیال تھا کہ ایک دو لپیٹ کر بیٹھ جائیں گے مگر نہیں انہوں نے ایک ایک کر کے سارے بستر تہہ کر کے ان کو ان کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ایک دو ساتھی جن میں تھوڑی ہمت تھی اٹھے مگر ان کے اٹھنے تک وہ سارے بستر تہہ کر کے ان کی جگہ پر رکھ چکے تھے۔پھر پوچھنے لگے بھائی جھاڑو کہاں ہے؟ لو جی یہ ان کو جھاڑو ملا اور کمرے کی صفائی شروع۔ہم حیران تھے کہ یہ ان کو کیا ہو گیا ہے ہمارے مہمان ہیں اور مستزاد یہ کہ ہمارے عسکری استاد بھی ہیں۔مگر جھٹ پٹ کمرے کی صفائی کر کے بیٹھ گئے اور کہنے لگے ہاں جی! اب کچھ کمرے کی شکل نکلی ہے اور صحیح سے سانس آنے لگا ہے۔

عبداللہ بھائی اسلحے کے بہت ماہر استاد تھے۔ساتھیوں کی عسکری تربیت کے دوران اسلحے کی تمام چھوٹی بڑی باریکیوں کو بیان کرتے اور اس گہرائی اور تفصیل سے پڑھاتے تھے کہ جو ساتھی ان سے کسی اسلحے کی کلاس پڑھتا اس کے بعد وہ خود بھی اس اسلحے کا مکمل استاد بن جاتا۔

ایک دفعہ ہم مورچہ کھودنے میں مصروف تھے۔ایک ساتھی کہنے لگے کہ لگتا ہے کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔اسی دوران دشمن کی طرف سے بم باری بھی شروع ہو گئی۔گولے بہت قریب گر کر پھٹ رہے تھے۔اس لیے ساتھی فوراً منتشر ہو گئے۔پھر جیسے ہی بم باری کا زور تھما اور ہم سب ساتھی دوبارہ اکٹھے ہوئے۔تو ہم ان ساتھی سے کہنے لگے کہ ہاں بھائی وہ آپ تو شہید ہونے والے تھے۔عبداللہ (شبیر) بھائی حسرت سے کہنے لگے کہ یار لگتا ہے کہ امریکہ کو شکست سے دو چار کرنے کے بعد ہمیں چین کے خلاف جہاد میں بھی شریک ہونا پڑے گا۔اس وقت تک ہم اتنے بوڑھے ہو جائیں گے کہ دس نمبر کی عینک لگی ہو گی اور جب اپنے پوتوں کو چینی مشرکوں کے خلاف مارٹر نصب کرتا دیکھیں گے تو اپنے تجربے کی بنیاد پر ان سے کہیں گے (یہاں پر عبداللہ بھائی بوڑھے بزرگوں کی طرح کمر جھکا کر ہاتھ سے لاٹھی پکڑنے کا اشارہ کرتے ہوئے بوڑھوں کی آواز میں کہنے لگے) کہ'' بیٹا اس طرح سے نشانہ اتنا خطا ہو جائے گا اس لیے ۲ چوڑیاں نیچے کر دو اور اتنے زاویے پر فائر کرو''۔اور دوربین اور جدول کی ضرورت تو شاید ہمیں پیش ہی نہیں آئے گی۔اس کے ساتھ ہی سب ساتھی ان کی اس بات پر ہنسنے لگے۔

کچھ ہی دن پہلے بم باری ہوئی تھی جس میں ہمارے دو ساتھی (عبدالسلام بھائی اور عبدالرحمٰن بھائی) شہید ہو گئے تھے۔مرکز کی جگہ دشمن کی نظر میں آجانے کی وجہ سے نئی جگہ منتقلی کا مرحلہ در پیش تھا۔محاذ پر رہتے ہوئے عبداللہ بھائی مختلف ذرائع سے اپنے ایک دوست کو مسلسل جہاد کی دعوت دیتے رہے۔آخر محاذ سے مسلسل ایک ڈیڑھ سال تک دعوت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کے اخلاص اور راستے کی سچّائی کی بدولت ان کے اس دوست کے لیے محاذوں کی طرف نکلنا آسان فرما دیا۔

کئی دنوں سے امیر صاحب سے اصرار کر رہے تھے کہ میرے ایک دوست آ رہے ہیں ان کے استقبال کو جانا ہے۔مگر امیر صاحب کچھ عسکری ضروریات کے لیے ان کو روکے ہوئے تھے۔آخر جیسے ہی مرکز کی نئی جگہ منتقلی کا کام مکمل ہوا اور تمام انتظامی امور سرانجام دے دیے گئے تو آپ امیر صاحب کے ساتھ دوسرے مرکز کی طرف جانے کے لیے روانہ ہوئے۔میں نے نئے مرکز سے دوسرے مرکز کی طرف جانے کا راستہ دیکھا ہوا تھا۔چنانچہ تین گھنٹے کے فاصلے تک میں ان کو چھوڑنے گیا۔خوشی سے سب سے آگے آگے چلے جا رہے تھے۔یہ راستہ ایک طویل اور دشوار گزار چڑھائی کے بعد آگے دو پہاڑوں کی چوٹیوں کے درمیان بنے چھوٹے سے درے پر پہنچ کر نیچے کی طرف اترتا تھا۔دھیمی دھیمی چلتی ہوئی ٹھنڈی ہوا کے وقفے سے آتے جھونکے شام کے ڈھلتے ہوئے سایوں کی خبر دے رہے تھے۔رنگ برنگ خوب صورت خودرو پہاڑی پھول درّے کے درمیانی راستے سے لے کر دُور پہاڑ کے چوٹی تک پھیلے ہوئے تھے۔آنکھوں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لینے والے، ہلکی ہلکی ہوا میں لہلہاتے ہوئے ان پھولوں کے درمیان سے بل کھاتی پگڈنڈی پر مجاہدین اپنے کندھوں پر کلاشن کوفیں لٹکائے آہستہ آہستہ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترنے والے رستے کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔عجیب دلکش منظر تھا۔امیر صاحب نے مجھے کہا کہ بس یہاں سے آپ واپس چلے جائیں۔میں کچھ دیر کھڑا ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔اس خوب صورت منظر و ماحول نے بے اختیار میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی اور میں اس میں کھو سا گیا کہ دل چاہتا تھا کہ یہ منظر کبھی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل نہ ہو۔کافی دیر اسی منظر میں کھویا رہا ہوش تب آیا جب ساتھ والے ساتھی نے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا بھائی جلدی چلیں شام ہو رہی ہے اور آپ کا تو جانے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا۔اسی دوران میں امیر صاحب اور عبداللہ بھائی بھی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اتر کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔میں دوسرے ساتھی کو لیے جلدی جلدی اپنے مرکز کی طرف چل پڑا۔شام ہو رہی تھی اور سردی بھی بڑھتی جا رہی تھی اور ہمیں رات کا اندھیرا پھیلنے سے پہلے اپنے مرکز میں پہنچنا تھا کیونکہ رات کے وقت پہاڑوں پر راستہ ڈھونڈنا بڑا

25 اپریل: صوبہ قندوز.................ضلع امام صاحب.................فوجی بیس پر مارٹر توپ کے 16 گولے داغے گئے.................7 فوجی ہلاک.................3 زخمی

مشکل کام ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ عبداللہ بھائی سے یہ میری آخر ملاقات ہے۔

عبداللہ بھائی کے دوست جن سے وہ ملنے جا رہے تھے ان کا نام حسین تھا۔ حسین بھائی پیشے کے اعتبار سے جیالوجسٹ تھے۔ محاذ پر آنے سے پہلے کویت میں ایک تیل کی بڑی معروف کمپنی میں جاب کر رہے تھے۔ ایک دفعہ ایک محفل میں ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ بھائی وہاں آپ کی کتنی تنخواہ تھی انہوں نے بتایا کہ دو لاکھ روپے ماہانہ۔ مجاہد ساتھی کہنے لگے ۔۔!! بھائی دو لاکھ روپے ماہانہ تو پھر آپ کو یہاں کیا چیز لے آئی ؟؟ انہوں نے برجستہ جواب دیا وہ جو مجاہدین کو ماہانہ سوڈالر ملتے ہیں نا وہ!!! مجاہدین کے خلاف، بے روزگار، زندگی سے تنگ، عملی زندگی میں ناکام اور ماہانہ سوڈالر لے کر لڑنے والے لوگ، جیسا جھوٹا اور بے سروپا پروپیگنڈا کرنے والے اینکر پرسنز پر حسین بھائی کے اس طنزیہ جملے کے ساتھ ہی ارد گرد بیٹھے ساتھی بے ساختہ ہنسنے لگے اور دیر تک ساتھیوں کے لبوں پر ان کا یہ جملہ مسکراہٹ بکھیرتا رہا۔

عبداللہ بھائی ۲۸ اگست کو ایک بم باری میں شہید ہو گئے۔ تقریباً ایک ہفتے بعد امیر صاحب واپس آئے تو بڑے افسردہ اور غمگین تھے۔ کہنے لگے شفیق بھائی، عثمان بھائی اور حیدر بھائی شہید ہو گئے ہیں اور شیخ عاصم (مولانا سعید اللہ) زخمی ہیں، اور اس کے علاوہ عبداللہ بھائی بھی شہید ہو گئے ہیں۔ مگر حسین بھائی کی عبداللہ بھائی سے ملاقات نہیں ہو سکی کہ جس دن وہ محاذ پر پہنچے، اسی دن عبداللہ بھائی بم باری میں شہید ہو گئے۔

میں ذرا وہاں چلا ہوں، کبھی یاد کرتے رہنا

میرے بعد میرے بھائیو! یہ جہاد کرتے رہنا

نئے مرکز میں منتقل ہونے والے سب ساتھی ایسے تھے کہ جن کو ٹھیک سے کھانا بھی نہیں پکانا آتا تھا بس جیسا بھی پکتا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے۔ ایک شام دوسرے مرکز سے کچھ اور ساتھی آ گئے۔ ان میں سے ایک لمبے قد کے مالک، آنکھوں پر چشمے لگائے کیمیکل انجینئر عارف (حسن مصطفیٰ بھائی) بھی موجود تھے۔ اگلے دن جب میں مطبخ کی طرف گیا تو دیکھا کہ عارف بھائی روٹیاں پکا رہے ہیں۔ بار بار انگلی پر بندھی پٹی کو درست کرتے ہیں (جو کچھ دن پہلے ایک کارروائی میں زخمی ہو گئی تھی) اور پھر روٹیاں بیلنے لگتے ہیں۔ میرے کھڑے کھڑے عارف بھائی نے روٹیوں پر گھی بھی لگانا شروع کر دیا۔ میں نے کہا واہ جی واہ آج تو پراٹھے بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مجاہدین پہاڑوں میں بیٹھے ہوئے بھی پراٹھوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ کہ اللہ اپنے بندوں کو جہاں چاہے جیسا چاہے رزق دیتا ہے۔ کچھ ہی دیر بعد دسترخوان پر خستہ خستہ پراٹھے چن دیے گئے۔ پراٹھے کھا کر تو لگتا تھا کہ کیمیکل انجینئرنگ نہیں ''پراٹھا انجینئرنگ'' کی ہے ہمارے عارف بھائی نے۔

دراز قد دبلے پتلے، گندمی رنگت، روشن آنکھیں یہ حسن (نعیم الحق بھائی) ہیں۔ کوئی دم ہے کہ کوئی چٹکلا ان کی زبان سے نہ نکلے۔ بس ان کا سب سے محبوب کام ساتھیوں کو چٹکلے سنانا ہے۔ ہر وقت چٹکلے سنا سنا کر ساتھیوں کو ہنساتے رہتے ہیں اور خود تو سب سے زیادہ ہنستے ہیں کہ اپنے چٹکلوں سے دوسروں سے زیادہ خود لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کسی ساتھی کی کوئی بات پتہ تو چلے بس پھر اس کی ایسی چٹکلا کلاس ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ! سمجھانے والے پر بھی کوئی چٹکلا جڑ دیتے ہیں، بس کسی کے قابو میں نہیں آتے۔

بم باری کے بعد ساتھیوں کو چار چار حصوں میں تقسیم کر کے ادھر ادھر بھیج دیا گیا۔ حسن بھائی کو جس جگہ پر بھیجا گیا وہاں سے فوجی کیمپ آدھے گھنٹے کے فاصلے پر تھا۔ رات کو اٹھے حنظلہ بھائی اور ایک مقامی ساتھی کو لے کر رات کے اندھیرے میں فوجی کیمپ کی طرف روانہ ہو گئے۔ فوجی کیمپ کا دفاعی حصار بہت مضبوط تھا اور فوجی اپنے دفاعی حصار کے نشے میں مست پڑے ہوئے تھے کہ ان کے کیمپ کے پہلے دفاعی مورچے پر ایک راکٹ فائر ہوا اور سیدھا مورچے پر جا لگا اور مورچہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ فوجیوں کی چیخنے کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ راکٹ چلنے کے فوراً بعد حسن بھائی اور حنظلہ بھائی کی کلاشن کوفیں شعلے اگلنے لگیں۔ تیسرے ساتھی نے دوبارہ راکٹ فائر کرنے کی کوشش کی مگر فنی خرابی کے باعث فائر نہیں ہوا۔ اسی دوران کیمپ سے شدید فائر آنا شروع ہو گیا۔ اس لیے راکٹ والا ساتھی فوراً واپس پلٹ گیا۔ حسن بھائی اور حنظلہ بھائی نے جلدی سے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے پیچھے اوٹ لے کر فائرنگ شروع کر دی۔ ابھی دو دو مخزن (میگزین) ہی فائر کیے تھے کہ کلاشن کی بیرل سے نکلتی گولیوں کے شعلوں سے فوج کو ان کی سمت اندازہ ہو گیا۔ اس دوران حسن بھائی نے خطرے کو بھانپتے ہوئے حنظلہ بھائی سے کہا بس فوراً یہاں سے نکلو۔ پہلے حنظلہ بھائی کو نکالا اس کے بعد ان کے پیچھے خود نکلے۔ ٹوٹی دیوار کی اوٹ لے کر فائرنگ کرنے اور اس جگہ کو چھوڑ دینے میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اور بمشکل دیوار سے تین چار قدم دور گئے ہوں گے کہ عین اس جگہ پر سیسے کے انگارے برس پڑے اور دیوار مٹی کا ڈھیر بن گئی۔ بے شک حفاظت فرمانے والا اللہ ہی ہے۔

شاہین اپنے نشیمن کی طرف پرواز کر چکے تھے اور آدھے گھنٹے بعد اپنے مرکز میں بیٹھ کر گولیوں اور مارٹر گولوں کے دھماکوں کی دلفریب آواز سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی کلاشن کوفیں کھول کر ان کی صفائی میں مصروف تھے۔ کئی گھنٹے تک مجاہدین کے لیے گولیوں اور بموں کے دھماکوں کی دھن کا انتظام رہا کہ مجاہدین کے تھکے ہوئے جسم اور مضطرب دل سکون حاصل کر سکیں۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

25 اپریل: صوبہ قندوز .... قندوز شہر .... مجاہدین کا افغان فوجی قافلے پر حملہ .... 2 ٹینک تباہ .... 8 اہل کار ہلاک .... 8 زخمی

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے، یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جب کہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ

02اپریل: صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ساروان قلعہ کے علاقے خانان کے مقام پر مجاہدین اور سیکورٹی فورسز کے مابین شدید جھڑپیں ہوئیں، اس دوران میں متعدد بارودی سرنگ دھماکے بھی ہوئے، 10افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

2اپریل: مجاہدین نے صوبہ زابل ضلع سیوریٔ میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔مجاہدین نے میراخور کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں پر حکمت عملی کے تحت حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 فوجی ہلاک جب کہ 2زخمی ہوگئے۔

04اپریل: مقامی جنگ جوؤں کے خلاف مجاہدین نے صوبہ فراہ ضلع پشت رود میں وسیع آپریشن کا آغاز کیا۔جس میں اب تک مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے جنگ جوؤں کی دو چوکیوں پر کنٹرول حاصل کرلیا۔6جنگ جو ہلاک جب کہ 4 گرفتار ہونے کے علاوہ ایک گاڑی اور تین موٹر سائیکلیں بھی تباہ ہوئے۔

05اپریل: امریکی ایجنٹ اور معروف جنگ جو کمانڈر کی گاڑی پر صوبہ پکتیا ضلع احمد خیل میں دھماکہ ہوا۔کمانڈر یار خان عرف سٹ دو محافظوں سمیت مجاہدین کی نصب بارودی سرنگ سے ہلاک ہوا۔

05اپریل: کٹھ پتلی فوجوں پر صوبہ زابل ضلع شہر صفا میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی نصب شدہ بموں کی دھماکے ہوئے۔رباط اور ہزارتک کے درمیانی علاقے میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا۔

06اپریل: صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں مقامی جنگ جوؤں اور فوجیوں پر حملے ہوئے۔مہترلام شہر کے سید قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3فوجی ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

06اپریل: مجاہدین نے صوبہ قندہار ضلع شوراوک میں کٹھ پتلی فوجوں کے کاروان پر حملہ کیا۔تین رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 8 کرائے کی فوجی بھی مارے گئے۔

07اپریل: پولیس اہل کاروں پر صوبہ خوست کے ضلع علی شیر میں دھماکہ ہوا، جس کے نتیجے میں 3اہل کار ہلاک ہوگئے۔

08اپریل: صوبہ قندہار ضلع شوراوک میں کٹھ پتلی فوجوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں 2رینجر گاڑیاں تباہ اور 7فوجی ہلاک ہوگئے۔جب کہ ایک ہیوی مشین گن سمیت گرفتار ہوا۔

08اپریل: سیکورٹی فورسز پر صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی میں مجاہدین نے کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

09اپریل: مجاہدین نے صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کو بارودی سرنگ کا نشانہ بنا کر تباہ کردیا، ٹینک میں سوار تمام فوجی اہل کار ہلاک ہوگئے۔

10اپریل: کابل کے علاقے ترہ خیل میں فدائی مجاہد نے امریکی فوجی قافلے پر استشہادی حملہ کیا، شہیدی حملے میں دو بکتر بند گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہونے کے علاوہ ان میں سوار امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

10اپریل: کٹھ پتلی فوجوں کی گاڑی پر صوبہ قندہار ضلع شوراوک میں فوجی رینجر گاڑی پر ہونے والے دھماکہ سے گاڑی مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار 6فوجی لقمہ اجل بن گئے۔

10اپریل: صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار 9فوجی موقع پر ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

11اپریل: صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملوں کے نتیجے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

11اپریل: مقامی جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں 6اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔

11اپریل: صوبہ قندھار کے صدر مقام قندھار شہر میں پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا گیا جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار 8اہل کار ہلاک ہوگئے۔

11اپریل: امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ فاریاب ضلع پشتون کوٹ میں کمانڈر سمیت 11 مسلح جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔کمانڈر اسحٰق ولد محمد عثمان کی قیادت میں نام نہاد قومی لشکر کے 11جنگ جو اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔انہوں نے ایک ہیوی مشین گن، ایک راکٹ لانچر، 9 کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین کے حوالے کردیے۔

13 اپریل: صوبہ لغمان کے ضلع قرغئی میں امریکی فوجوں کو امارت اسلامیہ کے رابط اہل کار نے نشانہ بنایا۔ ضلع کے گمبیری ڈاگ نامی امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کے مشترکہ بیس میں مجاہدین کے رابط اہل کار نے امریکی فوجوں پر ایسے وقت میں اندھا دھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 11 امریکی موقع پر ہلاک ہو گئے۔

13 اپریل: کٹھ پتلی فوجوں کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ کاپیسا ضلع تگاب میں نشانہ بنایا۔ جس کے نتیجے میں 4 فوجی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

14 اپریل: امریکی و کٹھ پتلی فوجوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ لوگر ضلع چرخ میں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 10 کٹھ پتلی ہلاک جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

14 اپریل: صوبہ بامیان کے ضلع شیبر میں مجاہدین نے افغان فوجی چوکی اور قافلے پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایک فوجی ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں راکٹ لانچروں کے زد میں آ کر تباہ ہوئی اور 10 فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

14 اپریل: صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں افغان فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ اور افغان فوجی کمانڈر فقیر محمد اپنے نائب اور 4 دیگر اہل کاروں سمیت ہلاک ہو گیا، 3 اہل کار زخمی بھی ہوئے۔

15 اپریل: صوبہ سرپل کے صدر مقام سرپل شہر میں افغان فوج کی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ مجاہدین اللہ تعالیٰ کی نصرت سے دونوں چوکیوں پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات فوجیوں میں سے 4 کو موت کے گھاٹ اتارا جب کہ باقی فوجیوں نے فرار کی راہ اپنائی۔

15 اپریل: صوبہ کاپیسا کے ضلع آلہ سائی میں فوجی رینجر گاڑی مجاہدین کی نصب شدہ بم سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار 6 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

15 اپریل: امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ کاپیسا ضلع تگاب میں کٹھ پتلی فوجوں کے ٹینک کو تباہ کر دیا۔ مجاہدین نے فوجی ٹینک کو 82 ایم ایم توپ کا نشانہ بنا کر تباہ کر دیا اور اس میں سوار 5 اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

16 اپریل: صوبہ جوزجان کے ضلع آقچہ میں مجاہدین نے افغان فوجی قافلے پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک اور 2 رینجر گاڑیاں تباہ ہوئیں، حملے کے دوران 19 فوجی ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

17 اپریل: صوبہ ننگرہار کے ضلع لعل پور میں مجاہدین نے افغان فوجی قافلے پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

17 اپریل: صوبہ بغلان کے پل خمری اور تالا و برفک اضلاع میں پانچ فوجی اور انٹیلی جنس اہل کار مجاہدین سے آ ملے۔ چار فوجی ضلع پل خمری کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین سے آ ملے، انٹیلی جنس سروس اہل کار فضل الدین ولد عبدالرحمٰن ضلع تالا و برفک کے زیر باغ گاؤں میں تسلیم ہوئے اور توبہ کرتے ہوئے مجاہدین کی صفوں میں شمولیت کا اعلان کیا۔

18 اپریل: صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں مجاہدین کے خلاف افغان فوج کے آپریشن پر مجاہدین کے جوابی حملے، جس کے نتیجے میں دشمن نے فرار کی راہ اپنائی اور پسپائی کے وقت 2 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 8 افغان فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

18 اپریل: صوبہ غزنی کے ضلع شلگر مجاہدین نے جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 3 جنگ جو ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

18 اپریل: صوبہ سرپل ضلع سنگ چارک میں ایک علاقے 'اوقاف' کے باشندوں نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کی حمایت کا اعلان کیا اور عزم کا اظہار کیا کہ زندگی آخری لمحے تک مجاہدین کے شانہ بشانہ دین اور ملک کی خدمت کریں گے۔

19 اپریل: صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں مجاہدین نے افغان فوجیوں پر حملہ کیا۔ حملے میں 8 افغان فوجی ہلاک ہونے کے علاوہ 2 فوجی ٹینک بھی تباہ ہوئے۔

19 اپریل: صوبہ زابل کے ضلع شینکئی کے مرکز، فوجی چوکی اور گاڑیوں پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔ مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ خفیہ ادارے کی ضلعی سربراہ سمیت 3 اہل کار ہلاک ہوئے۔

20 اپریل: صوبہ ہلمند ضلع خانشین میں پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں گاڑیاں مکمل طور پر تباہ ہوئیں، ان میں سوار 9 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے۔

20 اپریل: صوبہ غزنی کے ضلع مقر میں مجاہدین نے مقامی جنگ جوؤں کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں 5 جنگ جو ہلاک ہوئے۔

20 اپریل: صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکرگاہ شہر میں فدائی مجاہدین نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کیا۔ لشکرگاہ شہر میں گورنر ہاؤس کے سامنے واقع پولیس اسٹیشن نمبر 1 پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس دو فدائین نے حملہ کیا، اس فدائی حملے میں نظم عامہ کمانڈر حیات اللہ پنجشیری اور انسداد دہشت گردی افسر عبدالاحد سمیت 23 اہل کار ہلاک جب کہ نظم عامہ اسسٹنٹ کمانڈر غلام سخی سمیت 30 اہل کار زخمی ہوئے۔

21 اپریل: پولیس اہل کاروں پر صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں حملہ کیا گیا۔ حملے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے ایک موقع پر ہلاک جب کہ دو زخمی ہو گئے۔

21 اپریل: صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں مجاہدین نے پولیس اہل کاروں کی چوکی پر حملہ کیا۔ مجاہدین اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی پر قابض ہوئے اور وہاں تعینات 10 اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے، جن کے اسلحہ اور دیگر فوجی ساز و سامان مجاہدین نے غنیمت کر لیا۔

21 اپریل: صوبہ پکتیا کے ضلع پٹان میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے کے نتیجے میں 3 پولیس اہل کار وں ہلاک ہوئے۔

21 اپریل: صوبہ پکتیا کے ضلع احمد خیل میں پولیس اہل کاروں کا ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے 4 موقع پر ہلاک جب کہ 2 زخمی ہو گئے۔

22اپریل: صوبہ کنڑ کے ضلع سرکانو میں پولیس اہل کاروں کی دو گاڑیوں کو مجاہدین نے مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں تباہ کردیے اوران میں سوار اہل کار ہلاک وزخمی ہوئیں۔

22اپریل: مجاہدین نے صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر میں افغان فوجوں کو نشانہ بنایا۔جس کے نتیجے میں 5افغان فوجی ہلاک اور ایک رینجر گاڑی تباہ ہوگئی۔

23اپریل: مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں افغان فوج کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا،جس کے نتیجے میں 4فوجی موقع پر ہلاک جب کہ 5 شدید زخمی ہوگئے۔

23اپریل:صوبہ میدان وردگ کے ضلع جلگہ کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین اور افغان فوج کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں دشمن کا ٹینک اور فوجی رینجر گاڑی بارودی سرنگوں سے تباہ ہوئے۔ڈسٹرکٹ انٹیلی جنس سربراہ کریم داد سمیت 7اہل کار ہلاک ہوئے۔

23اپریل:صوبہ ننگرہار کے ضلع اچین کے مربوطہ پیشہ خوڑ کے رہائشی چار افغان فوجی غیب شاہ ولد عبدالمنان،رحمت اللہ ولد رحیم شاہ،نورآغا ولد صغیر اور باز محمد ولد عیسیٰ محمد نے مخالفت سے دستبرداری کا اعلان کرتے ہوئے مجاہدین سے آملے۔

24اپریل: صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے مرکز اور سیکورٹی فورسز پر مجاہدین نے حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں 2فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 10اہل کار ہلاک جب کہ فوجی آفسر نجیب سمیت 9 شدید زخمی ہوئے۔

24اپریل: مجاہدین نے صوبہ نیمروز کے ضلع خاشرود میں پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں 3پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 2زخمی ہوئے۔

24اپریل:صوبہ نیمروز کے علاقے شیشاوہ میں فوجی ٹینک بارودی سرنگ کا نشانہ بن کر تباہ ہوا اوراس میں سوار 7اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

25اپریل: صوبہ لوگر کے ضلع چرخ میں مجاہدین نے سیکورٹی اہل کاروں کی چوکیوں حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 9اہل کار ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

25اپریل:صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں مجاہدین نے فوجی چوکیوں پر حملہ کیا،جس کے نتیجے میں 5اہل کار ہلاک ہوئے۔

25اپریل:صوبہ لغمان کے ضلع نہرسراج میں مجاہدین نے اللہ تعالی کی نصرت سے دشمن کے چار حملوں کو پسپا کردیے۔حملے کے دوران میں پانچ فوجی ٹینک بم دھماکوں اور اینٹی ایئر کرافٹ گنوں سے تباہ ہونے کے علاوہ بزدل دشمن کو ہلاکتوں کا سامنا بھی ہوا۔

25اپریل:صوبہ قندوز کے ضلع میں واقع فوجی بیس پر مارٹر توپ کے 16 گولے داغے، جو بیس کے اندر گرے،جس کے نتیجے میں 7فوجی ہلاک جب کہ 3زخمی ہوئے۔

25اپریل:صوبائی دارالحکومت قندوز شہر سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے افغان فوجی قافلے پر کریم داد کے علاقے میں ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا،جس کے نتیجے میں 2ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8اہل کار ہلاک جب کہ 8زخمی ہوئے۔

بقیہ:افغانستان میں نئے جہادی آپریشن ''عزم'' کے بارے مرکزی شوری امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

جومجاہدین دورانِ آپریشن عوامی جان ومال کی حفاظت میں غفلت کا مظاہرہ کرکے اُن کی پریشانی اور ہلاکت کا سبب بنیں گے،انہیں شرعی اصول اور جہادی دستور کے مطابق قانون کا سامنا کرنا ہوگا۔اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ دینی اور تعلیمی ادارے، جیسے مساجد، مدارس، اسکولز، یونی ورسٹیوں سمیت مراکزِ صحت جیسے کلینک،ہسپتال اور مفادِ عامہ کے منصوبے زَد میں نہیں لائے جاتے۔

امارت اسلامیہ کی قیادت اپنے مسلمان مجاہد عوام سے یہ امید رکھتی ہے کہ وہ اس مقدس آپریشن کی کامیابی کے لیے حسب سابق اپنے مجاہد بھائیوں سے ہرممکن تعاون کریں گے۔اسی طرح دشمن کے فوجی اجتماعات اوراڈوں سے دُور رہیں گے،تاکہ انہیں نقصان نہ پہنچے۔امارت اسلامیہ شرعی نظام کی روشنی میں عوامی مشکلات دور کرنے پر توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہے۔موجودہ حالات میں جو مفید عام رفاہی ادارے اور مخیّر حضرات عوام سے تعاون کریں گے،ہم اُن کے ساتھ شریعت کی روشنی میں اپنے دستور کے مطابق تعاون کریں گے۔

اسی طرح ایک بار پھر کٹھ پتلی حکومت کے تمام فوجی اور سول حکام کو دعوت دیتے ہیں کہ افغانستان کی اسلامی روایات برقرار رکھنے کے لیے دشمن سے علیحدہ ہوکر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کھڑے ہوجائیں۔مجاہدین ان کے ساتھ یہ تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ دشمن کی صف سے الگ ہونے والوں کو تحفظ اور امن کی ضمانت دیں گے۔

آخر میں تمام بہادر مجاہدین کو اس طرف متوجہ کیا جاتا ہے کہ جہاد ایک عبادت ہے،جس میں نیت کو ٹھیک کرنا بنیادی معاملہ ہے۔جہاد کا مقصد عہدہ،شہرت،مالِ غنیمت یا کوئی اور دنیاوی مفاد پیشِ نظر نہیں ہوتا، بلکہ یہ صرف اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد ہے۔ شرعی قوانین، جہادی اصول وآداب اور امارت اسلامیہ کے دستور پر پابندی سے عمل کرنا ضروری ہے۔اپنے بڑوں کی اطاعت کریں،عوام کو اپنے جسم کا حصّہ سمجھیں،ان کی عزت کریں،آپس میں بھائیوں کی طرح رہیں،دشمن کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں، مشکلات پر صبر کریں اور صرف اللہ تعالی کی نصرت اور مسلمان عوام کے تعاون پر اعتماد کریں۔

وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُورِ(آل عمران:۱۸۶)

والسلام

مرکزی شوریٰ امارت اسلامیہ

۲۲/اپریل۲۰۱۵ء

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے!!!

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالاکنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۷ا مارچ: محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی جاسوسی کرنے والے سرکاری ڈاکٹر شکیل آفریدی کے وکیل سمیع اللہ آفریدی کو پشاور میں مجاہدین نے قتل کر دیا۔

۷ا مارچ: مانسہرہ کے نواحی علاقے شیخ آباد ڈنا میں فائرنگ سے پولیس اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۱۸ مارچ: پشاور میں مسلم لیگ ن کے رہ نما حاجی سردار خان مہمند کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا

۱۹ مارچ: خیبر ایجنسی میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں سرکاری ذرائع نے ۲ فوجیوں کے ہلاک اور ۲ کے زخمی ہونے کی خبر جاری کی۔

۱۹ مارچ: خیبر ایجنسی کی وادی تیراہ کے علاقے منگروسا میں بارودی سرنگ دھماکے میں ۱۱ فوجی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰ مارچ: خاران کے علاقے راچیل میں ڈپٹی کمشنر خاران کی گاڑی پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک لیوی اہل کار ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۰ مارچ: ہنگو میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں ایک فوجی اہل کار کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۱ مارچ: پشاور کے نواحی علاقے واحد گڑھی میں فائرنگ سے ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۲۱ مارچ: کوئٹہ کے علاقے سریاب روڈ میں فائرنگ سے پولیس کا ہیڈ کانسٹیبل ہلاک ہوگیا۔

۲۵ مارچ: کرم ایجنسی کے علاقے لوئر کرم میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷ مارچ: لورالائی میں مجاہدین کے حملوں مین ۶ پولیس اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۲۷ مارچ: جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے ژاڑنہ میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی کو بارودی سرنگ حملے میں نشانہ بنایا گیا۔ سرکاری ذرائع نے ۲ فوجی اہل کاروں کے شدید زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۲۹ مارچ: پشاور کے علاقے حیات آباد فیزتھری چوک میں اباسین مارکیٹ کے قریب مجاہدین نے گھات لگا کر حملہ کیا اور پاکستانی فوج کے کرنل طاہر عظیم کو مردار کیا۔

۳۱ مارچ: ٹانگ کے علاقہ تھانہ گول میں فائرنگ سے امن کمیٹی کا سربراہ شیر پاؤ محسود ہلاک اور امن کمیٹی کے ۲ کمانڈر شدید زخمی ہوگئے۔

یکم اپریل: وادی تیراہ کے علاقے نرے بابا میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۳ اپریل: ڈیرہ اسماعیل خان میں سرکلر روڈ کے مقام پر فائرنگ سے ڈی ایس پی بہاول خان ہلاک ہوگیا۔

۴ اپریل: کوہاٹ کے علاقے جنگل خیل میں پولیس وین پر فائرنگ سے ۲ پولیس اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۵ اپریل: اورکزئی ایجنسی کے علاقہ کاشہ میں سیکورٹی فورسز کے قافلے پر مجاہدین کے حملے میں ۳ سیکورٹی اہل کارون کے ہلاک اور ۴ کے زخمی ہونے کی سیکورٹی ذرائع نے تصدیق کی۔

۶ اپریل: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے بدان میں بم دھماکے لیویز فورس کا اہل کار ہلاک ہوگیا۔

۹ اپریل: جنوبی وزیرستان میں بارودی سرنگ دھماکے میں پولیٹیکل محرر سمیت ۴ لیویز اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۸ اپریل: ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے درہ زندہ میں مجاہدین نے صوبیدار میجر سمیت ایف سی کے ۵ اہل کاروں کو گرفتار کرلیا۔

۱۱ اپریل: شمالی وزیرستان میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر حملے میں ایک فوجی اہل کار کے ہلاک ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۳ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں ۲ سیکورٹی اہل کاروں کے ہلاک ہونے کی تصدیق سرکاری ذرائع نے کی [یاد رہے کہ تحصیل میرعلی شمالی وزیرستان کی ابتدائی تحصیل ہے اور "۹۰ فی صد کلیئر علاقے" میں سرفہرست ہے!!!]

۱۳ اپریل: جنوبی وزیرستان کے علاقہ سپین راغزئی میں بارودی سرنگ دھماکے کے نتیجے میں اور ۳ سیکورٹی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی سرکاری ذرائع نے تصدیق کی۔

۱۴ اپریل: مردان کے علاقے بابینی میں فائرنگ سے پولیس اہل کار ہلاک ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

مارنے والو! کوئی تم کو نہ مر کر مار دے

تو پرندے مار دے سرو و صنوبر مار دے
تیری مرضی جس کو دہشت گرد کہہ کر مار دے

تیرا اس کے ماننے والوں سے پالا پڑ گیا
جو پرندے بھیج کر لشکر کے لشکر مار دے

تم بھی موسیٰ کے تعاقب میں چلے تو آئے ہو
دیکھنا تم کو نہ یہ نیلا سمندر مار دے

تو نے جس کے ڈھونڈنے کو بھیج دی اتنی سپاہ
یہ نہ ہو وہ تجھ کو تیرے گھر کے اندر مار دے

اس کو کیا حق ہے یہاں بارود کی بارش کرے
اس کو کیا حق ہے مرے رنگلے کبوتر مار دے

فیصلے تاریخ کے، میدان میں ہوتے نہیں
مارنے والو! کوئی تم کو نہ مر کر مار دے

روشنی کے واسطے پندار کا سودا نہ کر
سامنے سورج بھی ہے تو اس کو ٹھوکر مار دے

گونج تو بھی اس کے لہجے میں پہاڑوں کی طرح
تابش اس کی بات تو بھی اس کے منہ پر مار دے

عباس تابش

شہادت رب کی رضا پانے کا افضل ترین ذریعہ ہے

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

''ساری مخلوق میں جو رتبہ درجہ اور شان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے اور خصوصیت سے ختم نبوت کا جو بلند مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا ہے وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختص ہے بایں ہمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام شہادت کو اجاگر کرنے کے لئے ایک موقع پر فرمایا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کے راستہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں (بخاری شریف: جلد ا ص ۱۰)

تو جس امر کے حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آرزو کریں اس کے بہتر اور افضل ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟؟؟''

[شوق جہاد ص: ۲۵]